

عام فہم تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا
ایک سدا بہار مبارک سلسلہ

دارِ احادیث

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ رکھے جس نے میری بات سنی اور اسکو یاد
کیا اور اسکو محفوظ رکھا اور پھر دوسروں کو پہنچا دیا۔ (ترمذی)
نیز فرمایا سب سے افضل صدقہ یہ ہے کہ مسلمان علم دین کی بات سیکھے پھر
اپنے مسلمان بھائی کو سکھا دے۔ (ابن ماجہ)

زیر نگرانی

فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی محمد شمس الدین صاحب رحمہ اللہ
رئیس دارالافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان

ادارۃ تالیفات اشرفیت

پتہ: فوارہ امتان پاکستان

(061-4540513-4519240)



درس حدیث

سلسلہ

درس حدیث-6

عام فہم تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا
ایک سدا بہار مبارک سلسلہ

درک حدیث

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ رکھے جس نے میری بات سنی اور اسکو یاد
کیا اور اسکو محفوظ رکھا اور پھر دوسروں کو پہنچا دیا۔ (ترمذی)
نیز فرمایا سب سے افضل صدقہ یہ ہے کہ مسلمان علم دین کی بات سیکھے پھر
اپنے مسلمان بھائی کو سکھا دے۔ (ابن ماجہ)

از افادات:

شیخ الحدیث حضرت

مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ

زیر نگرانی

فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب رحمہ اللہ

رئیس دارالافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان

ادارہ تالیفات اشرفیہ

چوک فوارہ ملتان پاکستان

(061-4540513-4519240)

درکِ حدیث

تاریخ اشاعت..... رجب المرجب ۱۴۲۷ھ
ناشر..... ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان
طباعت..... سلامت اقبال پریس ملتان

جملہ حقوق محفوظ ہیں

قارئین سے گزارش

ادارہ کی حتی الامکان کوشش ہوتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔
الحمد للہ اس کام کیلئے ادارہ میں علماء کی ایک جماعت موجود رہتی ہے۔
پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو برائے مہربانی مطلع فرما کر ممنون فرمائیں
تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

ادارہ تالیفات اشرفیہ..... چوک فوارہ..... ملتان مکتبہ رشیدیہ..... راجہ بازار..... راولپنڈی
ادارہ اسلامیات..... انارکلی..... لاہور یونیورسٹی بک ایجنسی..... خیبر بازار..... پشاور
مکتبہ سید احمد شہید..... اردو بازار..... لاہور ادارۃ الانور..... نیوٹاؤن..... کراچی نمبر 5
مکتبہ رحمانیہ..... اردو بازار..... لاہور مکتبہ المنظور الاسلامیہ..... جامعہ حسینیہ..... علی پور
مکتبہ المنظور الاسلامیہ..... بلاک زیڈ..... مدینہ ٹاؤن..... بنک موڑ..... فیصل آباد

ادارہ اشاعت الخیر - حضوری باغ روڈ - ملتان

ISLAMIC EDUCATIONAL TRUST U.K 119-121- HALLIWELL ROAD
(ISLAMIC BOOKS CENTER) BOLTON BL1 3NE. (U.K.)

ملتان
پتہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عرض ناشر

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ادارہ کی جدید مرتبہ ”درس حدیث“ کی پانچ جلدیں ماشاء اللہ کافی مقبول ہوئیں درس حدیث کا یہ مبارک سلسلہ فقیر العصر حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب رحمہ اللہ کی زیر نگرانی شروع ہوا یقیناً یہ بھی حضرت کیلئے دیگر حسنات جاریہ میں سے ایک ہے اس لئے اس جلد پر بھی مقدمہ حضرت ہی کا لکھا ہوا دیا جا رہا ہے۔ عرصہ دراز سے مزید جلدوں کا انتظار تھا۔ اللہ پاک ہمارے اکابر رحمہم اللہ کو اجر عظیم سے نوازیں جو بے حد محنتوں سے ہمارے لئے دین اور اس کے مآخذ کو سہل الوصول فرما گئے۔ اور دین کے ہر شعبہ سے متعلق معلومات فضائل و احکام کا عظیم ذخیرہ جو اپنی عربی زبان کی وجہ سے حلقہ خواص تک محدود تھا۔ ان حضرات اکابر نے دیگر خدمات جلیلہ کے ساتھ ساتھ یہ عظیم خدمت بھی سرانجام دی کہ ان دینی علوم کو اردو کے لباس سے آراستہ کر کے عوام الناس کی ایک بڑی ضرورت کو پورا فرما گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبور کو ٹھنڈا فرمائیں اور جنت کو ان کا ٹھکانہ بنائیں آمین الحمد للہ شروع سے ادارہ کی کوشش رہی ہے کہ اپنے اکابر کی مستند و بے غبار تعلیمات کو مزید مزین و سہل کر کے پیش کیا جائے۔ اس جلد کے سلسلہ میں بھی اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال رہا اور علماء کرام کی مشاورت سے حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ کی مقبول عام مستند تصنیف ”فضائل اعمال“ میں سے فضائل ذکر کو سابقہ جلدوں کی طرح سبق وار درس کی شکل میں مرتب کیا ہے۔

اس جلد میں فضائل ذکر کے تمام مضامین بالترتیب لئے گئے ہیں صرف دوران سبق آنے والی احادیث کا عربی متن نہیں دیا گیا تا کہ عوام الناس بسہولت مختصر وقت میں درس مکمل کر سکیں۔ شروع سبق میں حدیث مبارکہ کا مختصر عربی متن تبرکاً نقل کیا گیا ہے۔ بعض جگہ اپنے اکابر حضرت سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ..... حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی رحمہ اللہ و دیگر اکابرین کے افادات کا اضافہ کیا گیا ہے جو کہ ان شاء اللہ موضوع کی مناسبت سے مفید ہوگا۔ بلاشبہ گھروں، مساجد، اسکولوں و مکاتب میں ان سبق وارا احادیث کو سننے سنانے کی پابندی کی جائے تو مختصر وقت میں دین کی اہم باتیں سیکھی جاسکتی ہیں۔ ان شاء اللہ اس مبارک سلسلہ احادیث کی جلد نمبر ۷ بنام فضائل درود شریف (منتخب از فضائل اعمال) جلد منظر عام پر آ رہی ہیں۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب اللہ پاک ہم سب کو دین کی صحیح فہم نصیب فرمائیں اور اپنے فضل سے خدمت دین الی یوم الدین لیتے رہیں۔

واللہ محمد اسحق عفی عنہ رجب المرجب ۱۴۲۷ھ بمطابق اگست ۲۰۰۶ء

تقریظ

فقیر العصر حضرت مولانا مفتی محمد ستار صاحب رحمہ اللہ

رئیس دارالافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان و نگران اعلیٰ مجلس تحقیقات اسلامیہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم..... اما بعد

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے پیش نظر اللہ پاک نے قرآن مجید کی حفاظت جس طرح اپنے ذمہ لی ہے اسی طرح الفاظ قرآن کی تشریح جو ذخیرہ آحادیث کی شکل میں موجود ہے اسکی حفاظت و صیانت بھی اللہ پاک نے اس امت کے ذریعے فرمائی۔ یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ حفاظت حدیث کے سلسلہ میں اس امت کے محدثین حضرات نے عجیب کمالات دکھائے۔ اسماء الرجال کے علم ہی کو دیکھ لیجئے اس علم سے سابقہ امتیں محروم رہیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک تعلیمات چونکہ تاقیامت محفوظ اور قابل عمل تھیں اس لئے ان فرامین کی حفاظت کیلئے محدثین نے اسماء الرجال اور اس کے علاوہ دوسرے علوم متعارف کرائے جنہوں نے احادیث مبارکہ کے گرد ایک قوی حصار کا کام کیا تاکہ کوئی دین دشمن حسب منشاء ان احادیث میں کوئی تغیر و تصرف نہ کر سکے۔

عصر حاضر میں مسلمانوں کی مغلوبیت میں جہاں دیگر عوامل کار فرما ہیں ان سب میں بنیادی چیز یہی ہے کہ ہم اپنی بنیاد یعنی اسلامی تعلیمات سے منہ موڑے ہوئے ہیں۔ اور اس بات کے جاننے کے باوجود کہ ہماری دینی و دنیاوی فلاح و ترقی اسلامی تہذیب اسلامی تعلیمات اور انہی اقدار میں ہے جن پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو چلایا اور تاریخ گواہ ہے کہ جب تک مسلمان ان اسلامی تعلیمات پر مضبوطی سے عمل پیرا رہے اللہ پاک نے انہیں اخروی نجات کے علاوہ دنیا میں بھی شان و شوکت، غلبہ و نصرت سے نوازا اور پوری دنیا کے غیر مسلم ان کے خادم اور زیر دست کی حیثیت سے رہے۔

آج ہم سب مسلمان یہ چاہتے ہیں کہ دنیا میں مسلمان غالب ہوں لیکن اس کے لئے جو بنیادی چیز ہے یعنی تعلیمات نبوت کی روشنی میں زندگی کے سفر کو طے کرنا۔ اسکی طرف ہماری توجہ کم ہوتی ہے اس لئے ضرورت ہے کہ معاشرہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک تعلیمات کو عام کیا جائے اور جس طرح تلاوت قرآن کو اپنے معمول میں شامل کیا جاتا ہے اسی طرح ہمارے بعض اکابر کے معمول میں تلاوت حدیث بھی شامل تھی۔

”ادارہ تالیفات اشرفیہ“ اس لحاظ سے بڑی مبارک کا مستحق ہے کہ عوام کو اس بنیادی ضرورت کو عام فہم انداز میں درس حدیث کی شکل میں پیش کرنے کا سہرا اُسی کے سر ہے۔ اس سے قبل ”درس قرآن“ بھی عوام الناس میں بے حد مقبول ہو چکا ہے۔

دل سے دعا ہے کہ فرامین نبوی کا یہ سدا بہار گلدستہ عند اللہ مقبول ہو اور ہم سب تعلیمات نبوی کی روشنی میں اپنا قبلہ درست کر کے دنیا و آخرت کی سعادتوں سے اپنے دامن بھر لیں۔

لفظ: عبدالستار عفی عنہ رجب المرجب ۱۴۲۵ھ

فہرست عنوانات

۲۶	سب سے اخیر میں جہنم سے نکلنے والے شخص کا قصہ	۱۳	بندہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا معاملہ
۲۷	اخلاص کی اہمیت اور حقیقت	۱۳	اللہ تعالیٰ کے ساتھ بندے کا گمان
۲۷	بنی اسرائیل کے ایک عبادت گزار کا واقعہ	۱۴	اللہ تعالیٰ ذکر کرنے والے کے ساتھ ہیں
۲۸	انسان کو مایوس نہیں ہونا چاہئے	۱۵	ذکر کرنے والوں کا فرشتوں میں تذکرہ
۲۹	سب اعمال سے بڑھ کر عذاب قبر سے نجات دینے والا عمل	۱۵	اللہ تعالیٰ کی بے حد لطف و رحمت
۲۹	عذاب قبر کی سختی	۱۶	ذکر اللہ کو اپنا ہمہ وقت کا دستور بنالو
۲۹	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اوٹنی کا بدکنا	۱۶	چار چیزیں جو تمام بھلائیوں کی جامع ہیں
۲۹	قبر کا اعلان	۱۶	رطب اللسان رہنے کا مطلب
۳۰	چغل خوری اور پیشاب سے بے احتیاطی کا عذاب	۱۶	تمام اعمال میں سے بہترین اور پاکیزہ ترین عمل ذکر اللہ ہے
۳۰	دل کی سوئی اللہ کی طرف	۱۷	تمام اعمال پر ذکر اللہ کی فضیلت کی وجہ
۳۱	ذاکرین قیامت کے دن قابل رشک ہوں گے	۱۸	نرم بستروں پر ذکر اللہ کر نیوالوں کے بھی بلند درجات
۳۱	خانقاہوں میں بیٹھنے والے اہل اللہ	۱۸	آگے بڑھنے والے
۳۲	قرآن کریم اور حدیث نبوی کا نور	۱۸	ذکر کرنے والا زندہ اور نہ کر نیوالا مردہ
۳۲	حضرت مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوری کا واقعہ	۱۹	زندہ اور مردہ ہونے کا مطلب
۳۳	جنت کے باغ	۲۰	اللہ کا ذکر صدقہ خیرات سے افضل ہے
۳۳	جنت کے باغوں میں چرنے کا مطلب	۲۰	خوش نصیب لوگ
۳۳	نفلی عبادات میں کوتاہی کا ذکر اللہ کی کثرت سے ازالہ ہو جاتا ہے	۲۰	ایک لمحہ کے ذکر اللہ کا اجر و ثواب
۳۴	ذکر اللہ کی کثرت کی برکات	۲۱	ذکر والی جماعت کو فرشتوں کا گھیر لینا
۳۵	اللہ تعالیٰ کا ذکر اتنا کرو کہ لوگ مجنوں کہنے لگیں	۲۱	سیکنہ کے معنی
۳۵	کسی کے طعنوں کی پرواہ نہ کرو	۲۱	فرشتوں کے سامنے ذاکرین کا تذکرہ
		۲۳	ذکر کر نیوالوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا فرشتوں پر فخر کرنا

۳۷	کلمہ طیبہ سے بڑھ کر کوئی وظیفہ نہیں ہے	۳۵	قابل تعجب آدمی
۳۸	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا سب سے زیادہ مستحق	۳۵	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ذکر کی تاکید
۳۹	کلمہ اخلاص کی برکت اور علامت	۳۵	شیطان کا حیلہ
۳۹	ایک نوجوان کا واقعہ	۳۶	حضرت عبداللہ ذوالجبارین کا واقعہ
۵۰	لا الہ الا اللہ کو خلط ملط کرنا	۳۶	لوگوں کے خوف سے عمل چھوڑنا بھی ریا ہے
۵۱	کلمہ اخلاص کی برکت اور علامت	۳۶	کثرت سے ذکر کرنے والوں کی فضیلت
۵۱	کلمہ لا الہ الا اللہ سیدہا عرش تک پہنچتا ہے	۳۷	سات آدمی جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے سایہ میں جگہ دیں گے
۵۱	کلمہ لا الہ الا اللہ پر جنت و مغفرت کی بشارت	۳۷	تنہائی میں اللہ کا ذکر کرنا اور آنسو بہانا
۵۲	ایمان کی تجدید	۳۸	انعامات الہی کے اختصار سے معرفت حاصل ہوتی ہے
۵۲	ایمان کے پرانا ہونے کا مطلب	۳۹	عقل مند لوگ
۵۲	موت سے پہلے لا الہ الا اللہ کا کثرت سے اقرار کرنا	۳۹	خلق خدا میں غور و فکر کی اہمیت و فضیلت
۵۳	جنت کی چابی	۴۰	غور و فکر کو افضل عبادت کیوں کہا گیا ہے
۵۳	برائیوں کو نیکیوں میں بدلنے والا کلمہ	۴۰	شیطان کو کمزور کرنے والی جماعت
۵۳	کلمہ طیبہ پڑھنے والے کی مغفرت	۴۱	عقل کے معاملہ میں اعتدال
۵۳	ایک باندی کا واقعہ	۴۲	ایسے لوگ جنکے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹھنے کا حکم ہوا
۵۵	قبر و حشر کے عذاب سے نجات	۴۲	ذاکرین کے ساتھ مل بیٹھنے کے فوائد
۵۵	لا الہ الا اللہ والوں سے اللہ تعالیٰ کا معاملہ	۴۳	غافلین کی جماعت میں ذکر کرنے والا
۵۶	اعمال کے ترازو میں کلمہ شہادت کا وزن	۴۳	ایک باندی کا واقعہ
۵۶	کسی مسلمان کو حقیر نہ سمجھو لیکن نبی عن المنکر بھی نہ چھوڑو	۴۳	دانشمندی کا کام
۵۷	کلمہ طیبہ کے اقرار کرنے کی فضیلت	۴۴	صبح اور عصر کی نماز کے بعد ذکر کرنیکی فضیلت
۵۷	انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت اسی کلمہ کیلئے ہوئی	۴۴	صبح اور عصر کے بعد کا ذکر
۵۸	امت محمدیہ کے اعمال بھاری ہونے کا سبب	۴۵	اصل مقصد ذکر و علم ہے
۵۸	امت محمدیہ میں کلمہ طیبہ کے ورد کی کثرت	۴۶	سب سے افضل ذکر اور افضل دُعاء
۵۹	جنت کے دروازہ پر لکھی ہوئی عبارت	۴۶	سید علی بن میمون مغربی کا واقعہ
۵۹	عذاب سے حفاظت	۴۶	دنیا کا وجود اسی کلمہ سے قائم ہے

۷۲	گناہ کے کفارہ کے لئے نیکی کرنا	۵۹	افضل ذکر اور افضل استغفار
۷۲	چالیس ہزار نیکیاں	۶۰	شیطان اور انسان کی ہلاکت کا سامان
۷۲	بیس لاکھ نیکیاں	۶۱	تعلق مع اللہ کی حقیقت
۷۳	انعام و احسان کی بارش	۶۲	توحید و رسالت پر مرنے والا جنت میں داخل ہوگا
۷۳	اعمال کی اور آدمیوں کی اقسام	۶۲	یحییٰ بن کثم کا واقعہ
۷۳	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک آدمی کا سوال	۶۲	بغیر حجاب کے اللہ تعالیٰ کو پہنچانے والی چیز
۷۴	جنت کے آٹھوں دروازوں کا کھلنا	۶۳	ایک بادشاہ کا واقعہ
۷۴	قیامت کے دن چودہویں کے چاند جیسا چہرہ	۶۳	اللہ کی رضا کیلئے کلمہ پڑھنے والے پر جہنم حرام ہے
۷۴	ہر قسم کے گناہ سے حفاظت	۶۴	موت کی تکلیف سے محفوظ رکھنے والا کلمہ
۷۴	مرنے والے کو تلقین	۶۴	پانچ اندھیرے اور پانچ چراغ
۷۵	بعض دفعہ کسی گناہ کی وجہ سے مرتے وقت کلمہ نصیب نہیں ہوتا	۶۴	کلمہ نجات
۷۵	کلمہ طیبہ سے کوئی عمل بڑھ نہیں سکتا	۶۵	وفات حسرت آیات پر صحابہ کی پریشانی
۷۶	ایمان کا سب سے اعلیٰ اور ادنیٰ درجہ	۶۵	دین کے کام کی نجات کا مطلب
۷۶	حیاء کی خصوصیت	۶۶	عزت و تقویٰ اور جہنم سے آزادی والا کلمہ
۷۶	حدیث شریف کا مصداق	۶۶	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب کا واقعہ
۷۷	ایمان کی شاخوں کی تفصیل	۶۶	حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ کی قبولیت کا سبب
۷۹	ایمان کا سب سے اعلیٰ اور ادنیٰ درجہ	۶۷	حضرت آدم علیہ السلام کی گریہ و زاری
۸۰	مختلف روایات میں تطبیق	۶۷	جنت میں دونوں طرف لکھی ہوئی تین سطریں
۸۱	دو محبوب کلمے	۶۸	اسم اعظم والی دو آیات
۸۱	زبان پر ہلکے اور ترازو میں وزنی	۶۹	کلمہ طیبہ کی برکات
۸۱	سب سے پسندیدہ کلام	۷۰	حضرت نوح علیہ السلام کی اپنے بیٹوں کو نصیحت
۸۱	فرشتوں کا مشغلہ	۷۰	ظاہر سے باطن پر استدلال
۸۲	جنت واجب کرنے والے	۷۰	مرتے وقت کلمہ پڑھنے والے کیلئے جنت اور زندہ کیلئے گناہوں کا خاتمہ
۸۲	قیامت میں نعمتوں کے بارے میں بھی سوال ہوگا	۷۱	میت اور قبر کے قریب کلمہ پڑھنا
۸۲	کون کون سی نعمتوں کا سوال ہوگا	۷۱	کثرت سے کلمہ پڑھنے کی برکتوں کا ظہور

۸۴	حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضراتِ متبعین رضی اللہ عنہما کا واقعہ	۹۷	بہتان باندھنے کی سزا
۸۵	ایک کوڑھی کا واقعہ	۹۸	اختتامِ مجلس کا ذکر
۸۶	جنت کے درخت	۹۸	تسبیح کرنے والوں کا عرش کے پاس تذکرہ
۸۶	حضرت ابراہیم علیہ السلام کا امت محمد کی طرف سلام بھیجنا	۹۹	انگلیوں پر تسبیحات پڑھنا
۸۶	جنت کی بہترین مٹی اور میٹھا پانی	۹۹	اعضاء کی گواہی
۸۷	پہاڑ سے زیادہ سونا خرچ کرنے سے زیادہ محبوب کلام	۱۰۰	اختتامِ مجلس کا ذکر
۸۷	سب سے زیادہ محبوب چار کلمے	۱۰۱	غفلت والے رحمت الہیہ سے محروم ہیں
۸۸	غریبوں کے لئے بہترین عمل	۱۰۱	اللہ کے ایسے بندے جو کسی لمحہ غافل نہیں ہیں
۸۸	بیوی سے صحبت کرنا صدقہ کیسے ہے؟	۱۰۳	چار کلمات
۸۹	سمندر کی جھاگ کے برابر گناہوں کی معافی	۱۰۳	افضل اور آسان تسبیح
۸۹	ایسے کلمات جن کا کہنے والا نامراد نہیں ہوتا	۱۰۳	افضیت کا مطلب
۹۰	روزانہ احد پہاڑ کے برابر عمل	۱۰۴	دانوں والی تسبیح کو بدعت کہنا غلط ہے
۹۰	پانچ چیزیں جو تراویح میں بہت وزنی ہیں	۱۰۵	ایک مسلسل حدیث
۹۰	حضرت نوح علیہ السلام کی نصیحت	۱۰۶	تسبیحاتِ فاطمہ
۹۱	انسانوں، جنوں اور فرشتوں کے علاوہ مخلوقات کی تسبیح	۱۰۷	تسبیحاتِ فاطمہ کی اہمیت و افادیت
۹۱	پیالے کی تسبیح	۱۰۸	امور خانہ داری کی انجام دہی
۹۲	نومٹ میں نو قرآن پاک	۱۰۹	صلوٰۃ التسبیح ایک بہترین عمل
۹۳	بوڑھوں کے لئے بہترین عمل	۱۱۰	صلوٰۃ التسبیح پڑھنے کا طریقہ
۹۳	ذاکرین کو ڈھونڈنے والی فرشتوں کی جماعت	۱۱۰	صحابہ کرامؓ تابعین اور اولیاء کے ہاں صلوٰۃ التسبیح کا اہتمام
۹۴	ذکر والوں پر اللہ تعالیٰ کا نحر	۱۱۱	بعض علماء کا شبہ
۹۵	اللہ تعالیٰ کا محبت کون ہے؟	۱۱۱	صلوٰۃ التسبیح پڑھنے کے دو طریقے
۹۵	حضرت سعید بن المسیبؓ کی صاحبزادی کا نکاح	۱۱۱	صلوٰۃ التسبیح سے متعلق مسائل
۹۶	ہر حرف کے بدلہ دس نیکیاں	۱۱۲	ذکر کی فضیلت، فضائل و فوائد
۹۷	ناحق کی حمایت		

درک حدیث

انتخاب از

فضائل ذکر

بندہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا معاملہ

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللہ تعالیٰ انا عند ظن عبدی بی وانا معہ اذا ذکرنی فان ذکرنی فی نفسہ ذکرته فی نفسی (رواہ احمد و بخاری)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ شانہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں بندہ کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں جیسا کہ وہ میرے ساتھ گمان رکھتا ہے اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں پس اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسکو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ میرا مجمع میں ذکر کرتا ہے تو میں اس مجمع سے بہتر یعنی فرشتوں کے مجمع میں (جو معصوم اور بیگناہ ہیں) تذکرہ کرتا ہوں اور اگر بندہ میری طرف ایک بالشت متوجہ ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اُس کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور اگر وہ ایک ہاتھ بڑھتا ہے تو میں دو ہاتھ اُدھر متوجہ ہوتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اسکی طرف دوڑ کر چلتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ بندے کا گمان

تشریح: اس حدیث شریف میں کئی مضمون وارد ہیں۔ اول یہ کہ بندہ کے ساتھ اس کے گمان کے موافق معاملہ کرتا ہوں جس کا مطلب یہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہ سے اس کے لطف و کرم کی اُمید رکھنا چاہئے اس کی رحمت سے ہرگز مایوس نہ ہونا چاہیے۔ یقیناً ہم لوگ گنہگار ہیں اور سراپا گناہ اور اپنی حرکتوں اور گناہوں کی سزا اور بدلہ کا یقین ہے لیکن اللہ کی رحمت سے مایوس بھی نہ ہونا چاہیے۔ کیا بعید ہے کہ حق تعالیٰ شانہ محض اپنے لطف و کرم سے بالکل ہی معاف فرمادیں کہ:

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ

وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ

کلام اللہ شریف میں وارد ہے (ترجمہ) حق تعالیٰ شانہ شرک کے گناہ کو تو معاف نہیں فرمائیں گے اس کے علاوہ جس کو چاہیں گے سب کچھ معاف فرمائیں گے۔ لیکن ضروری نہیں کہ معاف ہی فرمادیں۔ اسی وجہ سے علماء فرماتے ہیں کہ ایمان اُمید اور خوف کے درمیان ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک نوجوان صحابی کے پاس تشریف لے گئے وہ نزع کی حالت میں تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت

فرمایا کس حال میں ہو عرض کیا یا رسول اللہ اللہ کی رحمت کا اُمیدوار ہوں اور اپنے گناہوں سے ڈر رہا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ دونوں یعنی اُمید و خوف جس بندہ کے دل میں ایسی حالت میں ہوں تو اللہ جل شانہ جو اُمید ہے وہ عطا فرمادیتے ہیں اور جس کا خوف ہے اُس سے امن عطا فرمادیتے ہیں۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ مومن اپنے گناہ کو ایسا سمجھتا ہے کہ گویا ایک پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہے اور وہ پہاڑ اس پر گرنے لگا اور فاجر شخص گناہ کو ایسا سمجھتا ہے گویا ایک مکھی بیٹھی تھی اُڑادی یعنی ذرا پرواہ نہیں ہوتی مقصود یہ ہے کہ گناہ کا خوف اس کے مناسب ہونا چاہیے اور رحمت کی اُمید اس کے مناسب۔

حضرت معاؤ طاعون میں شہید ہوئے۔ انتقال کے قریب زمانہ میں بار بار غشی ہوتی تھی جب افاقہ ہوتا تو فرماتے یا اللہ تجھے معلوم ہے کہ مجھ کو تجھ سے محبت ہے۔ تیری عزت کی قسم تجھے یہ بات معلوم ہے جب بالکل موت کا وقت قریب آ گیا تو فرمایا کہ اے موت تیرا آنا مبارک ہے۔ کیا ہی مبارک مہمان آیا۔ مگر فاقہ کی حالت میں یہ مہمان آیا ہے۔ اس کے بعد فرمایا۔

نگری نصیب نہیں ہوتی۔ اللہ کی پاک بارگاہ میں عرض معروض کرے تو جلد یہ حالت دور ہو جائے۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ کے ساتھ حسن ظن اور چیز ہے اور اللہ پر گھمنڈ دوسری چیز ہے۔ کلام اللہ شریف میں مختلف عنوانات سے اس پر تنبیہ کی گئی۔ ارشاد ہے وَلَا يَغْتَبِرْ كُفْرًا بِاللَّهِ الْغُرُورُ (اور نہ دھوکہ میں ڈالے تم کو دھوکہ باز) یعنی شیطان تم کو یہ نہ سمجھائے کہ گناہ کئے جاؤ اللہ غور رحیم ہے۔ دوسری جگہ ارشاد ہے أَطْلَعَ الْغَيْبِ أَمْ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا كَلًّا (کیا وہ غیب پر مطلع ہو گیا یا اللہ تعالیٰ سے اس نے عہد کر لیا ہے ایسا ہرگز نہیں)۔

اللہ تعالیٰ ذکر کرنے والے کے ساتھ ہیں

دوسرا مضمون یہ ہے کہ جب بندہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ دوسری حدیث میں ہے کہ جب بندہ مجھے یاد کرتا ہے تو جب تک اس کے ہونٹ میری یاد میں حرکت کرتے رہتے ہیں میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں یعنی میری خاص توجہ اس پر رہتی ہے اور خصوصی رحمت کا نزول ہوتا رہتا ہے۔ اس حدیث کا بقیہ اگلے درس میں بیان ہوگا۔

اے اللہ تجھے معلوم ہے کہ میں ہمیشہ تجھ سے ڈرتا رہا آج تیرا اُمیدوار ہوں۔ یا اللہ مجھے زندگی کی محبت تھی مگر نہریں کھودنے اور باغ لگانے کے واسطے نہیں تھی بلکہ گرمیوں کی شدت پیاس برداشت کرنے اور (دین کی خاطر) مشقتیں جھیلنے کے واسطے اور ذکر کے حلقوں میں علماء کے پاس جم کر بیٹھنے کے واسطے تھی۔ (تہذیب اللغات) بعض علماء نے لکھا ہے کہ حدیث بالا میں گمان کے موافق معاملہ عام حالات کے اعتبار سے ہے خاص مغفرت کے متعلق نہیں۔ دعا صحت وسعت امن وغیرہ سب چیزیں اس میں داخل ہیں مثلاً دُعا کے ہی متعلق سمجھو مطلب یہ ہے اگر بندہ یہ یقین کرتا ہے کہ میری دعا قبول ہوتی ہے اور ضرور ہوگی تو اس کی دُعا قبول ہوتی ہے اور اگر یہ گمان کرے کہ میری دعا قبول نہیں ہوتی تو ویسا ہی معاملہ کیا جاتا ہے۔ چنانچہ دوسری احادیث میں آیا ہے کہ بندہ کی دعا قبول ہوتی ہے۔ جب تک یہ نہ کہنے لگے کہ میری دعا قبول نہیں ہوتی۔ اسی طرح صحت تو نگری وغیرہ سب امور کا حال ہے حدیث میں آیا ہے کہ جس شخص کو فاقہ کی نوبت آئے اگر اس کو لوگوں سے کہتا پھرے تو تو

دعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں اپنے ذکر کی توفیق عطا فرمائیے۔

اے اللہ! ہمیں اپنے حقیقی ذکر یعنی ہمہ وقت آپ کے احکامات کو پیش نظر رکھتے ہوئے زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔

اے اللہ! ہمیں اپنی محبت نصیب فرمائیے اور مسنون اذکار و وظائف کو صبح و شام پڑھنے کی توفیق عطا فرمائیے۔

اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم سب سے زیادہ آپ کا ذکر کرنے والے سب سے زیادہ آپ کو فرمانبرداری کرنے والے اور سب سے زیادہ آپ سے محبت کرنے والے بن جائیں۔

وَاجِرُدْعُوْنَا اِنَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

ذکر کرنے والوں کا فرشتوں میں تذکرہ

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللہ تعالیٰ انا عند ظن عبدی بی وانا معہ اذا ذکرنی فان ذکرنی فی نفسہ ذکرته فی نفسی (رواہ احمد و بخاری)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ شانہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں بندہ کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں جیسا کہ وہ میرے ساتھ گمان رکھتا ہے اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں پس اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسکو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ میرا مجمع میں ذکر کرتا ہے تو میں اس مجمع سے بہتر یعنی فرشتوں کے مجمع میں (جو معصوم اور بیگناہ ہیں) تذکرہ کرتا ہوں اور اگر بندہ میری طرف ایک بالشت متوجہ ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اُس کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور اگر وہ ایک ہاتھ بڑھتا ہے تو میں دو ہاتھ ادھر متوجہ ہوتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اسکی طرف دوڑ کر چلتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کی بے حد لطف و رحمت

چوتھا مضمون حدیث میں یہ ہے کہ بندہ جس درجہ میں حق تعالیٰ شانہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اُس سے زیادہ توجہ اور لطف اللہ جل شانہ کی طرف سے اُس بندہ پر ہوتا ہے یہی مطلب ہے قریب ہونے اور دوڑ کر چلنے کا کہ میرا لطف اور میری رحمت تیزی کیساتھ اس کی طرف چلتی ہے اب ہر شخص کو اپنا اختیار ہے کہ جس قدر رحمت و لطف الہی کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہے اتنی ہی اپنی توجہ اللہ تعالیٰ شانہ کی طرف بڑھائے۔ پانچویں بحث اس حدیث شریف میں یہ ہے کہ اس میں فرشتوں کی جماعت کو بہتر بتایا ہے ذکر کرنے والے شخص سے حالانکہ یہ مشہور امر ہے کہ انسان اشرف المخلوقات ہے اس کی ایک وجہ تو ترجمہ میں ظاہر کر دی گئی کہ ان کا بہتر ہونا ایک خاص حیثیت سے ہے کہ وہ معصوم ہیں اُن سے گناہ ہو ہی نہیں سکتا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ باعتبار اکثر افراد کے ہے کہ اکثر افراد فرشتوں کے اکثر آدمیوں بلکہ اکثر مومنوں سے افضل ہیں گو خاص مؤمن جیسے انبیاء علیہم السلام سارے ہی فرشتوں سے افضل ہیں۔ اس کے

تشریح: مذکورہ حدیث کا تیسرا مضمون یہ ہے کہ میں فرشتوں کے مجمع میں ذکر کرتا ہوں یعنی تفاخر کے طور پر اُن کا ذکر فرمایا جاتا ہے۔ ایک تو اس وجہ سے کہ آدمی کی علقہ جس ترکیب سے ہوئی ہے اس کے موافق اس میں اطاعت اور معصیت دونوں کا مادہ رکھا ہے جیسا کہ حدیث نمبر ۸ کے ذیل میں آ رہا ہے۔ اس حالت میں طاعت کا کرنا یقیناً تفاخر کا سبب ہے۔ دوسرے اس وجہ سے کہ فرشتوں نے ابتداء خلقت کے وقت عرض کیا تھا۔ ”آپ ایسی مخلوق کو پیدا فرماتے ہیں جو دنیا میں خونریزی اور فساد کرے گی۔“ اور اس کی وجہ بھی وہی مادہ فساد کا ان میں ہوتا ہے بخلاف فرشتوں کے کہ ان میں یہ مادہ نہیں۔ اسی لئے انہوں نے عرض کیا تھا کہ تیری تسبیح و تقدیس ہم کرتے ہی ہیں۔ تیسرے اس وجہ سے کہ انسان کی اطاعت اس کی عبادت فرشتوں کی عبادت سے اس وجہ سے بھی افضل ہے کہ انسان کی عبادت غیب کے ساتھ ہے اور فرشتوں کی عالم آخرت کے مشاہدہ کے ساتھ۔ اسی کی طرف اللہ پاک کے اس کلام میں اشارہ ہے کہ اگر وہ جنت و دوزخ کو دیکھ لیتے تو کیا ہوتا۔ ان وجوہ سے حق تعالیٰ شانہ اپنے یاد کرنے والوں اور اپنی عبادت کرنے والوں کے کارنامے جتاتے ہیں۔

علاوہ اور بھی وجوہ ہیں جن میں بحث طویل ہے۔

ذکر اللہ کو اپنا ہمہ وقت کا دستور بنالو

ایک صحابیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! احکام تو شریعت کے بہت سے ہیں ہی مجھے ایک چیز کوئی ایسی بتا دیجئے جس کو میں اپنا دستور اور اپنا مشغلہ بنالوں۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے ذکر سے تو ہر وقت رطب اللسان رہے۔

ایک اور حدیث میں ہے۔ حضرت معاذؓ فرماتے ہیں کہ جدائی کے وقت آخری گفتگو جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی وہ یہ تھی۔ میں نے دریافت کیا کہ سب اعمال میں محبوب ترین عمل اللہ کے نزدیک کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس حال میں تیری موت آوے کہ اللہ کے ذکر میں رطب اللسان ہو۔

جدائی کے وقت کا مطلب یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ کو اہل یمن کی تبلیغ و تعلیم کے لئے یمن کا امیر بنا کر بھیجا تھا۔ اس وقت رخصت کی وقت حضورؐ نے کچھ وصیتیں بھی فرمائی تھیں اور انہوں نے بھی کچھ سوالات کئے تھے۔ شریعت کے احکام بہت سے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ہر حکم کی بجا آوری تو ضروری ہے ہی۔ لیکن ہر چیز میں کمال پیدا کرنا اور اس کو مستقل مشغلہ بنانا دشوار ہے اس لئے ان میں سے ایک چیز جو سب سے اہم ہو مجھے ایسی بتا دیجئے کہ اس کو مضبوط پکڑ لوں اور ہر وقت ہر جگہ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے کرتا رہوں۔

چار چیزیں جو تمام بھلائیوں کی جامع ہیں

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ چار چیزیں ایسی ہیں کہ جس شخص کو یہ مل جائیں اس کو دین و دنیا کی بھلائی مل جائے۔ ایک وہ زبان جو ذکر میں مشغول رہنے والی ہو دوسرے وہ دل جو شکر میں مشغول رہتا ہو۔ تیسرے وہ بدن جو مشقت برداشت کرنے والا ہو چوتھے

وہ بیوی جو اپنے نفس میں اور خاوند کے مال میں خیانت نہ کرے۔ نفس میں خیانت یہ ہے کہ کسی قسم کی گندگی میں مبتلا ہو جائے۔

رطب اللسان رہنے کا مطلب

رطب اللسان کا مطلب اکثر علماء نے کثرت کا لکھا ہے اور یہ عام محاورہ ہے۔ ہمارے عرف میں بھی جو شخص کسی کی تعریف یا تذکرہ کثرت سے کرتا ہے تو یہ بولا جاتا ہے کہ فلاں کی تعریف میں رطب اللسان ہے۔ مگر بندہ ناچیز کے خیال میں ایک دوسرا مطلب بھی ہو سکتا ہے وہ یہ کہ جس سے عشق و محبت ہوتی ہے اُس کے نام لینے سے منہ میں ایک لذت اور مزہ محسوس ہوا کرتا ہے۔ جن کو باب عشق سے کچھ سابقہ پڑ چکا ہے وہ اس سے واقف ہیں۔ اس بناء پر مطلب یہ ہے کہ اس لذت سے اللہ کا پاک نام لیا جائے کہ مزہ آجائے۔ میں نے اپنے بعض بزرگوں کو بکثرت دیکھا ہے کہ ذکر بالجہر کرتے ہوئے ایسی طراوت آ جاتی ہے کہ پاس بیٹھنے والا بھی اس کو محسوس کرتا ہے اور ایسا منہ میں پانی بھر جاتا ہے کہ ہر شخص اس کو محسوس کرتا ہے مگر یہ جب حاصل ہوتا ہے کہ جب دل میں چمک ہو اور زبان کثرت ذکر کے ساتھ ماٹوس ہو چکی ہو۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ اللہ سے محبت کی علامت اس کے ذکر سے محبت ہے اور اللہ سے بغض کی علامت اُس کے ذکر سے بغض ہے۔

حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ جن لوگوں کی زبان اللہ کے ذکر سے تروتازہ رہتی ہے وہ جنت میں ہنستے ہوئے داخل ہوں گے۔

تمام اعمال میں سے بہترین

اور پاکیزہ ترین عمل ذکر اللہ ہے

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہؓ سے ارشاد فرمایا کیا میں تم کو ایسی چیز نہ بتاؤں جو تمام اعمال میں بہترین چیز

ہے اور تمہارے مالک کے نزدیک سب سے زیادہ پاکیزہ اور تمہارے درجوں کو بہت زیادہ بلند کر نیوالی اور سونے چاندی کو (اللہ کے راستہ میں) خرچ کرنے سے بھی زیادہ بہتر اور (جہاد میں) تم دشمنوں کو قتل کرو وہ تم کو قتل کریں اس سے بھی بڑھی ہوئی۔ صحابہؓ نے عرض کیا ضرور بتادیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا اللہ کا ذکر ہے۔

تمام اعمال پر ذکر اللہ کی فضیلت کی وجہ:

فائدہ: یہ عام حالت اور ہر وقت کے اعتبار سے ارشاد فرمایا ہے ورنہ وقتی ضرورت کے اعتبار سے صدقہ جہاد وغیرہ امور سب سے افضل ہو جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے بعض احادیث میں ان چیزوں کی افضلیت بھی بیان فرمائی گئی ہے کہ ان کی ضرورتیں وقتی ہیں اور اللہ پاک کا ذکر دائمی چیز ہے اور سب سے زیادہ اہم اور افضل ایک حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہر چیز کے لئے کوئی صاف کرنے والی اور میل کچیل دور کرنے والی چیز ہوتی ہے (مثلاً کپڑے اور بدن کے لئے صابون، لوہے کے لئے آگ کی بھٹی وغیرہ وغیرہ) دلوں کی صفائی کرنے والی چیز اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اور کوئی چیز اللہ کے عذاب سے بچانے والی اللہ کے ذکر سے بڑھ کر نہیں ہے۔ اس حدیث میں چونکہ ذکر کو دل کی صفائی کا ذریعہ اور سبب بتایا ہے اس سے بھی اللہ کے ذکر کا سب سے افضل ہونا ثابت ہوتا ہے اس لئے کہ ہر عبادت اُسی وقت عبادت ہو سکتی ہے جب اخلاص سے ہو اور اس کا مدار دلوں کی صفائی پر ہے۔ اسی وجہ سے بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ اس حدیث میں ذکر سے مراد ذکر قلبی ہے نہ کہ زبانی ذکر اور ذکر قلبی یہ ہے کہ دل ہر وقت اللہ کے ساتھ وابستہ ہو جائے اور اس میں کیا شک ہے کہ یہ حالت ساری عبادتوں سے افضل ہے اس لئے کہ جب یہ حالت

ہو جائے تو پھر کوئی عبادت چھوٹ ہی نہیں سکتی کہ سارے اعضاء ظاہرہ و باطنہ دل کے تابع ہیں۔ جس چیز کے ساتھ دل وابستہ ہو جاتا ہے سارے ہی اعضا اس کے ساتھ ہو جاتے ہیں۔ عشاق کے حالات سے کون بے خبر ہے اور بھی بہت سی احادیث میں ذکر کا سب سے افضل ہونا وارد ہوا ہے۔ حضرت سلمانؓ نے فرمایا کسی نے پوچھا کہ سب سے بڑا عمل کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ تم نے قرآن شریف نہیں پڑھا۔ قرآن پاک میں ہے وَكَذَكَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ کوئی چیز اللہ کے ذکر سے افضل نہیں۔ حضرت سلمانؓ نے جس آیت شریفہ کی طرف اشارہ فرمایا۔ وہ اکیسویں پارے کی پہلی آیت ہے۔ صاحب مجالس الابرار کہتے ہیں کہ اس حدیث میں اللہ کے ذکر کو صدقہ اور جہاد اور ساری عبادات سے اس لئے افضل فرمایا کہ اصل مقصود اللہ کا ذکر ہے اور ساری عبادتیں اس کا ذریعہ اور آلہ ہیں اور ذکر بھی دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک زبانی اور ایک قلبی جو زبان سے بھی افضل ہے اور وہ مراقبہ اور دل کی سوچ ہے اور یہی مراد ہے اس حدیث سے جس میں آیا ہے کہ ایک گھڑی کا سوچنا سترہ برس کی عبادت سے افضل ہے۔ مسند احمد میں ہے۔ حضرت سہلؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ کا ذکر اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے سے سات لاکھ حصہ زیادہ ہو جاتا ہے۔ اس تقریر سے یہ معلوم ہو گیا کہ صدقہ اور جہاد وغیرہ جو وقتی چیزیں ہیں وقتی ضرورت کے اعتبار سے اُن کی فضیلت بہت زیادہ ہو جاتی ہے۔ لہذا ان احادیث میں کوئی اشکال نہیں جن میں ان چیزوں کی بہت زیادہ فضیلت وارد ہوئی ہے چنانچہ ارشاد ہے کہ تھوڑی دیر کا اللہ کے راستہ میں کھڑا ہونا اپنے گھر پر سترہ سال کی نماز سے افضل ہے حالانکہ نماز بالاتفاق افضل ترین عبادت ہے لیکن کفار کے ہجوم کے وقت جہاد اس سے بہت زیادہ افضل ہو جاتا ہے۔

دعا کیجئے: اے اللہ! ہم آپ سے دین و دنیا اور اہل و عیال میں معافی اور اچھے انجام کا سوال کرتے ہیں۔ اے اللہ! ہمیں بخش دیجئے اور ہمارے گھروں میں وسعت اور رزق میں برکت عطا فرمادیجئے۔ وَ اخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

نرم بستروں پر ذکر اللہ کرنیوالوں کے بھی بلند درجات

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لی ذکرن اللہ اقوام فی الدنیا علی الفرش الممہدة یدخلہم اللہ فی الدرجات العلی (رواہ ابن حبان)
ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ دنیا میں نرم نرم بستروں پر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں جس کی وجہ سے حق تعالیٰ شانہ جنت کے اعلیٰ درجوں میں ان کو پہنچا دیتا ہے۔

تشریح: یعنی دنیا میں مشقتیں جھیلنا، صعوبتیں برداشت کرنا آخرت کے رفع درجات کا سبب ہے اور جتنی بھی دینی امور میں یہاں مشقت اٹھائی جائے گی اتنا ہی بلند مرتبوں کا استحقاق ہوگا لیکن اللہ پاک کے مبارک ذکر کی یہ برکت ہے کہ راحت و آرام سے نرم بستروں پر بیٹھ کر بھی کیا جائے تب بھی رفع درجات کا سبب ہوتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر تم ہر وقت ذکر میں مشغول رہو تو فرشتے تمہارے بستروں پر اور تمہارے راستوں میں تم سے مصافحہ کرنے لگیں۔

آگے بڑھنے والے

ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد وارد ہوا ہے کہ مفرد لوگ بہت آگے بڑھ گئے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ مفرد کون ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو اللہ کے ذکر میں والہانہ طریقہ پر مشغول ہیں۔ اس حدیث کی بناء پر صوفیہ نے لکھا ہے کہ سلاطین اور امراء کو اللہ کے ذکر سے نہ روکنا چاہیے کہ وہ اس کی وجہ سے درجات اعلیٰ حاصل کر سکتے ہیں۔ حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ تو اللہ کے ذکر کو اپنی مسرتوں اور خوشیوں کے اوقات میں کر، وہ تجھ کو مشقتوں اور تکلیفوں کے وقت کام دے گا۔ حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں کہ جب بندہ راحت کے خوشی کے ثروت کے اوقات میں اللہ کا ذکر کرتا

ہے پھر اس کو کوئی مشقت اور تکلیف پہنچے تو فرشتے کہتے ہیں کہ مانوس آواز ہے جو ضعیف بندہ کی ہے پھر اللہ کے یہاں اس کی سفارش کرتے ہیں اور جو شخص راحت کے اوقات میں اللہ کو یاد نہ کرے پھر کوئی تکلیف اس کو پہنچے اور اس وقت یاد کرے تو فرشتے کہتے ہیں کیسی غیر مانوس آواز ہے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔ ایک ان میں سے صرف ذاکرین کے لئے ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص اللہ کا ذکر کثرت سے کرے وہ نفاق سے بری ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ اس سے محبت فرماتے ہیں۔ ایک سفر سے واپسی ہو رہی تھی۔ ایک جگہ پہنچ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آگے بڑھنے والے کہاں ہیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ بعض تیز رو آگے چلے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ آگے بڑھنے والے کہاں ہیں۔ جو اللہ کے ذکر میں والہانہ مشغول ہیں جو شخص یہ چاہے کہ جنت سے خوب سیراب ہو وہ اللہ کا ذکر کثرت سے کرے۔

ذکر کرنے والا زندہ اور نہ کرنیوالا مردہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص اللہ کا ذکر کرتا ہے اور جو نہیں کرتا۔ ان دونوں کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے کہ ذکر کرنے والا زندہ ہے اور ذکر نہ کرنے والا مردہ ہے۔

زندہ اور مردہ ہونے کا مطلب

فائدہ: زندگی ہر شخص کو محبوب ہے اور مرنے سے ہر شخص ہی گھبراتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جو اللہ کا ذکر نہیں کرتا وہ زندہ بھی مردے ہی کے حکم میں ہے اس کی زندگی بھی بے کار ہے

بعض علماء نے فرمایا ہے یہ دل کی حالت کا بیان ہے کہ جو شخص اللہ کا ذکر کرتا ہے اس کا دل زندہ رہتا ہے اور جو ذکر نہیں کرتا اس کا دل مر جاتا ہے۔ اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ تشبیہ نفع اور نقصان کے اعتبار سے ہے کہ اللہ کا ذکر کرنے والے شخص کو جو ستائے وہ ایسا ہے جیسا کہ کسی زندہ کو ستائے کہ اس سے انتقام لیا جائے گا اور وہ اپنے کئے کو بھگتے گا اور غیر ذکر کو ستانے والا ایسا ہے جیسا مردہ کو ستانے والا کہ وہ خود انتقام نہیں لے

سکتا۔ صوفیہ کہتے ہیں کہ اس سے ہمیشہ کی زندگی مراد ہے کہ اللہ کا ذکر کثرت سے اخلاص کے ساتھ کرنے والے مرتے ہی نہیں بلکہ وہ اس دنیا سے منتقل ہو جانے کے بعد بھی زندوں ہی کے حکم میں رہتے ہیں جیسا کہ قرآن پاک میں شہید کے متعلق وارد ہوا ہے بَلْ أَحْيَاءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ اسی طرح اُن کے لئے بھی ایک خاص قسم کی زندگی ہے۔

حکیم ترمذی کہتے ہیں کہ اللہ کا ذکر دل کو تر کرتا ہے اور نرمی پیدا کرتا ہے اور جب دل اللہ کے ذکر سے خالی ہوتا ہے تو نفس کی گرمی اور شہوت کی آگ سے خشک ہو کر سخت ہو جاتا ہے اور سارے اعضاء سخت ہو جاتے ہیں۔ طاعت سے رُک جاتے ہیں۔ اگر ان اعضاء کو کھینچو تو ٹوٹ جائیں گے۔ جیسے کہ خشک لکڑی کہ جھکانے سے نہیں جھکتی۔ صرف کاٹ کر جلادینے کے کام کی رہ جاتی ہے۔

دعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں اپنے ذکر کی توفیق عطا فرمائیے۔

اے اللہ! ہمیں اپنے حقیقی ذکر یعنی ہمہ وقت آپ کے احکامات کو پیش نظر رکھتے ہوئے زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔

اے اللہ! ہمیں اپنی محبت نصیب فرمائیے اور مسنون اذکار و وظائف کو صبح و شام پڑھنے کی توفیق عطا فرمائیے۔

اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم سب سے زیادہ آپ کا ذکر کرنے والے سب سے زیادہ آپ کو فرمانبرداری کرنے والے اور سب سے زیادہ آپ سے محبت کرنے والے بن جائیں۔

اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم اپنے سارے دل کیساتھ آپ سے محبت کریں اور آپ کو راضی کرنے میں اپنی ساری کوششیں صرف کر دیں۔

اے اللہ! ہم آپ سے دین و دنیا اور اہل و عیال میں معافی اور اچھے انجام کا سوال کرتے ہیں۔

اے اللہ! ہمیں بخش دیجئے اور ہمارے گھروں میں وسعت اور رزق میں برکت عطا فرما دیجئے۔

وَ اخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

اللہ کا ذکر صدقہ خیرات سے افضل ہے

عن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو ان رجلا فی حجرہ دراہم یقسمہا واخرید کر اللہ لکان الذاک ۶ ر للہ افضل (اخرجه الطبرانی)
ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر ایک شخص کے پاس بہت سے روپے ہوں اور وہ اُن کو تقسیم کر رہا ہو اور دوسرا شخص اللہ کے ذکر میں مشغول ہو تو ذکر کرنے والا افضل ہے۔

حصہ نیچے ساتوں زمینوں تک دوسرے حصوں پر فخر کرتا ہے۔

ایک لمحہ کے ذکر اللہ کا اجر و ثواب

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جنت میں جانے کے بعد اہل جنت کو دنیا کی کسی چیز کا بھی قلق و افسوس نہیں ہوگا، بجز اس گھڑی کے جو دنیا میں اللہ کے ذکر کے بغیر گزر گئی ہو۔
فائدہ: جنت میں جانے کے بعد جب یہ منظر سامنے ہوگا کہ ایک دفعہ اس پاک نام کو لینے کا اجر و ثواب کتنا زیادہ مقدار میں ہے کہ پہاڑوں کے برابر مل رہا ہے تو اس وقت اپنی اس کمائی کے نقصان پر جس قدر بھی افسوس ہوگا ظاہر ہے۔

حضرت سریٰ فرماتے ہیں کہ میں نے جرجانی کو دیکھا کہ ستو پھانک رہے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ خشک ہی پھانک رہے ہو کہنے لگے کہ میں نے روٹی چبانے اور پھانکنے کا جب حساب لگایا تو چبانے میں اتنا وقت زیادہ خرچ ہوتا ہے کہ اُس میں آدمی ستر ۷۰ مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکتا ہے۔ اس لئے میں نے چالیس برس سے روٹی کھانا چھوڑ دی۔ ستو پھانک کر گزر کر لیتا ہوں۔

منصور بن معتمر کے متعلق لکھا ہے کہ چالیس برس تک عشاء کے بعد کسی سے بات نہیں کی۔ ربیع بن یثیم کے متعلق لکھا ہے کہ بیس برس تک جو بات کرتے اس کو ایک پرچہ پر لکھ لیتے اور رات کو اپنے دل سے حساب کرتے کہ کتنی بات اس میں ضروری تھی اور کتنی غیر ضروری۔

وَ اخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

خوش نصیب لوگ

تشریح: یعنی اللہ کے راستہ میں خرچ کرنا کتنی ہی بڑی چیز کیوں نہ ہو لیکن اللہ کی یاد اس کے مقابلہ میں بھی افضل ہے پھر کس قدر خوش نصیب ہیں وہ مالدار اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے والے جن کو اللہ کے ذکر کی بھی توفیق نصیب ہو جائے۔ ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ کی طرف سے بھی روزانہ بندوں پر صدقہ ہوتا رہتا ہے اور ہر شخص کو اس کی حیثیت کے موافق کچھ نہ کچھ عطا ہوتا رہتا ہے لیکن کوئی عطاء اس سے بڑھ کر نہیں کہ اس کو اللہ کے ذکر کی توفیق نصیب ہو جائے۔ جو لوگ کاروبار میں مشغول رہتے ہیں۔ تجارت، زراعت، ملازمت میں گھرے رہتے ہیں اگر تھوڑا بہت وقت اللہ کی یاد کے لئے اپنے اوقات میں سے نکال لیں تو کیسی مفت کی کمائی ہے۔ دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں سے دو چار گھنٹے اس کام کے لئے نکال لینا کون سی مشکل بات ہے آخر فضولیات لغویات میں بہت سا وقت خرچ ہوتا ہے۔ اس کا رآمد چیز کے واسطے وقت نکالنا کیا دشوار ہے۔ ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ کے بہترین بندے وہ ہیں جو اللہ کے ذکر کے واسطے چاند سورج ستارے اور سایہ کی تحقیق رکھتے ہیں یعنی اوقات کی تحقیق کا اہتمام کرتے ہیں۔ اگرچہ اس زمانہ میں گھڑی گھنٹوں کی کثرت نے اس سے بے نیاز کر دیا پھر بھی فی الجملہ واقفیت ان چیزوں کی مناسب ہے کہ گھڑی کے خراب اور غلط ہو جانے کی صورت میں اوقات ضائع نہ ہو جائیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ زمین کے جس حصہ پر اللہ کا ذکر کیا جائے وہ

ذکر والی جماعت کو فرشتوں کا گھیر لینا

عن ابی ہریرۃ و ابی سعید رضی اللہ عنہما شہدا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لا یقع دقوم یدکرون اللہ الاحفتم الملائکۃ وغشیتهم الرحمة ونزلت علیہم السکینۃ و ذکرہم اللہ فیمن عنده (اخرجه احمد و مسلم و الترمذی)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابو سعیدؓ دونوں حضرات اسکی گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ارشاد فرماتے تھے کہ جو جماعت اللہ کے ذکر میں مشغول ہو فرشتے اس جماعت کو سب طرف سے گھیر لیتے ہیں اور رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور سکینہ ان پر نازل ہوتی ہے اور اللہ جل شانہ انکا تذکرہ اپنی مجلس میں (تفاخر کے طور پر) فرماتے ہیں۔

سکینہ کے معنی

فائدہ: سکینہ کے معنی سکون و وقار کے ہیں یا کسی مخصوص رحمت کے جس کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں جن کو مختصر طور پر میں اپنے رسالہ چہل حدیث جدید در فضائل قرآن میں لکھ چکا ہوں۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ یہ کوئی ایسی مخصوص چیز ہے جو طمانینت، رحمت وغیرہ کو شامل ہے اور ملائکہ کے ساتھ اُترتی ہے۔

فرشتوں کے سامنے ذاکرین کا تذکرہ

حق تعالیٰ شانہ کا ان چیزوں کو فرشتوں کے سامنے تفاخر کے طور پر فرمانا ایک تو اس وجہ سے ہے کہ فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کے وقت عرض کیا تھا کہ یہ لوگ دنیا میں فساد کریں گے۔ جیسا کہ پہلی حدیث کے ذیل میں گذر چکا ہے۔ دوسرے اس وجہ سے ہے کہ فرشتوں کی جماعت اگرچہ سراپا عبادت سراپا بندگی و اطاعت ہے لیکن ان میں معصیت کا مادہ بھی نہیں ہے اور انسان میں چونکہ دونوں مادے موجود ہیں اور غفلت اور نافرمانی کے اسباب اس کو گھیرے ہوئے ہیں۔ شہوتیں، لذتیں اور اس کا مجذوب ہیں اس لئے اس سے ان سب کے مقابلہ میں جو عبادت جو اطاعت ہو اور جو معصیت کا مقابلہ ہو وہ زیادہ قابل مدح اور قابل قدر ہے۔

تشریح: حضرت ابو ذر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ میں تجھے اللہ کے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں کہ تمام چیزوں کی جڑ ہے اور قرآن شریف کی تلاوت اور اللہ کے ذکر کا اہتمام کر کہ اس سے آسمانوں میں تیرا ذکر ہوگا اور زمین میں نور کا سبب بنے گا اکثر اوقات چپ رہا کر کہ بھلائی بغیر کوئی کلام نہ ہو۔ یہ بات شیطان کو ڈور کرتی ہے اور دین کے کاموں میں مددگار ہوتی ہے زیادہ ہنسی سے بھی بچتا رہ کہ اس سے دل مرجاتا ہے اور چہرہ کا نور جاتا رہتا ہے۔ جہاد کرتے رہنا کہ میری اُمت کی فقیری یہی ہے مسکینوں سے محبت رکھنا انکے پاس اکثر بیٹھتے رہنا اور اپنے سے کم حیثیت لوگوں پر نگاہ رکھنا اور اپنے سے اونچے لوگوں پر نگاہ نہ کرنا کہ اس سے اللہ کی ان نعمتوں کی ناقدری پیدا ہوتی ہے جو اللہ نے تجھے عطا فرمائی ہیں۔ قرابت والوں سے تعلقات جوڑنے کی فکر رکھنا وہ اگرچہ تجھ سے تعلقات توڑ دیں۔ حق بات کہنے میں تردد نہ کرنا گو کسی کو کڑوی لگے۔ اللہ کے معاملہ میں کسی کی ملامت کی پرواہ نہ کرنا۔ تجھے اپنی عیب بنی دوسروں کے عیوب پر نظر نہ کرنے دے اور جس عیب میں خود مبتلا ہو اُس میں دوسرے پر غصہ نہ کرنا۔ اے ابو ذر! حسن تدبیر سے بڑھ کر کوئی عقل مندی نہیں اور ناجائز امور سے بچنا بہترین پرہیزگاری ہے اور خوش خلقی کے برابر کوئی شرافت نہیں۔“

حدیث میں آتا ہے کہ جب حق تعالیٰ شانہ نے جنت کو بنایا تو حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ارشاد ہوا کہ اس کو دیکھ کر آؤ۔ انہوں نے آ کر عرض کیا یا اللہ آپ کی عزت کی قسم جو شخص بھی اس کی خبر سُن لے گا اس میں جائے بغیر نہیں رہیگا۔ یعنی لذتیں اور راحتیں، فرحتیں، نعمتیں، جس قدر اس میں رکھی گئی ہیں اُن کے سننے اور یقین آ جانے کے بعد کون ہوگا جو اس میں جانے کی انتہائی کوشش نہ کریگا۔ اس کے بعد حق تعالیٰ شانہ نے اس کو مشقتوں سے ڈھانک دیا کہ نمازیں پڑھنا، روزے رکھنا، جہاد کرنا، حج کرنا وغیرہ وغیرہ اس پر سوار کر دیئے گئے کہ ان کو بجا لاؤ تو جنت میں آ جاؤ اور پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ارشاد ہوا کہ اب دیکھو۔ انہوں نے عرض کیا کہ اب تو یا اللہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ کوئی اس میں جا ہی نہ سکے گا۔ اسی طرح جب جہنم کو بنایا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اس کے دیکھنے کا حکم ہوا۔ وہاں کے عذاب، وہاں کے مصائب، گندگیاں اور تکلیفیں دیکھ کر انہوں نے عرض کیا کہ یا اللہ آپ کی عزت کی قسم جو شخص اس کے حالات سُن لے گا کبھی بھی اس کے پاس نہ جائے گا۔

حق سبحانہ و تقدس نے دنیا کی لذتوں سے اس کو ڈھانک دیا کہ زنا کرنا، شراب پینا، ظلم کرنا، احکام پر عمل نہ کرنا وغیرہ وغیرہ کا پردہ اس پر ڈال دیا گیا۔ پھر ارشاد ہوا کہ اب دیکھو۔ انہوں نے عرض کیا کہ یا اللہ اب تو مجھے اندیشہ ہو گیا کہ شاید ہی کوئی اس سے بچے۔ اسی وجہ سے جب کوئی بندہ اللہ کی اطاعت کرتا ہے، گناہ سے بچتا ہے تو اس ماحول کے اعتبار سے جس میں وہ ہے قابلِ قدر ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے حق تعالیٰ شانہ اظہارِ مسرت فرماتے ہیں۔ جن فرشتوں کا اس حدیث پاک میں اور اس قسم کی بہت سی حدیثوں میں ذکر آیا ہے وہ فرشتوں کی ایک خاص جماعت ہے جو اسی کام پر متعین ہے کہ جہاں اللہ کے ذکر کی مجالس ہوں، اللہ کا ذکر کیا جا رہا ہو وہاں جمع ہوں اور اس کو سُنیں۔ چنانچہ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ فرشتوں کی ایک جماعت متفرق طور پر پھرتی رہتی ہے اور جس جگہ اللہ کا ذکر سنتی ہے اپنے ساتھیوں کو آواز دیتی ہے کہ آ جاؤ اس جگہ تمہارا مقصود اور غرض موجود ہے اور پھر ایک دوسرے پر جمع ہوتے رہتے ہیں حتیٰ کہ آسمان تک ان کا حلقہ پہنچ جاتا ہے۔

دعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم اپنے سارے دل کیساتھ آپ سے محبت کریں اور آپ کو راضی کرنے میں اپنی ساری کوششیں صرف کر دیں۔

اے اللہ! ہم آپ سے دین و دنیا اور اہل و عیال میں معافی اور اچھے انجام کا سوال کرتے ہیں۔
اے اللہ! ہمیں بخش دیجئے اور ہمارے گھروں میں وسعت اور رزق میں برکت عطا فرما دیجئے۔

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

ذکر کرنے والوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا فرشتوں پر فخر کرنا

عن معوية رضى الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج على حلقة من اصحابه فقال ما اجلسكم قالوا اجلسنا نذكر الله ونحمده على ما هدانا للاسلام ومن به علينا قال الله ما اجلسكم الا ذلك قالوا الله ما اجلسنا الا ذلك قال اما انى لم استحلفكم تهمة لكم ولكن اتانى جبرئيل فاخبرنى ان الله يباهى بكم الملائكة (رواه احمد و مسلم)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ صحابہ کی ایک جماعت کے پاس تشریف لے گئے اور دریافت فرمایا کہ کس بات نے تم لوگوں کو یہاں بٹھایا ہے۔ عرض کیا کہ اللہ جل شانہ کا ذکر کر رہے ہیں اور اس بات پر اس کی حمد و ثنا کر رہے ہیں کہ اس نے ہم لوگوں کو اسلام کی دولت سے نوازا۔ یہ اللہ کا بڑا ہی احسان ہم پر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا خدا کی قسم صرف اسی وجہ سے بیٹھے ہو۔

ملائکہ پر فخر کرنے کا مطلب

ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ فخر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہ فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ دیکھو یہ لوگ باوجودیکہ نفس ان کے ساتھ ہے شیطان ان پر مسلط ہے شہوتیں ان میں موجود ہیں دنیا کی ضرورتیں ان کے پیچھے لگی ہوئی ہیں۔ ان سب کے باوجود ان سب کے مقابلہ میں اللہ کے ذکر میں مشغول ہیں اور اتنی کثرت سے ہٹانے والی چیزوں کے باوجود میرے ذکر سے نہیں ہٹتے تمہارا ذکر و تسبیح اس لحاظ سے کہ تمہارے لئے کوئی مانع بھی ان میں سے نہیں ہے ان کے مقابلہ میں کوئی چیز نہیں ہے۔

ذکر کرنے والوں کے لئے بخشش کا اعلان

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو بھی لوگ اللہ کے ذکر کے لئے مجتمع ہوں اور ان کا مقصود صرف اللہ ہی کی رضا ہو تو آسمان سے ایک فرشتہ ندا کرتا ہے کہ تم لوگ بخش دیئے گئے اور تمہاری برائیاں نیکیوں سے بدل دی گئیں۔

تشریح: صحابہؓ نے عرض کیا خدا کی قسم صرف اسی وجہ سے بیٹھے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی بدگمانی کی وجہ سے میں نے تم لوگوں کو قسم نہیں دی بلکہ جبرئیل میرے پاس ابھی آئے تھے اور یہ خبر سنا گئے کہ اللہ جل شانہ تم لوگوں کی وجہ سے ملائکہ پر فخر فرما رہے ہیں۔

جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کی خوش قسمتی

یعنی میں نے جو قسم دے کر پوچھا اس سے مقصود اہتمام اور تاکید تھی کہ ممکن ہے کوئی اور خاص بات بھی اس کے علاوہ ہو اور وہ بات اللہ جل شانہ کے فخر کا سبب ہو۔ اب معلوم ہو گیا کہ صرف یہ تذکرہ ہی سبب فخر ہے۔ کس قدر خوش قسمت تھے وہ لوگ جن کی عبادتیں مقبول تھیں اور ان کی حمد و ثنا پر حق تعالیٰ شانہ کے فخر کی خوشخبری ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے دنیا ہی میں معلوم ہو جاتی تھی اور کیوں نہ ہوتا کہ ان حضرات کے کارنامے اُن کے مستحق تھے۔

دوسری حدیث میں ہے اس کے مقابل جو اجتماع ایسا ہو کہ اس میں اللہ پاک کا کوئی ذکر ہو ہی نہیں تو یہ اجتماع قیامت کے دن حسرت و افسوس کا سبب ہوگا۔

بغیر ذکر اللہ والی مجلس پر حسرت

فائدہ: یعنی اس اجتماع کی بے برکتی اور اضاعت پر حسرت ہوگی اور کیا بعید ہے کہ وبال کا سبب کسی وجہ سے بن جائے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جس مجلس میں اللہ کا ذکر نہ ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ ہو اس مجلس والے ایسے ہیں جیسے مرے ہوئے گدھے پر سے اٹھے ہوں۔

مجلس کا کفارہ

ایک حدیث میں آیا ہے کہ مجلس کا کفارہ یہ ہے کہ اس کے اختتام پر یہ دعا پڑھے۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحانک اللہم وبحمدک اشہدان الا الہ الا انت استغفرک

واتوب الیک۔ ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ جو بھی مجلس ایسی ہو جس میں اللہ کا ذکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف نہ ہو وہ مجلس قیامت کے دن حسرت اور نقصان کا سبب ہوگی۔ پھر حق تعالیٰ شانہ اپنے لطف سے چاہے مغفرت فرمادیں چاہے مطالبہ اور عذاب فرمادیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ مجلسوں کا حق ادا کیا کرو۔ اور وہ یہ ہے کہ اللہ کا ذکر ان میں کثرت سے کرو۔ راہگیروں کو (بوقت ضرورت) راستہ بتاؤ اور ناجائز چیز ہاسنے آجائے تو آنکھیں بند کرلو۔ (یا نیچی کر لو کہ اس پر نگاہ نہ پڑے) حضرت علی کرم اللہ وجہہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ چاہے کہ اس کا ثواب بہت بڑی ترازو میں تُلے (یعنی ثواب بہت زیادہ مقدار میں ہو کہ وہی بڑی ترازو میں تُلے گا معمولی چیز تو بڑی ترازو کے پائنگ میں آجائے گی) اس کو چاہیے کہ مجلس کے ختم پر یہ دعا پڑھا کرے۔ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

دعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں اپنے حقیقی ذکر یعنی ہمہ وقت آپ کے احکامات کو پیش نظر رکھتے ہوئے زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔
اے اللہ! ہمیں اپنی محبت نصیب فرمائیے اور مسنون اذکار و وظائف کو صبح و شام پڑھنے کی توفیق عطا فرمائیے۔
اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم سب سے زیادہ آپ کا ذکر کرنے والے سب سے زیادہ آپ کو فرمانبرداری کرنے والے اور سب سے زیادہ آپ سے محبت کرنے والے بن جائیں۔

اے اللہ! ہم آپ سے دین و دنیا اور اہل و عیال میں معافی اور اچھے انجام کا سوال کرتے ہیں۔
اے اللہ! ہمیں بخش دیجئے اور ہمارے گھروں میں وسعت اور رزق میں برکت عطا فرمادیجئے۔

وَ اخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

ذکر کرنے والوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا فرشتوں پر فخر کرنا

عن معوية رضى الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج على حلقة من اصحابه فقال ما اجلسكم قالوا اجلسنا نذكر الله ونحمده على ما هدانا للاسلام ومن به علينا قال الله ما اجلسكم الا ذلك قالوا الله ما اجلسنا الا ذلك قال اما انى لم استحلفكم تهمة لكم ولكن اتانى جبرئيل فاخبرنى ان الله يباهى بكم الملائكة (رواه احمد و مسلم)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ صحابہ کی ایک جماعت کے پاس تشریف لے گئے اور دریافت فرمایا کہ کس بات نے تم لوگوں کو یہاں بٹھایا ہے۔ عرض کیا کہ اللہ جل شانہ کا ذکر کر رہے ہیں اور اس بات پر اس کی حمد و ثنا کر رہے ہیں کہ اس نے ہم لوگوں کو اسلام کی دولت سے نوازا۔ یہ اللہ کا بڑا ہی احسان ہم پر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا خدا کی قسم صرف اسی وجہ سے بیٹھے ہو۔

اس کی تصدیق کر لو لیکن اگر سنو کہ طبعیت بدل گئی تو اس کی تصدیق نہ کرو۔ گویا حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ عادت کا زائل ہونا پہاڑ کے زائل ہونے سے بھی زیادہ مشکل ہے۔ اس کے بعد پھر اشکال ہوتا ہے کہ صوفیہ اور مشائخ جو عادات کی اصلاح کرتے ہیں اُس کا کیا مطلب ہوگا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ عادتیں نہیں بدلتیں بلکہ ان کا تعلق بدل جاتا ہے مثلاً ایک شخص کے مزاج میں غصہ ہے وہ مشائخ کی اصلاح اور مجاہدوں سے ایسا ہو جائے کہ غصہ بالکل باقی نہ رہے یہ تو دشوار ہے۔ ہاں اس غصہ کا تعلق پہلے سے جن چیزوں کے ساتھ مثلاً بے جا ظلم، تکبر وغیرہ اب بجائے اُن کے اللہ کی نافرمانیوں پر اُسکے احکام کی خلاف ورزی وغیرہ کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ وہی حضرت عمرؓ جو ایک زمانہ میں مسلمانوں کی ایذا رسانی میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑتے تھے ایمان کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت سے کفار و فساق پر اسی طرح ٹوٹے تھے۔ اسی طرح اور اخلاق کا بھی حال ہے۔ اس توضیح کے بعد اب مطلب یہ ہوا کہ حق تعالیٰ شانہ ایسے لوگوں کے اخلاق کا تعلق بجائے معاصی کے حسنات سے فرمادیتے ہیں۔ چوتھے یہ

تشریح: حدیث بالا میں برائیوں کے نیکیوں سے بدل دینے کی بشارت بھی ہے۔ قرآن پاک میں بھی سورہ فرقان کے ختم پر مومنین کی چند صفات ذکر فرمانے کے بعد ارشاد ہے۔ (پس یہی لوگ ہیں جن کی برائیوں کو حق تعالیٰ نیکیوں سے بدل دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہیں)۔ اس آیت شریفہ کے متعلق علماء نے تفسیر کے چند اقوال ہیں۔

ایک یہ کہ سینات معاف فرمادی جائیں گی اور حسنات باقی رہ جائیں گی گویا یہ بھی تبدیلی ہے کہ سیئہ کوئی باقی نہیں رہی۔ دوسرے یہ کہ ان لوگوں کو بجائے برے اعمال کرنے کے نیک اعمال کی توفیق حق تعالیٰ شانہ کے یہاں نصیب ہوگی جیسا کہ بولتے ہیں کہ گرمی کے بجائے سردی ہوگئی۔ تیسرے یہ کہ اُنکی عادتوں کا تعلق بجائے بُری چیزوں کے اچھی چیزوں کے ساتھ وابستہ ہو جاتا ہے۔ اس کی توضیح یہ ہے کہ آدمی کی عادتیں طبعی ہوتی ہیں جو بدلتی نہیں۔ اسی وجہ سے ضرب المثل ہے ”جبلِ گرد و جہلت نہ گردد“ اور یہ مثل بھی ایک حدیث سے ماخوذ ہے جس میں ارشاد ہے کہ اگر تم سنو کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل گیا اور دوسری جگہ چلا گیا تو

کہ حق تعالیٰ شانہ ان کو اپنی برائیوں پر توبہ کی توفیق عطا فرماتے ہیں جس کی وجہ سے پرانے پرانے گناہ یاد آ کر ندامت اور توبہ کا سبب ہوتا ہے اور ہر گناہ کے بدلے ایک توبہ جو عبادت ہے اور نیکی ہے ثبت ہو جاتی ہے۔ پانچویں یہ ہے کہ اگر مولائے کریم کو کسی کی کوئی ادا پسند ہو اور اس کو اپنے فضل سے برائیوں کے برابر نیکیاں دے تو کسی کے باپ کا اجارہ ہے وہ مالک ہے بادشاہ ہے قدرت والا ہے۔ اس کی رحمت کی وسعت کا کیا کہنا اس کی مغفرت کا دروازہ کون بند کر سکتا ہے اس کی عطا کو کون روک سکتا ہے جو دے رہا ہے۔ وہ اپنی ہی ملک سے دیتا ہے اس کو اپنی قدرت کے مظاہر بھی دکھانا ہیں اپنی مغفرت کے کرشمے بھی اسی دن ظاہر کرنا ہیں۔ احادیث میں محشر کا نظارہ اور حساب کی جانچ مختلف طریقوں سے وارد ہوئی ہے جس کو بھیجہ النفوس نے مختصر طور پر ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ حساب چند انواع پر منقسم ہوگا۔ ایک نوع یہ ہوگی کہ بعض بندوں سے نہایت مخفی رحمت کے پردہ میں محاسبہ ہوگا اور ان کے گناہ ان کو گنوائے جائیں گے اور کہا جائیگا کہ تو نے فلاں وقت یہ گناہ کیا فلاں وقت ایسا کیا اور اسکو اقرار بغیر چارہ کار نہ ہوگا حتیٰ کہ وہ گناہوں کی کثرت سے یہ سمجھے گا کہ میں ہلاک ہو گیا تو ارشاد ہوگا کہ ہم نے دنیا میں بھی تجھ پر ستاری کی آج بھی ستاری کرتے ہیں اور معاف کرتے ہیں۔ چنانچہ جب یہ شخص اور اس جیسا جو ہوگا وہ حساب کے مقام سے واپس جائے گا۔ تو لوگ دیکھ کر کہیں گے کہ یہ کیسا مبارک بندہ ہے کہ اُس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں اسلئے کہ اُن کو اس کے گناہوں کی خبر ہی نہ ہوئی۔ اسی طرح ایک نوع ایسی ہوگی کہ اُن کیلئے چھوٹے بڑے گناہ ہونگے۔ اس کے بعد ارشاد ہوگا کہ اچھا ان کے چھوٹے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دو تو وہ جلدی سے کہیں گے کہ ابھی اور بھی گناہ ایسے ہیں جو یہاں ذکر نہیں کئے گئے۔ اسی طرح اور انواع کا ذکر کیا ہے کہ کس کس طرح سے پیشی اور حساب ہوگا۔

سب سے اخیر میں جہنم سے نکلنے والے شخص کا قصہ حدیث میں ایک قصہ آتا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میں اس شخص کو پہچانتا ہوں جو سب سے اخیر میں جہنم سے نکالا جائیگا اور سب سے اخیر میں جنت میں داخل کیا جائے گا۔ ایک شخص کو بلایا جائیگا اور فرشتوں سے کہا جائے گا کہ اس کے بڑے بڑے گناہ تو ابھی ذکر نہ کئے جائیں۔ چھوٹے چھوٹے گناہ اس کے سامنے پیش کئے جائیں اُن پر باز پرس کی جائے۔ چنانچہ یہ شروع ہو جائیگا اور ایک ایک گناہ وقت کے حوالہ کیساتھ اس کو جتایا جائیگا۔ وہ انکار کیسے کر سکتا ہے اقرار کرتا جائے گا۔ اتنے میں ارشاد ربی ہوگا کہ اس کو ہر گناہ کے بدلے ایک نیکی دی جائے گی تو وہ جلدی سے کہے گا کہ ابھی تو اور بھی بہت سے گناہ باقی ہیں اُن کا تو ذکر ہی نہیں آیا۔ اس قصہ کو نقل فرماتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ہنسی آ گئی۔

اس قصے میں اوّل تو جہنم میں سے سب سے اخیر میں نکلنا ہے یہی کیا کم سزا ہے دوسرے کیا معلوم کون خوش قسمت ایسا ہو سکتا ہے کہ جس کے گناہوں کی تبدیلی ہو اس لئے اللہ کی پاک ذات سے اُمید کرتے ہوئے فضل کا مانگتے رہنا بندگی کی شان ہے لیکن اس پر مطمئن ہونا جرات ہے البتہ سیئات کو حسنات سے بدلنے کا سبب اخلاص سے مجالس ذکر میں حاضری حدیث بالا سے معلوم ہوتی ہے لیکن اخلاص بھی اللہ ہی کی عطا سے ہو سکتا ہے۔

ایک ضروری بات یہ ہے کہ جہنم سے اخیر میں نکلنے والے کے بارہ میں مختلف روایات وارد ہوئی ہیں لیکن ان میں کوئی اشکال نہیں۔ ایک معتد بہ جماعت اگر نکلے تو بھی ہر شخص اخیر میں نکلنے والا ہے اور جو قریب اخیر کے نکلے وہ بھی اخیر ہی کہلاتا ہے نیز خاص خاص جماعت کا اخیر بھی مراد ہو سکتا ہے۔

وَ اخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

ذکر کرنے والوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا فرشتوں پر فخر کرنا

عن معوية رضى الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج على حلقة من اصحابه فقال ما اجلسكم قالوا اجلسنا نذكر الله ونحمده على ما هدانا للاسلام ومن به علينا قال الله ما اجلسكم الا ذلك قالوا الله ما اجلسنا الا ذلك قال اما انى لم استحلفكم تهمة لكم ولكن اتانى جبرئيل فاخبرنى ان الله يباهى بكم الملائكة (رواه احمد و مسلم)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ صحابہ کی ایک جماعت کے پاس تشریف لے گئے اور دریافت فرمایا کہ کس بات نے تم لوگوں کو یہاں بٹھایا ہے۔ عرض کیا کہ اللہ جل شانہ کا ذکر کر رہے ہیں اور اس بات پر اس کی حمد و ثنا کر رہے ہیں کہ اس نے ہم لوگوں کو اسلام کی دولت سے نوازا۔ یہ اللہ کا بڑا ہی احسان ہم پر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا خدا کی قسم صرف اسی وجہ سے بیٹھے ہو۔

میں اس کا تقاضا ہوا اسلئے ایسا کیا۔ تمہارا جو دل چاہے سزا دیدو۔ اُس نے پوچھا کہ یہ ایک کیوں چھوڑی۔ انہوں نے کہا کہ مجھے او لا اسلامی غیرت کا تقاضا تھا اس لئے میں نے توڑیں مگر جب ایک رہی تو میرے دل میں ایک خوشی سی پیدا ہوئی کہ میں نے ایک ناجائز کام کو مٹا دیا تو مجھے اس کے توڑنے میں یہ شبہ ہوا کہ حظ نفس دل کی خوشی کی وجہ سے ہے۔ اس لئے ایک کو چھوڑ دیا۔ بادشاہ نے کہا اس کو چھوڑ دو یہ مجبور تھا۔

بنی اسرائیل کے ایک عبادت گزار کا واقعہ

احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا جو ہر وقت عبادت میں مشغول رہتا تھا۔ ایک جماعت اس کے پاس آئی اور کہا کہ یہاں ایک قوم ہے جو ایک درخت کو پوجتی ہے۔ یہ سنکر اس کو غصہ آیا اور کھانڈا کنہ سے پر رکھ کر اس کو کاٹنے کے لئے چل دیا۔ راستہ میں شیطان ایک پیر مرد کی صورت میں ملا۔ عابد سے پوچھا کہاں جا رہے ہو۔ اُس نے کہا فلاں درخت کاٹنے جاتا ہوں۔ شیطان نے کہا تمہیں اس درخت سے کیا واسطہ تم اپنی عبادت میں مشغول رہو تم نے اپنی عبادت کو ایک مہمل کام کے واسطے چھوڑ دیا۔ عابد نے کہا یہ بھی عبادت ہے۔ شیطان نے کہا میں نہیں کاٹنے دوں

اخلاص کی اہمیت اور حقیقت

اس حدیث میں اہم مسئلہ اخلاص کا ہے اور اخلاص کی قید اور بھی بہت سی احادیث میں اس رسالہ میں نظر سے گزرے گی۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں اخلاص ہی کی قدر ہے۔ جس درجہ کا اخلاص ہوگا اسی درجہ کی عمل کی قیمت ہوگی۔ صوفیہ کے نزدیک اخلاص کی حقیقت یہ ہے کہ قال اور حال برابر ہوں۔ ایک حدیث میں آئندہ آ رہا ہے کہ اخلاص یہ ہے کہ گناہوں سے روک دے۔ بھتہ النفوس میں لکھا ہے ایک بادشاہ کیلئے جو نہایت ہی جابر اور متشدد تھا ایک جہاز میں بہت سی شراب لائی جا رہی تھی۔ ایک صاحب کا اس جہاز پر گزر ہوا اور جھگڑا کھلیا شراب سے بھری ہوئی تھیں سب ہی توڑ دیں ایک چھوڑ دی۔ کسی شخص کی ہمت ان کو روکنے کی نہ پڑی لیکن اس پر حیرت تھی کہ اس بادشاہ کے تشدد کا مقابلہ بھی کوئی نہیں کر سکتا تھا پھر اُس نے کس طرح جرأت کی۔ بادشاہ کو اطلاع دی گئی۔ اس کو بھی تعجب ہوا۔ اولاً اس بات پر کہ اس کے مال پر کس طرح ایک معمولی آدمی نے جرأت کی اور پھر اس پر کہ ایک منکلی کیوں چھوڑ دی۔ ان صاحب کو بلایا گیا پوچھا کہ یہ کیوں کیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ میرے دل

گا۔ دونوں میں مقابلہ ہوا۔ وہ عابد اس کے سینے پر چڑھ گیا۔ شیطان نے اپنے کو عاجز دیکھ کر خوشامد کی اور کہا اچھا ایک بات سن لے عابد نے اس کو چھوڑ دیا۔ شیطان نے کہا کہ اللہ نے تجھ پر اس کو فرض تو کیا نہیں۔ تیرا اس سے کوئی نقصان نہیں۔ تو اس کی پرستش نہیں کرتا۔ اللہ کے بہت سے نبی ہیں۔ اگر وہ چاہتا تو کسی نبی کے ذریعہ سے اس کو کٹا دیتا۔ عابد نے کہا میں ضرور کاٹوں گا۔ پھر مقابلہ ہوا اور عابد پھر اس کے سینے پر چڑھ گیا۔ شیطان نے کہا اچھا سن ایک فیصلہ والی بات تیرے نفع کی کہوں۔ اُس نے کہا کہہ۔ شیطان نے کہا تو غریب ہے دنیا پر بوجھ بنا ہوا ہے تو اُس کام سے باز آ میں تجھے روزانہ تین دینار (اشرفی) دیا کروں گا۔ جو روزانہ تیرے سر ہانے رکھے ہوئے ملا کریں گے۔ تیری بھی ضرورتیں پوری ہو جائیں گی۔ اپنے اعزہ پر بھی احسان کر سکے گا۔ فقیروں کی مدد کر سکے گا اور بہت سے ثواب کے کام کر سکے گا۔ اس میں ایک ہی ثواب ہوگا اور وہ بھی بیکار کہ وہ لوگ پھر دوسرا لگا لیں گے۔ عابد کی سمجھ میں آ گیا قبول کر لیا۔ دو دن تو وہ ملے تیسرے دن سے ندارد۔ عابد کو غصہ آیا اور کلہاڑی لے کر پھر چلا۔ راستہ میں وہ بوڑھا ملا پوچھا کہاں جا رہا ہے۔ عابد نے بتایا کہ اسی درخت کو کاٹنے جا رہا ہوں۔ بوڑھے نے کہا کہ تُو اس کو نہیں کاٹ سکتا۔ دونوں میں جھگڑا ہوا وہ بوڑھا غالب آ گیا اور عابد کے سینے پر چڑھ گیا۔ عابد کو بڑا تعجب ہوا اس سے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے کہ تو اس مرتبہ غالب ہو گیا۔ اُس بوڑھے نے کہا پہلی مرتبہ تیرا غصہ خالص اللہ کے واسطے تھا اس لئے اللہ جل شانہ نے مجھے مغلوب کر دیا تھا اس مرتبہ اس میں دیناروں کا دخل تھا اس لئے تو مغلوب ہوا۔ حق یہ ہے کہ جو کام خالص اللہ کے واسطے کیا جاتا ہے اس میں بڑی قوت ہوتی ہے۔

انسان کو مایوس نہیں ہونا چاہئے

”انسان کو مایوس نہیں ہونا چاہئے حق تعالیٰ سے اچھی امید رکھنا چاہئے وہ بندے کے ظن کے ساتھ ہیں جیسا بندہ ان کے ساتھ گمان کرتا ہے ویسا ہی معاملہ اس کے ساتھ فرماتے ہیں بڑی رحیم کریم ذات ہے مگر شرط یہ ہے کہ طلب ہوا اور کام میں لگا رہے جو

بھی ہو سکے کرتار ہے پھر وہ اپنے بندہ کے ساتھ رحمت اور فضل ہی کا معاملہ فرماتے ہیں وہ کسی کی محنت یا طلب کو رائیگاں یا فراموش نہیں فرماتے ایک شخص کا مقولہ مجھ کو بہت پسند آیا کہ کئے جاؤ اور لئے جاؤ واقعی ایسی ہی ذات ہے اس قائل نے (کہنے والے نے) بہت بڑا اور اہم مضمون کو دو لفظوں میں بیان کر دیا۔ ہاں لگا رہنا شرط ہے اور ایک یہ ضروری بات ہے کہ ماضی اور مستقبل کی فکر میں نہ پڑے اس سے بھی انسان بڑی دولت سے محروم رہتا ہے کیونکہ یہ بھی تو ماسوا اللہ ہی کی مشغولی ہے۔ خلاصہ میرے مضمون کا یہ ہے کہ قصد سے ماضی و مستقبل کے مراقبہ کی ضرورت نہیں ہے اگر بغیر قصد کے خیال آ جائے تو ماضی کی کوتاہیوں پر توبہ و استغفار کر لیا کرے بس کافی ہے پچھلے معاصی کا کاوش کے ساتھ استحضار بھی کبھی حجاب بن کر خسران کا سبب ہو جاتا ہے اور اس طرح نہ آئندہ کے لئے تجویزات کی ضرورت ہے یہ بھی ضرور رساں ہے نہ اس کی ضرورت کہ میں نے پہلے کیا کیا تھا اور اب کیا ہوگا اور میں کچھ ہوا یا نہیں، جھگڑوں میں وقت ضائع کرتے ہو کام میں لگوان فضولیات کو چھوڑ دو کسی حالت میں بھی مایوس نہ ہو وہ تو دربار ہی عجیب ہے کوئی شخص کتنا ہی گناہگار کیوں نہ ہو ایک لمحہ ایک منٹ میں کا یا پلٹ جاتی ہے بشرطیکہ خلوص کے ساتھ اس طرح متوجہ ہو کر رجوع کرے اور آئندہ کے لئے استقلال کا عزم کرے پھر تو جس نے کبھی ساری عمر اللہ تعالیٰ نام نہ لیا ہو اور اپنی تمام عمر کا حصہ معاصی اور لہو لعب میں برباد کیا ہو اس کے لئے بھی رحمت کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ اس لئے فرماتے ہیں جو بندے کے لئے مشکل ہے وہ خدا تعالیٰ کے لئے آسان ہے۔

رحمت حق ہر وقت اپنے بندوں کے لئے بخشش کا بہانہ ڈھونڈتی ہے فی الحقیقت حق تعالیٰ ادنیٰ بہانے سے بندوں پر رحم فرما دیتے ہیں نجات تو چھوٹی سی بات پر ہو جاتی ہے مگر چھوٹی بات پر مؤاخذہ نہیں ہوتا مؤاخذہ تو بڑی ہی بات پر فرماتے ہیں اب رہا یہ کہ کوئی بڑی بات کو چھوٹی بات خیال کرے اس کا کسی کے پاس کیا علاج ہے۔ (ازافات حکیم الامت)

وَاجِدُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

سب اعمال سے بڑھ کر عذاب قبر سے نجات دینے والا عمل

عن معاذ رضی اللہ عنہ بن جبل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما عمل آدمی عملاً انجی له من عذاب القبر من ذکر اللہ. (اخرجه احمد)
ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اللہ کے ذکر سے بڑھ کر کسی آدمی کا کوئی عمل عذاب قبر سے زیادہ نجات دینے والا نہیں ہے۔

عذاب قبر کی سختی

تشریح: عذاب قبر کتنی سخت چیز ہے اس سے وہی لوگ واقف ہیں جن کے سامنے وہ احادیث ہیں جو عذاب قبر کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔ حضرت عثمانؓ جب کسی قبر پر تشریف لیجاتے تو اس قدر روتے کہ ڈاڑھی مبارک تر ہو جاتی۔ کسی نے پوچھا کہ آپ جنت کے دوزخ کے ذکر سے ایسا نہیں روتے جیسا کہ قبر کے سامنے آ جانے سے روتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ قبر آخرت کی منزلوں میں سے سب سے پہلی منزل ہے جو شخص اس سے نجات پالے بعد کی سب منزلیں اس پر سہل ہو جاتی ہیں اور جو اس سے نجات نہ پالے بعد کی منزلیں دشوار ہی ہوتی جاتی ہیں۔ پھر آپ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد سنایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ ارشاد فرماتے تھے کہ میں نے کوئی منظر قبر سے زیادہ گھبراہٹ والا نہیں دیکھا۔ حضرت عائشہؓ ارشاد فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد عذاب قبر سے پناہ مانگتے تھے۔ حضرت زیدؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ تم ڈر اور خوف کی وجہ سے مردوں کا دفن کرنا چھوڑ دو گے ورنہ اس کی دعاء کرتا کہ اللہ جل شانہ تمہیں بھی عذاب قبر سنا دے۔ آدمیوں اور جنات کے سوا اور جاندار عذاب قبر کو سنتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کا بدکنا

ایک حدیث میں آیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ سفر میں تشریف لے جا رہے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی بدکنے لگی۔ کسی نے پوچھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کو کیا ہوا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک آدمی کو قبر کا عذاب ہو رہا ہے اُسکی آواز سے بدکنے لگی۔
قبر کا اعلان:

ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لے گئے تو چند آدمیوں کو دیکھا کہ کھل کھلا کر ہنس رہے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر موت کو اکثر یاد کیا کرو تو یہ بات نہ ہو۔ کوئی دن قبر پر ایسا نہیں گذرتا جس میں وہ یہ اعلان نہیں کرتی کہ میں غربت کا گھر ہوں۔ تنہائی کا گھر ہوں، کیڑوں اور جانوروں کا گھر ہوں جب کوئی مؤمن (کامل ایمان والا) دفن ہوتا ہے تو قبر اس سے کہتی ہے تیرا آنا مبارک ہے۔ تُو نے بہت ہی اچھا کیا کہ آگیا۔ جتنے لوگ میری پشت پر (یعنی زمین پر) چلتے تھے تو اُن سب میں مجھے بہت محبوب تھا۔ آج تو میرے سپرد ہوا تو میرا حسن سلوک بھی دیکھے گا۔ اس کے بعد وہ اس قدر وسیع ہو جاتی ہے کہ منتہائے نظر تک کھل جاتی ہے اور جنت کا ایک دروازہ اس میں کھل جاتا ہے جس سے وہاں کی

کہ اس کے ہونے میں بعض گناہوں کو خاص دخل ہے۔ اسی طرح اس سے بچنے میں بھی بعض عبادات کو خصوصی شرافت حاصل ہے چنانچہ متعدد احادیث میں وارد ہے کہ سورۃ تبارک الذی کا ہر رات کو پڑھتے یا ہنا عذاب قبر سے نجات کا سبب ہے اور عذاب جہنم سے بھی حفاظت کا سبب ہے اور اللہ کے ذکر کے بارے میں تو حدیث بالافراط ہے۔

دل کی سوئی اللہ کی طرف

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مکتوب دیکھا جو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے نام لکھا تھا کہ ”حضرت..... میں اپنے دل کی یہ کیفیت محسوس کرتا ہوں کہ جس طرح قطب نما کی سوئی ہمیشہ شمال کی طرف رہتی ہے۔ اسی طرح اب میرے دل کی یہ کیفیت ہو گئی ہے کہ چاہے کہیں پر بھی کام کر رہا ہوں..... چاہے مدرسے میں ہوں یا گھر میں..... دکان پر ہوں یا بازار میں ہوں..... لیکن ایسا محسوس ہوتا ہے کہ دل کی سوئی تھانہ بھون کی طرف ہے“ اب ہم لوگ اس کیفیت کو اس وقت تک کیا سمجھ سکتے ہیں جب تک اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے فضل سے ہم لوگوں کو عطا نہ فرمادے لیکن کوشش اور مشق سے یہ چیز حاصل ہو جاتی ہے کہ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے انسان اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہے..... اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضری کا احساس ہوتا رہے تو پھر آہستہ آہستہ یہ کیفیت حاصل ہو جاتی ہے کہ زبان سے دل لگی کی باتیں ہو رہی ہیں مگر دل کی سوئی اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف لگی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ کیفیت عطا فرمادے۔ آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

ہوائیں خوشبوئیں وغیرہ پہنچتی رہتی ہیں اور جب کافریا فاجر دفن کیا جاتا ہے تو قبر کہتی ہے کہ تیرا آنا منحوس اور نامبارک ہے کیا ضرورت تھی تیرے آنے کی۔ جتنے آدمی میری پشت پر چلتے تھے۔ سب میں زیادہ بغض مجھے تجھ سے تھا۔ آج تو میرے حوالہ ہوا تو میرا معاملہ بھی دیکھے گا۔ اس کے بعد اُس کو اس قدر زور سے بھینچتی ہے کہ پسلیاں ایک دوسری میں گھس جاتی ہیں۔ جس طرح ہاتھ میں ہاتھ ڈالنے سے انگلیاں ایک دوسری میں گھس جاتی ہیں۔ اس کے بعد نوے یا ننانوے اڑدے اس پر مسلط ہو جاتے ہیں جو اس کو نوچتے رہتے ہیں اور قیامت تک یہی ہوتا رہے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر ایک اڑدہ بھی اُن میں زمین پر پھنکار مار دے تو قیامت تک زمین میں گھاس نہ اُگے۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قبر یا جنت کا ایک باغ ہے یا جہنم کا ایک گڑھا۔

چغل خوری اور پیشاب سے

بے احتیاطی کا عذاب

ایک حدیث میں آیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دو قبروں پر گذر ہوا۔ ارشاد فرمایا کہ ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے۔ ایک کو چغل خوری کے جرم میں دوسرے کو پیشاب کی احتیاط نہ کرنے میں (کہ بدن کو اس سے بچاتا نہ تھا) ہمارے کتنے مہذب لوگ ہیں جو استنجہ کو عیب سمجھتے ہیں اس کا مذاق اڑاتے ہیں علماء نے پیشاب سے نہ بچنا گناہ کبیرہ بتایا ہے۔ ابن حجر مکی نے لکھا ہے کہ صحیح روایت میں آیا ہے کہ اکثر عذاب قبر پیشاب کی وجہ سے ہوتا ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ قبر میں سب سے پہلے مطالبہ پیشاب کا ہوتا ہے۔ بالجملہ عذاب قبر نہایت سخت چیز ہے اور جیسا

ذاکرین قیامت کے دن قابل رشک ہوں گے

عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیبعثن اللہ اقواما یوم القیمة فی وجوہہم النور علی منابر اللؤلؤ یغبطہم الناس لیسوا بانبیاء ولا شہداء فقال اعرابی حلہم لنا نعرفہم قال ہم المتحابون فی اللہ من قبائل شتی وبلاد شتی یجتمعون علی ذکر اللہ یدکرونہ (اخرجه الطبرانی)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن اللہ جل شانہ بعضی قوموں کا حشر اسی طرح فرمائیں گے کہ انکے چہروں میں نور چمکتا ہوا ہوگا وہ موتیوں کے ممبروں پر ہونگے لوگ اُن پر رشک کرتے ہونگے وہ انبیاء اور شہداء نہیں ہونگے۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ اُنکا حال بیان کر دیجئے کہ ہم اُن کو پہچان لیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ لوگ ہونگے جو اللہ کی محبت میں مختلف جگہوں سے مختلف خاندانوں سے آکر ایک جگہ جمع ہو گئے ہوں اور اللہ کے ذکر میں مشغول ہوں۔

برا بھلا کہہ لیں۔ کل جب آنکھ کھلے گی اس وقت حقیقت معلوم ہوگی کہ یہ بوریوں پر بیٹھنے والے کیا کچھ کما کر لے گئے جب وہ ان منبروں اور بالا خانوں پر ہونگے اور یہ ہنسے والے اور گالیاں دینے والے کیا کما کر لے گئے۔

ان خانقاہوں کی اللہ کے یہاں کیا قدر ہے جن پر آج چاروں طرف سے گالیاں پڑتی ہیں یہ ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے جن میں ان کی فضیلتیں ذکر کی گئی ہیں۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ جس گھر میں اللہ کا ذکر کیا جاتا ہو وہ آسمان والوں کیلئے ایسا چمکتا ہے جیسے زمین والوں کے لئے ستارے چمکتے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ ذکر کی مجالس پر جو سیکنہ (ایک خاص نعمت) نازل ہوتی ہے فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں رحمت الہی اُن کو ڈھانک لیتی ہے اور اللہ جل شانہ عرش پر اُن کا ذکر فرماتے ہیں۔ ابورزین ایک صحابی ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھے دین کی تقویت کی چیز بتاؤں جس

تشریح: دوسری حدیث میں ہے کہ جنت میں یا قوت کے ستون ہونگے جن پر زبرجد (زمرد) کے بالا خانے ہونگے ان میں چاروں طرف دروازے کھلے ہوئے ہونگے وہ ایسے چمکتے ہونگے جیسے کہ نہایت روشن ستارہ چمکتا ہے۔ ان بالا خانوں میں وہ لوگ رہیں گے جو اللہ کے واسطے آپس میں محبت رکھتے ہوں اور وہ لوگ جو اللہ ہی کے واسطے ایک جگہ اکٹھے ہوں اور وہ لوگ جو اللہ ہی کو واسطے آپس میں ملتے جلتے ہوں۔

زبرجد اور زمرد: فائدہ: اس میں اطباء کا اختلاف ہے کہ زبرجد اور زمرد ایک ہی پتھر کے دو نام ہیں یا ایک پتھر کی دو قسمیں ہیں یا ایک ہی نوع کے دو پتھر ہیں۔ بہر حال یہ ایک پتھر ہوتا ہے جو نہایت ہی روشن چمکدار ہوتا ہے۔ اس کے پتے بنتے ہیں جو بازار میں چمکدار کاغذ کی طرح سے بکتے ہیں۔

خانقاہوں میں بیٹھنے والے اہل اللہ

آج خانقاہوں کے بیٹھنے والوں پر ہر طرح الزام ہے ہر طرف سے فقرے کسے جاتے ہیں۔ آج انہیں جتنا دل چاہے

سے تو دونوں جہان کی بھلائی کو پہنچے وہ اللہ کا ذکر کرنیوالوں کی مجلسیں ہیں اُن کو مضبوط پکڑ اور جب تو تنہا ہوا کرے تو جتنی بھی قدرت ہو اللہ کا ذکر کرتا رہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آسمان والے ان گھروں کو جن میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے ایسا چمکدار دیکھتے ہیں جیسا کہ زمین والے ستاروں کو چمکدار دیکھتے ہیں۔ یہ گھر جن میں اللہ کا ذکر ہے ایسے منور اور روشن ہوتے ہیں کہ اپنے نور کی وجہ سے ستاروں کی طرح چمکتے ہیں اور جن کو اللہ جل شانہ نور کے دیکھنے کی آنکھیں عطا فرماتے ہیں وہ یہاں بھی اُن کی چمک دیکھ لیتے ہیں۔ بہت سے اللہ کے بندے ایسے ہیں جو بزرگوں کا نور ان کے گھروں کا نور اپنی آنکھوں سے چمکتا ہوا دیکھتے ہیں چنانچہ حضرت فضیلؒ بن عیاض جو مشہور بزرگ ہیں فرماتے ہیں کہ جن گھروں میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے وہ آسمان والوں کے نزدیک ایسا چمکتے ہیں جیسا کہ چراغ۔

قرآن کریم اور حدیث نبوی کا نور

شیخ عبدالعزیز دباغ ابھی قریب ہی زمانہ میں ایک بزرگ گذرے ہیں جو بالکل امی تھے مگر قرآن شریف کی آیت حدیث قدسی حدیث نبوی اور موضوع حدیث کو علیحدہ علیحدہ بتا دیتے تھے اور کہتے تھے کہ متکلم کی زبان سے جب لفظ نکلتے ہیں تو ان الفاظ کے نور سے معلوم ہو جاتا ہے کہ کس کا کلام ہے کہ اللہ پاک کے

کلام کا نور علیحدہ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کا نور دوسرا ہے اور دوسرے کلاموں میں یہ دونوں نور نہیں ہوتے۔

حضرت مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوری کا واقعہ تذکرۃ الخلیل یعنی سوانح حضرت اقدس مولانا خلیل احمد صاحب نور اللہ مرقدہ میں بروایت مولانا ظفر احمد صاحب لکھا ہے کہ حضرت کے پانچویں حج میں جس وقت حضرت مسجد حرام میں طواف قدوم کے لئے تشریف لائے تو احقر (حضرت شیخ الحدیث کاندھلوی رحمہ اللہ) مولانا محبت الدین صاحب (جو اعلیٰ حضرت مولانا الحاج امداد اللہ صاحب مہاجر مکی نور اللہ مرقدہ کے خاص خلفاء میں تھے اور صاحب کشف مشہور تھے) کے پاس بیٹھا تھا۔ مولانا اس وقت درود شریف کی کتاب کھولے ہوئے اپنا ورد پڑھ رہے تھے کہ دفعۃً میری طرف مخاطب ہو کر فرمانے لگے اس وقت حرم میں کون آ گیا کہ دفعۃً سارا حرم انوار سے بھر گیا، میں خاموش رہا کہ اتنے میں حضرت طواف سے فارغ ہو کر مولانا کے پاس کو گذرے۔ مولانا کھڑے ہو گئے اور ہنس کر فرمایا کہ میں بھی تو کہوں آج حرم میں کون آ گیا۔ مجالس ذکر کی فضیلت مختلف عنوانات سے بہت سی احادیث میں وارد ہوئی ہے۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ افضل ترین رباط نماز ہے اور ذکر کی مجالس۔ رباط کہتے ہیں۔ دار الاسلام کی سرحد کی حفاظت کرنے کو تاکہ کفار اس طرف سے حملہ نہ کریں۔

دعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم اپنے سارے دل کیساتھ آپ سے محبت کریں اور آپ کو راضی کرنے میں اپنی ساری کوششیں صرف کر دیں۔ اے اللہ! ہم آپ سے دین و دنیا اور اہل و عیال میں معافی اور اچھے انجام کا سوال کرتے ہیں۔ اے اللہ! ہمیں بخش دیجئے اور ہمارے گھروں میں وسعت اور رزق میں برکت عطا فرما دیجئے۔

وَ اخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

جنت کے باغ

عن انس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا مررت برياض الجنة فارتعوا قال وما رياض الجنة قال حلق الذكر . (اخرجه احمد و الترمذی)
ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب جنت کے باغوں پر گزرو تو خوب چرو۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ! جنت کے باغ کیا ہیں ارشاد فرمایا کہ ذکر کے حلقے۔

جنت کے باغوں میں چرنے کا مطلب

تشریح: مقصود یہ ہے کہ کسی خوش قسمت کی اُن مجالس اُن حلقوں تک رسائی ہو جائے تو اسکو بہت زیادہ غنیمت سمجھنا چاہیے کہ یہ دنیا ہی میں جنت کے باغ ہیں اور ”خوب چرو“ سے اس طرف اشارہ فرمایا کہ جیسے جانور جب کسی سبزہ زار یا کسی باغ میں چرنے لگتا ہے تو معمولی سے ہٹانے سے بھی نہیں ہٹتا۔ بلکہ مالک کے ڈنڈے وغیرہ بھی کھاتا رہتا ہے لیکن ادھر سے منہ نہیں موڑتا۔ اسی طرح ذکر کرنیوالے کو بھی دنیاوی تفکرات اور موانع کی وجہ سے ادھر سے منہ نہ موڑنا چاہیے اور جنت کے باغ اس لئے فرمائے کہ جیسا کہ جنت میں کسی قسم کی آفت نہیں ہوتی اسی طرح یہ مجالس بھی آفات سے محفوظ رہتی ہیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ اللہ کا ذکر دلوں کی شفا ہے یعنی دل میں جس قسم کے امراض پیدا ہوتے ہیں تکبر، حسد، کینہ وغیرہ سب ہی امراض کا علاج ہے۔ صاحب الفوائد فی الصلوٰۃ والعوائد نے لکھا ہے کہ آدمی ذکر پر مداومت سے تمام آفتوں سے محفوظ رہتا ہے اور صحیح حدیث میں آیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میں تمہیں ذکر اللہ کی کثرت کا حکم کرتا ہوں اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص کے پیچھے کوئی دشمن لگ جائے اور وہ اس سے بھاگ کر کسی قلعہ میں محفوظ ہو جائے اور ذکر کرنے والا اللہ جل شانہ کا ہم نشین ہوتا ہے اور اس

سے بڑھ کر اور کیا فائدہ ہوگا کہ وہ مالک الملک کا ہم نشین ہو جائے اسکے علاوہ اُس سے شرح صدر ہو جاتا ہے دل متور ہو جاتا ہے۔ اسکے دل کی تختی دُور ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے ظاہری اور باطنی منافع ہوتے ہیں جن کو بعض علماء نے سو۰۰۰ اتک شمار کیا ہے۔ انتہی۔

حضرت ابوامامہؓ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوئے اور عرض کیا میں نے خواب میں دیکھا کہ جب بھی آپ اندر جاتے ہیں یا باہر آتے ہیں یا کھڑے ہوتے ہیں یا بیٹھتے ہیں تو فرشتے آپ کے لئے دعا کرتے ہیں۔ ابوامامہؓ نے فرمایا اگر تمہارا دل چاہے تو تمہارے لئے بھی وہ دعا کر سکتے ہیں۔ پھر یہ آیت پڑی **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا** سے رَجِيمًا تک گویا اس طرف اشارہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہ کی رحمت اور ملائکہ کی دعا تمہارے ذکر پر متفرع ہے جتنا تم ذکر کرو گے اتنا ہی ادھر سے ذکر ہوگا۔

نفلی عبادات میں کوتاہی کا ذکر اللہ کی کثرت

سے ازالہ ہو جاتا ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو تم میں سے عاجز ہو راتوں کو محنت کرنے سے اور نفل کی وجہ سے مال بھی نہ خرچ کیا جاتا ہو (یعنی نفلی صدقات) اور بزدلی کی وجہ سے جہاد میں بھی شرکت نہ کر سکتا ہو اسکو چاہیے کہ اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کرے۔

ذکر اللہ کی کثرت کی برکات

یعنی ہر قسم کی کوتاہی جو عباداتِ نقلیہ میں ہوتی ہے اللہ کے ذکر کی کثرت اسکی تلافی کر سکتی ہے۔ حضرت انسؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ اللہ کا ذکر ایمان کی علامت ہے اور نفاق سے براءت ہے اور شیطان سے حفاظت ہے اور جہنم کی آگ سے بچاؤ ہے اور انہیں منافع کی وجہ سے اللہ کا ذکر بہت سی عبادتوں سے افضل قرار دیا گیا ہے بالخصوص شیطان کے تسلط سے بچنے میں اس کو خاص دخل ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ شیطان گھٹنے جمائے ہوئے آدمی کے دل پر مسلط رہتا ہے جب وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو یہ عاجز و ذلیل ہو کر پیچھے ہٹ جاتا ہے آدمی غافل ہوتا ہے تو یہ وسوسے ڈالنا شروع کر دیتا ہے۔ اسلیئے صوفیہ کرام ذکر کی کثرت کراتے ہیں تاکہ قلب میں اسکے وساوس کی گنجائش نہ رہے اور وہ اتنا قوی ہو جائے کہ اسکا مقابلہ کر سکے۔ یہی راز ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضِ صحبت سے یہ قوتِ قلبیہ اعلیٰ درجہ پر حاصل تھی تو ان کو ضربیں لگانے کی ضرورت پیش نہ آتی تھی۔ حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کے زمانہ سے جتنا بعد ہوتا گیا اتنی ہی قلب کے لئے اس مقوی قلبِ خمیرہ کی ضرورت بڑھتی گئی۔ اب قلوب اس درجہ ماؤف ہو چکے ہیں کہ بہت سے علاج سے بھی وہ درجہ قوت کا تو حاصل نہیں ہوتا لیکن جتنا بھی ہو جاتا ہے وہی بسا غنیمت ہے کہ وبائی مرض میں جس قدر بھی کمی ہو بہتر ہے۔ ایک بزرگ کا قصہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے اللہ جل شانہ سے دعا کی کہ شیطان کے وسوسے ڈالنے کی صورت اُن پر منکشف ہو جائے کہ کس طرح ڈالتا ہے تو انہوں نے دیکھا کہ دل کے بائیں طرف مونڈھے کے پیچھے مچھر کی شکل سے بیٹھا ہے۔ ایک لمبی سی سوڈ منہ پر ہے جس کو سوئی کی طرح سے دل کی طرف لے جاتا ہے اس کو ذرا کر پاتا ہے تو جلدی سے اس سوڈ کو کھینچ لیتا ہے غافل پاتا ہے تو اس سوڈ کے ذریعے سے وساوس اور گناہوں کا زہر انجکشن کے ذریعہ سے دل میں بھرتا ہے۔ ایک حدیث میں بھی یہ مضمون آیا ہے کہ شیطان اپنی ناک کا اگلا حصہ آدمی کے دل پر رکھے ہوئے بیٹھا رہتا ہے جب وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے۔ تو ذلت سے پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب وہ غافل ہوتا ہے تو اس کے دل کو لقمہ بنا لیتا ہے۔

دعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں اپنے ذکر کی توفیق عطا فرمائے۔ اے اللہ! ہمیں اپنے حقیقی ذکر یعنی ہمہ وقت آپ کے احکامات کو پیش نظر رکھتے ہوئے زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اے اللہ! ہمیں اپنی محبت نصیب فرمائے اور مسنون اذکار و وظائف کو صبح و شام پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم سب سے زیادہ آپ کا ذکر کرنے والے سب سے زیادہ آپ کو فرمانبرداری کرنے والے اور سب سے زیادہ آپ سے محبت کرنے والے بن جائیں۔ اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم اپنے سارے دل کیساتھ آپ سے محبت کریں اور آپ کو راضی کرنے میں اپنی ساری کوششیں صرف کر دیں۔ اے اللہ! ہم آپ سے دین و دنیا اور اہل و عیال میں معافی اور اچھے انجام کا سوال کرتے ہیں۔ اے اللہ! ہمیں بخش دیجئے اور ہمارے گھروں میں وسعت اور رزق میں برکت عطا فرما دیجئے۔ **وَآخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ**

اللہ تعالیٰ کا ذکر اتنا کرو کہ لوگ مجنوں کہنے لگیں

عن ابی سعیدؓ الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اکثر واذا ذکر اللہ حتی یقولوا مجنون (رواہ احمد)
ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ کا ذکر ایسی کثرت سے کیا کرو کہ لوگ مجنوں کہنے لگیں۔

تشریح: دوسری حدیث میں کہ ایسا ذکر کرو کہ منافق لوگ تمہیں ریاکار کہنے لگیں۔

کسی کے طعنوں کی پرواہ نہ کرو

فائدہ: اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ منافقوں یا بیوقوفوں کے ریاکار کہنے یا مجنوں کہنے سے ایسی بڑی دولت چھوڑنا نہ چاہیے بلکہ اس کثرت اور اہتمام سے کرنا چاہیے کہ یہ لوگ تم کو پاگل سمجھ کر تمہارا پیچھا چھوڑ دیں اور مجنوں جب ہی کہا جائیگا جب نہایت کثرت سے اور زور سے ذکر کیا جائے آہستہ میں یہ بات نہیں ہو سکتی۔ ابن کثیرؒ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ شانہ نے کوئی چیز بندوں پر ایسی فرض نہیں فرمائی جس کی کوئی حد مقرر نہ کر دی ہو اور پھر اس کے عذر کو قبول نہ فرمالیا ہو بجز اللہ کے ذکر کے کہ نہ اس کی کوئی حد مقرر فرمائی اور نہ عقل رہنے تک کسی کو معذور قرار دیا چنانچہ ارشاد ہے اذکروا اللہ ذکراً کثیراً (اللہ جل شانہ کا خوب کثرت سے ذکر کیا کرو) رات میں دن میں جنگل میں دریا میں سفر میں حضر میں فقر میں تو نگری میں بیماری میں صحت میں آہستہ اور پکار کر اور ہر حال میں۔

قابل تعجب آدمی

حافظ ابن حجرؒ نے منہیات میں لکھا ہے کہ حضرت عثمانؓ سے قرآن پاک کے ارشاد وَكَانَ تَحْتَهُ كَنْزٌ لَهُمْ مِّنْ مَّنْقُولٍ ہے کہ وہ سونے کی ایک تختی تھی جس میں سات سطریں لکھی ہوئی

تھیں جن کا ترجمہ یہ ہے۔ (۱) مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو موت کو جانتا ہو پھر بھی ہنسے۔ (۲) مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو یہ جانتا ہے کہ دنیا آخر ایک دن ختم ہونے والی ہے پھر بھی اس میں رغبت کرے۔ (۳) مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو یہ جانتا ہو کہ ہر چیز مقدر سے ہے پھر کسی چیز کے جاتے رہنے پر افسوس کرے۔ (۴) مجھے تعجب ہے اس شخص پر جسکو آخرت میں حساب کا یقین ہو پھر بھی مال جمع کرے۔ (۵) مجھے تعجب ہے اس شخص پر جسکو جہنم کی آگ کا علم ہو پھر بھی گناہ کرے۔ (۶) مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو اللہ کو جانتا ہو پھر کسی اور چیز کا ذکر کرے۔ (۷) مجھے تعجب ہے اس شخص پر جس کو جنت کی خبر ہو پھر دنیا میں کسی چیز سے راحت پائے۔ بعض نسخوں میں یہ بھی ہے کہ مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو شیطان کو دشمن سمجھے پھر بھی اس کی اطاعت کرے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ذکر کی تاکید

حافظ نے حضرت جابرؓ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بھی نقل کیا ہے کہ حضرت جبریلؑ مجھے اللہ کے ذکر کی اس قدر تاکید کرتے رہے کہ مجھے یہ گمان ہونے لگا کہ بغیر ذکر کے کوئی چیز نفع نہ دے گی۔ ان سب روایات سے یہ معلوم ہوا کہ ذکر کی جتنی بھی کثرت ممکن ہو دریغ نہ کرے۔ لوگوں کے مجنوں یا ریاکار کہنے کی وجہ سے اس کو چھوڑ دینا اپنا ہی نقصان کرنا ہے۔

شیطان کا حیلہ

صوفیہ نے لکھا ہے کہ یہ بھی شیطان کا ایک دھوکہ ہے کہ اول

لوگوں کے خوف سے عمل چھوڑنا بھی ریا ہے

حضرت فضیلؒ جو اکابر صوفیہ میں ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ کسی عمل کو اس وجہ سے نہ کرنا کہ لوگ دیکھیں گے۔ یہ بھی ریا میں شامل ہے اور اس وجہ سے کسی عمل کو کرنا کہ لوگ دیکھیں یہ شرک میں داخل ہے۔

کثرت سے ذکر کرنے والوں کی فضیلت

ایک حدیث میں آیا ہے کہ بعض آدمی ذکر کی کنجیاں ہیں کہ جب ان کی صورت دیکھی جائے تو اللہ کا ذکر کیا جائے۔ یعنی ان کی صورت دیکھ کر ہی اللہ کا ذکر یاد آئے۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ اللہ کے ولی ہیں وہ لوگ جن کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ یاد آتے ہوں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ تم میں بہترین وہ لوگ ہیں جن کو دیکھ کر اللہ کی یاد تازہ ہو۔ ایک حدیث میں ہے کہ تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جس کو دیکھنے سے اللہ تعالیٰ یاد آتے ہوں اور اس کے کلام سے علم میں ترقی ہوتی ہو اور اس کے اعمال سے آخرت کی رغبت پیدا ہوتی ہو اور یہ بات جب ہی حاصل ہو سکتی ہے جب کوئی شخص کثرت سے ذکر کا عادی ہو۔ اور جسکو خود ہی توفیق نہ ہو اسکو دیکھ کر کیا کسی کو اللہ کی یاد آ سکتی ہے۔ بعض لوگ پکار کر ذکر کرنے کو بدعت اور ناجائز بتاتے ہیں یہ خیال حدیث پر نظر کی کمی کی وجہ سے پیدا ہو گیا ہے۔ مولانا عبدالحی صاحب نے ایک رسالہ سباحۃ الفکر اسی مسئلہ میں تصنیف فرمایا ہے جس میں تقریباً پچاس حدیثیں ایسی ذکر فرمائی ہیں جن سے جہر (پکار کر) ثابت ہوتا ہے۔ البتہ یہ ضروری امر ہے کہ شرائط کے ساتھ اپنی حدود کے اندر رہے کسی کی افیت کا سبب نہ ہو۔

وہ ذکر سے اس خیال سے روکتا ہے کہ لوگ دیکھیں گے کوئی دیکھے گا تو کیا کہیگا وغیرہ وغیرہ۔ پھر شیطان کو روکنے کے لئے یہ ایک مستقل ذریعہ اور حیلہ مل جاتا ہے۔ اس لئے یہ تو ضروری ہے کہ دکھلانے کی نیت سے کوئی عمل نہ کرے لیکن اگر کوئی دیکھ لے تو بلا سے دیکھے اس وجہ سے چھوڑنا بھی نہ چاہیے۔

حضرت عبداللہ ذوالبجا دین کا واقعہ

حضرت عبداللہ ذوالبجا دینؒ ایک صحابیؒ ہیں جو لڑکپن میں یتیم ہو گئے تھے چچا کے پاس رہتے تھے۔ وہ بہت اچھی طرح رکھتا تھا۔ گھر والوں سے چھپ کر مسلمان ہو گئے تھے۔ چچا کو خبر ہو گئی تو اس نے غصہ میں بالکل بنگا کر کے نکال دیا۔ ماں بھی بیزار تھی لیکن پھر ماں تھی ایک موٹی سی چادر بنگا دیکھ کر دیدی جس کو انہوں نے دو ٹکڑے کر کے ایک سے ستر ڈھکا دوسرا اوپر ڈال لیا۔ مدینہ طیبہ حاضر ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر پڑے رہا کرتے اور بہت کثرت سے بلند آواز کے ساتھ ذکر کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ کیا یہ شخص ریاکار ہے کہ اس طرح ذکر کرتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ یہ ادا بین میں ہے۔ غزوہ تبوک میں انتقال ہوا صحابہؓ نے دیکھا کہ رات کو قبروں کے قریب چراغ جل رہا ہے۔ قریب جا کر دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں اترے ہوئے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ کو ارشاد فرما رہے ہیں کہ لاؤ اپنے بھائی کو مجھے پکڑادو۔ دونوں حضرات نے نعش کو پکڑا دیا۔ دفن کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے اللہ میں اس سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہو جا۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ یہ سارے منظر دیکھ کر مجھے تمنا ہوئی کہ یہ نعش تو میری ہوتی۔

دعا کیجئے: اے اللہ! ہمیں ایسا بنادیتے کہ ہم اپنے سارے دل کیساتھ آپ سے محبت کریں اور آپ کو راضی

کرنے میں اپنی ساری کوششیں صرف کر دیں۔ اے اللہ! ہم آپ سے دین و دنیا اور اہل و عیال میں معافی اور

اچھے انجام کا سوال کرتے ہیں۔ وَآخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

سات آدمی جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے سایہ میں جگہ دیں گے

عن ابی ہریرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول سبعة یظلہم اللہ فی ظلہ یوم لا ظل الا ظلہ الامام العادل والشاب نشاء فی عبادۃ اللہ ورجل قلبہ معلق بالمساجد (رواہ البخاری و مسلم)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سات آدمی ہیں جن کو اللہ جل شانہ اپنے (رحمت کے) سایہ میں ایسے دن جگہ عطا فرمائے گا جس دن اس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ ایک عادل بادشاہ۔ دوسرے وہ جوان جو جوانی میں اللہ کی عبادت کرتا ہو۔ تیسرے وہ شخص جس کا دل مسجد میں اٹک رہا ہو۔ چوتھے وہ شخص جن میں اللہ ہی کے واسطے محبت ہو اسی پر ان کا اجتماع ہو اسی پر جدائی۔ پانچویں وہ شخص جس کو کوئی حسین شریف عورت اپنی طرف متوجہ کرے اور وہ کہہ دے کہ مجھے اللہ کا ڈر مانع ہے۔

خوف یا شوق کہ دونوں میں رونا آتا ہے اور دونوں کمال ہیں۔

ہمارا کام ہے راتوں کو رونا یادِ دلبر میں

ہماری نیند ہے محو خیالِ یار ہو جانا

حدیث کے الفاظ ہیں رجل ذکر اللہ خالیا (ایک وہ آدمی جو اللہ کا ذکر کرے اس حال میں کہ خالی ہو) صوفیہ نے لکھا ہے کہ خالی ہونے کے دو مطلب ہیں۔ ایک یہ کہ آدمیوں سے خالی ہو جس کے معنی تنہائی کے ہیں یہ عام مطلب ہے دوسرے یہ کہ دل اغیار سے خالی ہو۔ وہ فرماتے ہیں کہ اصل خلوت یہی ہے۔ اس لئے اکمل درجہ تو یہ ہے کہ دونوں خلوتیں حاصل ہوں لیکن اگر کوئی شخص مجمع میں ہو اور دل غیروں سے بالکل خالی ہو اور ایسے وقت اللہ کے ذکر سے کوئی شخص رونا لگے۔ تو وہ بھی اس میں داخل ہے کہ مجمع کا ہونا نہ ہونا اس کے حق میں برابر ہے۔ جب اس کا دل مجمع تو درکنار غیر اللہ کے التفات سے بھی خالی ہے تو اس کو مجمع کیا مضر ہو سکتا ہے۔ اللہ کی یاد میں یا اس کے خوف سے رونا بڑی ہی دولت ہے۔ خوش نصیب ہے وہ شخص جس کو حق تعالیٰ شانہ میسر فرمادیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ

تشریح: چھٹے وہ شخص جو ایسے مخفی طریق سے صدقہ کرے

کہ دوسرے ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو۔ ساتویں وہ شخص جو اللہ کا ذکر تنہائی میں کرے اور آنسو بہنے لگیں۔

تنہائی میں اللہ کا ذکر کرنا اور آنسو بہانا:

فائدہ: آنسو بہنے کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دیدہ و دانستہ اپنے معاصی اور گناہوں کو یاد کر کے رونے لگے اور دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ غلبہ شوق میں بے اختیار آنکھوں سے آنسو نکلنے لگیں۔ بروایت ثابت بنانی ایک بزرگ کا مقولہ نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں مجھے معلوم ہو جاتا ہے کہ میری کوئی دعا قبول ہوئی لوگوں نے پوچھا کہ کس طرح معلوم ہو جاتا ہے۔ فرمانے لگے کہ جس دعا میں بدن کے بال کھڑے ہو جاتے ہیں اور دل دھڑکنے لگتا ہے اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں وہ دعا قبول ہوتی ہے۔ ان سات آدمیوں میں جس کا ذکر حدیث پاک میں وارد ہوا ایک وہ شخص بھی ہے جو اللہ کا ذکر تنہائی میں کرے اور رونے لگے اس شخص میں دو خوبیاں جمع ہیں اور دونوں اعلیٰ درجہ کی ہیں۔ ایک اخلاص کہ تنہائی میں اللہ کی یاد میں مشغول ہوا۔ دوسرا اللہ کا

اسلام کی اور مسلمانوں کی کفار سے حفاظت کرنے میں جاگی ہو۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ جو آنکھ اللہ کے خوف سے روئی ہو اس پر جہنم کی آگ حرام ہے اور جو آنکھ اللہ کی راہ میں جاگی ہو اس پر بھی حرام ہے اور جو آنکھ ناجائز چیز (مثلاً نامحرم وغیرہ) پر پڑنے سے رُک گئی ہو اس پر بھی حرام ہے۔ اور جو آنکھ اللہ کی راہ میں ضائع ہو گئی ہو۔ اس پر بھی جہنم کی آگ حرام ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص تنہائی میں اللہ کا ذکر کرنے والا ہو وہ ایسا ہے جیسے اکیلا کفار کے مقابلہ میں چل دیا ہو۔

جو شخص اللہ کے خوف سے روئے وہ اس وقت تک جہنم میں نہیں جاسکتا جب تک کہ دودھ تھنوں میں واپس جائے (اور ظاہر ہے کہ یہ ناممکن ہے پس ایسے ہی اس کا جہنم میں جانا بھی ناممکن ہے) ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص اللہ کے خوف سے روئے حتیٰ کہ اس کے آنسوؤں میں سے کچھ زمین پر ٹپک جائے تو اس کو قیامت کے دن عذاب نہیں ہوگا۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ دو آنکھوں پر جہنم کی آگ حرام ہے۔ ایک وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے روتی ہو اور دوسری وہ جو

انعامات الہی کے استحضار سے معرفت حاصل ہوتی ہے

فرمایا:..... قابل اعتبار چیز ایمان ہے اس کی ناقدری ہرگز نہیں کرنی چاہئے ہر حال میں ایمان ہمارا محافظ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان عطا فرمایا ہے تو وہ اپنے ناچیز بندے کے حالات سے بھی خوب واقف ہے۔ ایمان کی دولت بہت بڑی دولت ہے یہ ہر آن انسان کی ضرور مدد کرتا رہتا ہے۔ خصوصاً جب بندہ بالکل عاجز ہوتا ہے اور اس دنیا کو چھوڑ رہا ہوتا ہے۔ اس وقت ساری ایمانی قوتیں عموماً کمر آتی ہیں۔ اس وقت حضرت تھانویؒ کا ایک ملفوظ یاد آ گیا، ایک شخص نے حضرت والا کو لکھا کہ میں آپ سے وابستہ ہوں مدتیں گزر گئیں آپ سے اپنی کوئی اصلاح نہ لے سکا اور مجھے شرم محسوس ہوتی ہے کہ آپ سے نسبت رکھتے ہوئے بھی کوئی حق ادا نہیں کر پاتا۔ رات دن دنیا کے کاموں میں مشغول رہتا ہوں۔ میرے پیش نظر میری اولاد اور عزیز واقارب ہیں۔ انہی کے لئے کماتا ہوں اور انہی پر صرف کرتا ہوں دعائیں بھی مانگتا ہوں تو صرف انہی کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے مجھ میں تو توکل بالکل نہیں۔ اگر اس حالت میں میرا خاتمہ ہو گیا تو خسر الدنیا والآخرۃ۔ قبر میں دنیا کی محبت لے کر اپنے ساتھ جاؤں گا۔ میرے پاس سرمایہ آخرت نہیں ہے اللہ میری رہنمائی فرمادیتے۔

حضرت تھانویؒ نے جواب دیا کہ تم نے جو لکھا ہے مجھے توکل حاصل نہیں ہے تم دعا مانگتے ہو یہ اللہ تعالیٰ سے تمہارا مانگنا خود توکل ہے توکل کے بہت سے درجات ہیں ایک یہ بھی ہے کہ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی جائے جب تم نے اس کا ساز کے سامنے ہاتھ پھیلا دیئے تو یہی توکل ہے کہ تم نے اس ذات پر بھروسہ کر لیا۔

اور تم جو کہتے ہو کہ رات دن کے مشاغل ہیں بیوی بچوں کی پرورش کے امور میں ہمہ وقت مصروف رہتا ہے تو یہ جہاد زندگی ہے اگر اسی حالت میں انتقال ہو گیا تو شہادت کا درجہ مل گیا اور جو تم کہتے ہو خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ تو تم کو جب یہ احساس ہے کہ تمہارا ہاتھ خالی ہے تو یہ تمہارے لئے بشارت ہے جبکہ ارشاد ہے ”إِنَّ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ“۔

حضرت تھانویؒ نے فرمایا یہ تو ضابطے کا جواب ہے بالکل معتبر اور مستند ہے لیکن عادت اللہ یہ ہے کہ جب مومن کا آخری وقت ہوتا ہے تو اس سے دنیا کی جائز محبت بھی سلب کر لی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت کے غلبے ہی میں دم نکلتا ہے یہ کتنی بڑی بشارت ہے۔ سبحان اللہ!

عقل مند لوگ

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینادی منادیوم القیمۃ این اولو الالباب قالوا ای اولی الالباب ترید قال الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبہم ویفکرون فی خلق السموات والارض ربنا ما خلقت هذا باطلا سبحنک فقنا عذاب النار عقدلہم لواء فاتبع القوم لواہم وقال لہم ادخلوها خالدین۔ (اخرجه الاصبہانی)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن ایک آواز دینے والا آواز دیگا کہ عقلمند لوگ کہاں ہیں؟ لوگ پوچھیں گے کہ عقل مندوں سے کون مراد ہیں۔ جواب ملے گا وہ لوگ جو اللہ کا ذکر کرتے تھے کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے ہوئے (یعنی ہر حال میں اللہ کا ذکر کرتے رہتے تھے) اور آسمانوں اور زمینوں کے پیدا ہونے میں غور کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یا اللہ آپ نے یہ سب بے فائدہ تو پیدا کیا ہی نہیں ہم آپ کی تسبیح کرتے ہیں آپ ہمکو جہنم کے عذاب سے بچالیجئے اس کے بعد ان لوگوں کے لئے ایک جھنڈا بنایا جائے گا۔ جس کے پیچھے یہ سب جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ ہمیشہ کے لئے جنت میں داخل ہو جاؤ۔

خلق خدا میں غور و فکر کی اہمیت و فضیلت

تشریح: آسمانوں اور زمینوں کے پیدا ہونے میں غور کرتے ہیں یعنی اللہ کی قدرت کے مظاہر اور اسکی حکمتوں کے عجائب سوچتے ہیں جس سے اللہ جل جلالہ کی معرفت قوت پیدا ہوتی ہے۔

۔ الہی یہ عالم ہے گلزار تیرا

ابن ابی الدنیاء نے ایک مرسل روایت نقل کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ صحابہ کی ایک جماعت کے پاس تشریف لے گئے جو چپ چاپ بیٹھے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا بات ہے کس سوچ میں بیٹھے ہو؟ عرض کیا مخلوقات الہیہ کی سوچ میں ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہاں اللہ کی ذات میں غور نہ کیا کرو (کہ وہ ورأ الوریاء ہے) اس کی مخلوقات میں غور کیا کرو۔ حضرت عائشہؓ سے ایک شخص نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی عجیب بات سنا دیجئے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کون سی بات ایسی تھی جو عجیب

نہ تھی۔ ایک مرتبہ رات کو تشریف لائے۔ میرے بسترے پر میرے لحاف میں لیٹ گئے پھر ارشاد فرمایا۔ چھوڑ میں تو اپنے رب کی عبادت کروں یہ فرما کر اٹھے وضو فرمایا اور نماز کی نیت باندھ کر رونا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ آنسو سینہ مبارک پر بہتے رہے پھر اسی طرح رکوع میں روتے رہے پھر سجدہ میں اسی طرح روتے رہے۔ ساری رات اسی طرح گزار دی حتیٰ صبح کی نماز کے واسطے حضرت بلالؓ بلانے کے لئے آگئے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ تو بخشنے بخشائے ہیں پھر آپ اتنا کیوں روئے۔ ارشاد فرمایا کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ ہوں۔ پھر فرمایا میں کیوں نہ روتا حالانکہ آج یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ (یعنی آیاتِ بالا إِنَّ فِی خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مِنْ فَعْنَا عَذَابَ النَّارِ تک) پھر فرمایا کہ ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جو ان کو پڑھے اور غور و فکر نہ کرے عامر بن عبد قیسؓ کہتے ہیں کہ میں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سنا ہے ایک سے دو سے تین سے

نہیں (بلکہ ان سے زیادہ سے سنا ہے) کہ ایمان کی روشنی اور ایمان کا نور غور و فکر ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک آدمی چھت پر لیٹا ہوا آسمان اور ستاروں کو دیکھ رہا تھا پھر کہنے لگا خدا کی قسم مجھے یقین ہے کہ تمہارا پیدا کرنے والا بھی کوئی ضرور ہے اے اللہ تو میری مغفرت فرمادے۔ نظر رحمت اس کی طرف متوجہ ہوئی اور اس کی مغفرت ہو گئی۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ ایک ساعت کا غور تمام رات کی عبادت سے افضل ہے۔ حضرت ابو ذرؓ حضرت انسؓ سے بھی یہی نقل کیا گیا ہے۔ حضرت انسؓ سے یہ بھی نقل کیا گیا کہ ایک ساعت کا غور ان چیزوں میں اسی ۸۰ سال کی عبادت سے افضل ہے۔ اُمّ درداءؓ سے کسی نے پوچھا کہ ابو ذرؓ کی افضل ترین عبادت کیا تھی۔ فرمایا غور و فکر۔ بروایت ابو ہریرہؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی نقل کیا گیا ہے کہ ایک ساعت کا غور و فکر ساٹھ ۶۰ برس کی عبادت سے افضل ہے۔ لیکن ان روایتوں کا یہ مطلب نہیں کہ پھر عبادت کی ضرورت نہیں رہتی۔ ہر عبادت اپنی جگہ جو درجہ رکھتی ہے فرض ہو یا واجب سنت ہو یا مستحب اسکے چھوڑنے پر اسی درجہ کی وعید عذاب یا ملامت ہوگی جس درجہ کی وہ عبادت ہوگی۔

غور و فکر کو افضل عبادت کیوں کہا گیا ہے

امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ غور و فکر کو افضل عبادت اس لئے کہا گیا کہ اس میں معنی ذکر کے تو موجود ہوتے ہی ہیں۔ دو چیزوں کا اضافہ اور ہوتا ہے۔ ایک اللہ کی معرفت اس لئے کہ غور و فکر معرفت کی کنجی ہے۔ دوسری اللہ کی محبت کہ فکر پر یہ مرتب ہوتی ہے۔ یہی غور و فکر ہے جس کو صوفیہ مراقبہ سے تعبیر فرماتے ہیں۔ بہت سی روایات سے اس کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ مسند ابویعلیٰ میں بروایت حضرت عائشہؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ وہ ذکر خفی جس کو فرشتے بھی نہ سن سکیں

۷۰ سترہ درجہ دو چند ہوتا ہے۔ جب قیامت کے دن حق تعالیٰ شانہ تمام مخلوق کو حساب کے لئے جمع فرمائیں گے۔ اور کراما کا تبین اعمال نامے لیکر آئیں گے تو ارشاد ہوگا کہ فلاں بندہ کے اعمال دیکھو کچھ اور باقی ہیں۔ وہ عرض کریں گے کہ ہم نے کوئی بھی ایسی چیز نہیں چھوڑی جو لکھی نہ ہو اور محفوظ نہ ہو تو ارشاد ہوگا کہ ہمارے پاس اس کی ایسی نیکی باقی ہے جو تمہارے علم میں نہیں وہ ذکر خفی ہے۔ بیہقی نے شعب میں حضرت عائشہؓ سے بھی یہ حدیث نقل کی ہے کہ جس ذکر کو فرشتے بھی نہ سن سکیں وہ اُس ذکر پر جس کو وہ سنیں ۷۰ سترہ درجے بڑھا ہوا ہے۔

جیسا کہ ایک شعر میں کہا گیا ہے کہ عاشق و معشوق میں ایسی رمز ہوتی ہے جس کی فرشتوں کو بھی خبر نہیں ہوتی کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کو ایک لحظہ بھی غفلت نہیں ہوتی کہ ان کی ظاہری عبادات تو اپنے اپنے اجر و ثواب حاصل کریں ہی گی یہ ہر وقت کا ذکر و فکر پوری زندگی کے اوقات میں سترہ ۷۰ گناہ مزید برآں۔ یہی چیز ہے جس نے شیطان کو دق کر رکھا ہے۔

شیطان کو کمزور کرنے والی جماعت

حضرت جنیدؒ سے نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ خواب میں شیطان کو بالکل ننگا دیکھا۔ انہوں نے فرمایا کہ تجھے شرم نہیں آتی کہ آدمیوں کے سامنے ننگا ہوتا ہے وہ کہنے لگا یہ کوئی آدمی ہیں آدمی وہ ہیں جو شونیز یہ کی مسجد میں بیٹھے ہیں۔ جنہوں نے میرے بدن کو ڈبلا کر دیا اور میرے جگر کے کباب کر دیئے۔ حضرت جنیدؒ فرماتے ہیں کہ میں شونیز یہ کی مسجد میں گیا۔ میں نے دیکھا کہ چند حضرات گھٹنوں پر سر رکھے ہوئے مراقبہ میں مشغول ہیں۔ جب انہوں نے مجھے دیکھا تو کہنے لگے کہ خبیث کی باتوں سے کہیں دھوکہ میں نہ پڑ جانا۔ مسوچیؒ سے بھی اس کے قریب ہی

صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی نقل کیا ہے کہ بہترین ذکر ذکر خفی ہے اور بہترین رزق وہ ہے جو کفایت کا درجہ رکھتا ہو (یعنی نہ کم ہو کہ گذر نہ ہو سکے نہ زیادہ ہو کہ تکبر اور فواحش میں مبتلا کرے) ابن حبانؒ اور ابویعلیٰؒ نے اس حدیث کو صحیح بتایا ہے۔ ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ اللہ کو ذکرِ خفی سے یاد کیا کرو۔ کسی نے دریافت کیا کہ ذکرِ خفی کیا ہے؟ ارشاد فرمایا کہ مخفی ذکر۔ ان سب روایات سے ذکرِ خفی کی افضلیت معلوم ہوتی ہے اور ابھی قریب ہی وہ روایت گذر چکی۔ جس میں مجنون کہنے کا ذکر گزرا ہے دونوں مستقل چیزیں ہیں جو حالات کے اعتبار سے مختلف ہیں اس کو شیخ تجویز کرتا ہے کہ کس شخص کے لئے کس وقت کیا مناسب ہے۔

نقل کیا گیا ہے۔ انہوں نے شیطان کو ننگا دیکھا۔ انہوں نے کہا تجھے آدمیوں کے درمیان اس طرح چلتے شرم نہیں آتی کہنے لگا خدا کی قسم یہ آدمی نہیں۔ اگر یہ آدمی ہوتے تو میں اُن کے ساتھ اس طرح نہ کھیلتا جس طرح لڑکے گیند سے کھیلتے ہیں۔ آدمی وہ لوگ ہیں جنہوں نے میرے بدن کو بیمار کر دیا اور صوفیہ کی جماعت کی طرف اشارہ کیا۔ ابوسعیدؓ حزار کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ شیطان نے مجھ پر حملہ کیا۔ میں لکڑی سے مارنے لگا۔ اس نے ذرا بھی پرواہ نہ کی۔ غیب سے ایک آواز آئی کہ یہ اس سے نہیں ڈرتا۔ یہ دل کے نور سے ڈرتا ہے۔

بہترین ذکر: حضرت سعدؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ بہترین ذکر ذکر خفی ہے اور بہترین رزق وہ ہے جو کفایت کا درجہ رکھتا ہو۔ حضرت عبادہؓ نے بھی حضور اقدس

دعا کیجئے: اے اللہ! ہمیں اپنے ذکر کی توفیق عطا فرمائیے۔ اے اللہ! ہمیں اپنے حقیقی ذکر یعنی ہمہ وقت آپ کے احکامات کو پیش نظر رکھتے ہوئے زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ اے اللہ! ہمیں اپنی محبت نصیب فرمائیے اور مسنون اذکار و وظائف کو صبح و شام پڑھنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم سب سے زیادہ آپ کا ذکر کرنے والے سب سے زیادہ آپ کو فرمانبرداری کرنے والے اور سب سے زیادہ آپ سے محبت کرنے والے بن جائیں۔ **وَ اخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ**

عقل کے معاملہ میں اعتدال

”اپنی عقل کو کام میں لاؤ کہ تدبیر چھوڑ دو اللہ کے حوالہ کرو“ مراد اس کی یہ ہے دوائی پاس رکھی ہے کھاتا نہیں۔ وہ گناہگار ہے کما کر لانا یہ بھی فرض ہے۔ ضروریات زندگی حاصل کرنا فرض ہے ان کو چھوڑنا گناہ ہے۔ اسباب تو اختیار کرنا ضروری ہے۔ یہ مطلب ہے کہ جتنے اختیار اور اسباب تم کو ملے ہیں وہ کرلو پھر رضائے الہی کا انتظار کرو جو اللہ نے کیا ملے یا نہ ملے آدھا ملے پورا ملے اسی پر راضی رہو۔ پلے باندھنے کی چیز ہے۔ فرمایا: **اجملوا فی الطلب و توکلوا علیہ**۔ اختصار کرو طلب میں اور توکل کرو اللہ پر۔ یہ ہے اصل توکل۔ جتنے اسباب اپنے اختیار میں ہیں ان کو استعمال کرو مگر تھکو نہیں۔ اس میں اختصار کرو پھر اللہ پر توکل کرو۔ ایک بیمار ہے اس کا علاج موجود ہے۔ اس کا علاج نہ کرنا جائز نہیں ہے۔ ڈاکٹر کے پاس جائز دوائے پر ہیز کرے مگر اس کے بعد ایک قدم مومن کا ہے کہ ڈاکٹر یا دوا کو شفاء نہ سمجھے بلکہ اللہ پاک کی طرف سے شفاء ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کو منظور نہیں ہوتا تو بڑے سے بڑا ڈاکٹر ایسی لغو غلطی کرتا ہے کہ مریض بچتا نہیں۔ تو اختصار ہے تدبیر میں۔ یہ نہیں کہ فلاں جگہ جو تمہارے فی الحال پہنچ سے باہر ہے اس کا بڑا نام ہے وہ ماہر ہے اس کام کا زیادہ لمبی فکروں میں نہ جاؤ۔ قریب قریب کی تدبیریں کرو تھکو نہیں علاج ہو مقدمہ ہو تجارت ہو ظاہری آسانیوں سے ہونے والی تدبیریں اکٹھی کر کے دماغ پر بوجھ نہ ڈالو۔ آسانی سے ہونے والی تدبیریں حاصل نہ کرنا تو کفر ہے مگر جان کھپا دینا اپنی اس کے اندر یہ اس توکل کے خلاف ہے۔

ایسے لوگ جنکے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹھنے کا حکم ہوا

عن عبدالرحمن بن سهل ابن حنیف رضی اللہ عنہ قال نزلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وهو فی بعض ابیاتہ واصبر نفسک مع الذین یدعون ربہم بالغدوۃ والعشی فخرج یلتمسہم فوجد قوما یدکرون اللہ فیہم ثائر الراس وجاف الجلد وذو الثوب الواحد فلما راہم جلس معہم وقال الحمد للہ الذی جعل فی امتی من امرنی ان اصبر نفسی معہم (اخرجه ابن جریر والطبرانی وابن مردویہ کذا فی الدرر)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دولت کدہ میں تھے کہ آیت واصبر نفسک نازل ہوئی جس کا ترجمہ یہ ہے۔ اپنے آپ کو ان لوگوں کے پاس (بیٹھنے کا) پابند کیجئے جو صبح شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ حضور اقدس اس آیت کے نازل ہونے پر ان لوگوں کی تلاش میں نکلے ایک جماعت کو دیکھا کہ اللہ کے ذکر میں مشغول ہے۔ بعض لوگ ان میں بکھرے ہوئے بالوں والے ہیں اور خشک کھالوں والے اور صرف ایک کپڑے والے ہیں (کہ ننگے بدن ایک لنگی صرف ان کے پاس ہے) جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا تو ان کے پاس بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ جس نے میری امت میں ایسے لوگ پیدا فرمائے کہ خود مجھے ان کے پاس بیٹھنے کا حکم ہے۔

شرکت کروں۔ پھر ارشاد فرمایا کہ الحمد للہ اللہ جل شانہ نے میری امت میں ایسے لوگ پیدا کئے جن کے پاس بیٹھنے کا مجھے حکم ہوا۔

ذاکرین کے ساتھ مل بیٹھنے کے فوائد

ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ الذین یدعون سے مراد ذاکرین کی جماعت ہے۔ ان ہی جیسے احکام سے صوفیہ نے استنباط کیا ہے کہ مشائخ کو بھی مریدین کے پاس بیٹھنا ضروری ہے کہ اس میں علاوہ فائدہ پہنچانے کے اختلاط سے شیخ کے نفس کے لیے بھی مجاہدہ تامہ ہے کہ غیر مہذب لوگوں کی بدعنوانیوں کے تحمل اور برداشت سے نفس میں انقیاد پیدا ہوگا اس کی قوت میں انکسار پیدا ہوگا۔ اس کے علاوہ قلوب کے اجتماع کو اللہ جل جلالہ کی رحمت اور رافت کے متوجہ کرنے میں خاص دخل ہے اسی وجہ سے جماعت کی نماز مشروع ہوئی اور یہی بڑی وجہ ہے کہ عرفات کے میدان میں سب حجاج بیک حال ایک میدان میں اللہ کی طرف متوجہ کئے جاتے

تشریح: ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تلاش فرمایا تو مسجد کے آخری حصہ میں بیٹھے ہوئے پایا کہ ذکر اللہ میں مشغول تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے میری زندگی ہی میں ایسے لوگ پیدا فرمائے کہ مجھے ان کے پاس بیٹھنے کا حکم ہے۔ پھر فرمایا تم ہی لوگوں کیساتھ زندگی ہے اور تمہارے ہی کے ساتھ مرنا ہے یعنی مرنے جینے کے ساتھی اور رفیق تم ہی لوگ ہو۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت سلمان فارسی وغیرہ حضرات صحابہ کرام کی ایک جماعت ذکر اللہ میں مشغول تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو یہ لوگ چپ ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کیا کر رہے تھے۔ عرض کیا ذکر الہی میں مشغول تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ رحمت الہی تم لوگوں پر اتر رہی ہے تو میرا دل بھی چاہا کہ آکر تمہارے ساتھ

ہیں جیسا کہ ہمارے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حجۃ اللہ البالغہ میں متعدد جگہ اس مضمون کو اہتمام سے ارشاد فرمایا ہے۔ یہ سب اس جماعت کے بارے میں ہے جو اللہ کا ذکر کرنے والی ہو کہ احادیث میں کثرت سے اس کی ترغیب آئی ہے۔

غافلین کی جماعت میں ذکر کرنے والا

اس کے بالمقابل اگر کوئی شخص غافلین کی جماعت میں پھنس جائے اور اس وقت اللہ کے ذکر میں مشغول ہو تو اس کے بارے میں بھی احادیث میں کثرت سے فضائل آئے ہیں ایسے موقع پر آدمی کو اور بھی زیادہ اہتمام اور توجہ سے اللہ کی طرف مشغول رہنا چاہیے۔ تاکہ اُن کی نحوست سے محفوظ رہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ غافلین کی جماعت میں اللہ کا ذکر کرنے والا ایسا ہے۔ جیسے کہ جہاد میں بھاگنے والوں کی جماعت میں سے کوئی شخص جم کر مقابلہ کرے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ غافلین میں اللہ کا ذکر کرنے والا ایسا ہے جیسے بھاگنے والوں کی طرف سے کفارہ کا مقابلہ کرے۔ نیز وہ ایسا ہے جیسے اندھیرے گھر میں چراغ۔ نیز وہ ایسا ہے جیسے پت جھڑ والے درختوں میں کوئی شاداب سرسبز درخت ہو۔ ایسے شخص کو حق تعالیٰ شانہ اس کا جنت کا گھر پہلے ہی

دکھا دیں گے اور ہر آدمی اور حیوان کی برابر اس کی مغفرت کی جاوے گی۔ یہ جب ہے کہ ان مجالس میں اللہ کے ذکر میں مشغول ہو ورنہ ایسی مجالس کی شرکت کی ممانعت آئی ہے۔ حدیث میں ہے کہ عشیرۃ یعنی یارانہ کی مجالس سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ عزیزیٰ کہتے ہیں یعنی ایسی مجالس سے جن میں غیر اللہ کا ذکر کثرت سے ہوتا ہو۔ لغویات اور لہو و لعب میں مشغولی ہوتی ہو۔

ایک باندی کا واقعہ

ایک بزرگ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ بازار جا رہا تھا۔ ایک حبشہ باندی میرے ساتھ تھی۔ میں نے بازار میں ایک جگہ اس کو بٹھا دیا کہ میں واپسی میں اس کو لے لوں گا۔ وہ وہاں سے چلی آئی۔ جب میں نے واپسی پر اس کو وہاں نہ دیکھا تو مجھے غصہ آیا میں گھر میں واپس آیا تو وہ باندی آئی اور کہنے لگی میرے آقا خفگی میں جلدی نہ کریں۔ آپ مجھے ایسے لوگوں کے پاس چھوڑ گئے جو اللہ کے ذکر سے غافل تھے۔ مجھے یہ ڈر ہوا کہ ان پر کوئی عذاب نازل نہ ہو زمین میں دھنس نہ جائیں اور میں بھی ان کے ساتھ عذاب میں دھنس نہ جاؤں۔

دعا کیجئے: اے اللہ! ہمیں اپنے ذکر کی توفیق عطا فرمائیے۔ اے اللہ! ہمیں اپنی محبت نصیب فرمائیے اور مسنون

اذکار و وظائف کو صبح و شام پڑھنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ **وَ اخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ**

دانشمندی کا کام: حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا: ”آخرت کے بارے میں عام طور پر لوگوں نے یہ تصور باندھ رکھا ہے کہ آخرت کوئی الگ عالم ہے دنیا ترک کرو گے تب جا کے آخرت میں پہنچو گے یہ غلط ہے بلکہ ہماری آخرت اسی دنیا میں چھپی ہوئی ہے اسے نکالنا ہمارا کام ہے۔ یہی کھانے پینے کے اور سونے جاگنے کے افعال انہی میں آخرت چھپی ہوئی ہے ان کے ذریعے سے اپنی آخرت نکالو دنیا میں رہ کر اس میں سے آخرت نکال لینا دانشمند کا کام ہے۔“

فرمایا: ”اسلام میں ترک دنیا کا یہ مطلب نہیں کہ دنیا کی نعمتوں کو چھوڑ دوں گا یہ ہے کہ اس میں مبالغہ مت کرو غلو مت کرو حد سے مت گزرو اعتدال کے ساتھ استعمال کرو۔ اس سے اپنا بھی کام چلاؤ اور اپنے بھائیوں اور اپنے عزیزوں کی خدمت کرو تمہاری آخرت بنے گی۔ یہ تو نیت اور افعال اختیار یہ ہے کہ مرضی خداوندی کی مطابق وہ افعال ہوں گے تو دنیا ہی میں آخرت بنے گی۔“ (جواہر حکمت)

صبح اور عصر کی نماز کے بعد ذکر کر نیکی فضیلت

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیما یدکر عن ربہ تبارک وتعالیٰ اذ کرنی بعد العصر وبعد الفجر ساعة اکفک فیما بینہما (اخرجه احمد کذا فی الدرر) ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جل جلالہ کا پاک ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ تو صبح کی نماز کے بعد اور عصر کی نماز کے بعد تھوڑی دیر مجھے یاد کر لیا کر میں درمیانی حصہ میں تیری کفایت کروں گا (ایک حدیث میں آیا ہے کہ اللہ کا ذکر کیا کروہ تیری مطلب براری میں معین ہوگا)

صبح اور عصر کے بعد کا ذکر

ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص صبح کی نماز کے بعد اسی بیت سے بیٹھے ہوئے بولنے سے قبل یہ دعا دس مرتبہ پڑھے۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اپنی ذات اور صفات میں اکیلا ہے کوئی اس کا شریک نہیں سارا ملک دنیا اور آخرت کا اسی کا ہے اور جتنی خوبیاں ہیں وہ اسی پاک ذات کے لئے ہیں وہی زندہ کرتا ہے وہی مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے) تو اس کیلئے دس نیکیاں لکھی جائیں دس ۱۰ برائیاں معاف فرمائی جائیں اور جنت میں دس ۱۰ درجہ بلند کئے جائیں اور تمام دن شیطان سے اور مکروہات سے محفوظ رہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے جو صبح اور عصر کے بعد اَسْتَغْفِرُ اللَّهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَآتُوبُ إِلَيْهِ (میں اسی اللہ سے جو زندہ ہے ہمیشہ رہنے والا ہے اسکے سوا کوئی معبود نہیں ہے اپنے گناہوں کی مغفرت مانگتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں توبہ کرتا ہوں) تین مرتبہ پڑھے۔ اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں خواہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

وَإِخْرُجُوا مِنَ الْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

تشریح: آخرت کی واسطے نہ ہی دنیا کی واسطے ہم لوگ کیسی کیسی کوشش کر ڈالتے ہیں کیا بگڑ جائے اگر تھوڑی سی دیر صبح اور عصر کے بعد اللہ کا ذکر بھی کر لیا کریں کہ احادیث میں کثرت سے اُن دو وقتوں میں اللہ کے ذکر کے فضائل وارد ہوئے اور جب اللہ جل جلالہ کفایت کا وعدہ فرماتے ہیں پھر کسی دوسری چیز کی کیا ضرورت باقی ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میں ایسی جماعت کے ساتھ بیٹھوں جو صبح کی نماز کے بعد آفتاب نکلنے تک اللہ کے ذکر میں مشغول ہو مجھے زیادہ پسند ہے اس سے کہ چار عرب غلام آزاد کروں۔ اسی طرح ایسی جماعت کے ساتھ بیٹھوں جو عصر کی نماز کے بعد سے غروب تک اللہ کے ذکر میں مشغول رہے یہ زیادہ پسند ہے چار غلام آزاد کرنے سے۔ اسی طرح عصر کی نماز کے بعد سے غروب تک ایک ایسی جماعت کیساتھ ذکر میں مشغول رہوں یہ مجھے دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ پسند ہے ان ہی وجوہ سے صبح کی نماز کے بعد اور عصر کی نماز کے بعد اور ادکا معمول ہے اور حضرات صوفیہ کے یہاں تو ان دونوں وقتوں کا خاص اہتمام ہے کہ صبح کی نماز کے بعد عموماً اشغال میں اہتمام فرماتے ہیں اور عصر کے بعد اور ادکا اہتمام کرتے ہیں بالخصوص فجر کے بعد فقہاء بھی اہتمام فرماتے ہیں۔ مدونہ میں امام مالکؒ سے نقل کیا گیا ہے کہ فجر کی نماز کے بعد طلوع آفتاب تک باتیں کرنا مکروہ ہیں اور حنفیہ میں سے صاحب درمختارؒ نے بھی اس وقت باتیں کرنا مکروہ لکھا ہے۔

اصل مقصد ذکر و علم ہے

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الدنیا ملعونۃ وملعون ما فیہا الا ذکر اللہ وما والاہ وعالما ومتعلما۔ (رواہ الترمذی وابن ماجہ)
نتیجہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دُنیا ملعون ہے اور جو کچھ دُنیا میں ہے سب ملعون (اللہ کی رحمت سے دُور ہے) مگر اللہ کا ذکر اور وہ چیز جو اسکے قریب ہو اور عالم اور طالب علم۔

دوستوں کیلئے حق تعالیٰ شانہ اس کی وجہ سے ایک جماعت (علماء) کو بلند مرتبہ کرتا ہے کہ وہ خیر کی طرف بلانے والے ہوتے ہیں اور ایسے امام ہوتے ہیں کہ ان کے نشان قدم پر چلا جائے اور ان کے افعال کا اتباع کیا جائے اُنکی رائے کی طرف رجوع کیا جائے۔ فرشتے اُن سے دوستی کرنے کی رغبت کرتے ہیں۔ اپنے پروں کو (برکت حاصل کرنے کیلئے یا محبت کے طور پر) ان پر ملتے ہیں اور ہرگز اور خشک چیز دنیا کی اُن کے لئے اللہ سے مغفرت کی دعا کرتی ہے حتیٰ کہ سمندر کی مچھلیاں اور جنگل کے درندے اور چوپائے اور زہریلے جانور (سانپ وغیرہ) تک بھی دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں اور یہ سب اسلئے کہ علم دلوں کی روشنی ہے آنکھوں کا نور ہے۔ علم کی وجہ سے بندہ اُمت کے بہترین افراد تک پہنچ جاتا ہے۔ دنیا اور آخرت کے بلند مرتبوں کو حاصل کر لیتا ہے اسکا مطالعہ روزوں کے برابر ہے اسکا یاد کرنا تہجد کے برابر ہے۔ اُسی سے رشتے جوڑے جاتے ہیں اور اسی سے حلال و حرام کی پہچان ہوتی ہے۔ وہ عمل کا امام ہے اور علم اس کا تابع ہے۔ سعید لوگوں کو اس کا الہام کیا جاتا ہے اور بد بخت اس سے محروم رہتے ہیں اس حدیث پر مجموعی طور سے بعض نے کلام کیا ہے لیکن جس قسم کے فضائل اس میں ذکر کئے گئے ہیں ان کی تائید دوسری روایات سے بھی ہوتی ہے نیز ان کے علاوہ اور بہت سے فضائل حدیث کی کتابوں میں بکثرت آئے ہیں۔ اس وجہ سے عالم اور طالب علم کو خاص طور سے حدیث بالا میں ذکر فرمایا ہے۔

وَ اخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

تشریح: اس کے قریب ہونے سے مراد ذکر کے قریب ہونا بھی ہو سکتا ہے۔ اس صورت میں وہ چیزیں مراد ہوں گی جو اللہ کے ذکر میں معین و مددگار ہوں جن میں کھانا پینا بھی بقدر ضرورت داخل ہے اور زندگی کے اسباب ضروریہ بھی اس میں داخل ہیں اور اس صورت میں اللہ کا ذکر ہر چیز کو جو عبادت کی قبیل سے ہو شامل ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کے قریب ہونے سے اللہ کا قرب مراد ہو تو اس صورت میں ساری عبادتیں اس میں داخل ہوں گی اور اللہ کے ذکر سے مخصوص ذکر مراد ہوگا اور دونوں صورتوں میں علم ان میں خود داخل ہو گیا تھا۔ پہلی صورت میں اس وجہ سے کہ علم ہی اللہ کے ذکر کے قریب لے جاتا ہے کہ ”بے علم نواں خدا را شناخت“ (بغیر علم کے اللہ کو پہچان نہیں سکتا) اور دوسری صورت میں اس وجہ سے کہ علم سے بڑھ کر کون سی عبادت ہوگی لیکن اس کے باوجود پھر عالم اور طالب علم کو علیحدہ اہتمام کی وجہ سے فرمایا کہ علم بہت ہی بڑی دولت ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ علم کا صرف اللہ کے لئے سیکھنا اللہ کے خوف کے حکم میں ہے اور اس کی طلب (یعنی تلاش کیلئے کہیں جانا) عبادت ہے اور اس کا یاد کرنا تسبیح ہے اور اس کی تحقیقات میں بحث کرنا جہاد ہے اور اس کا پڑھنا صدقہ ہے اور اس کا اہل پر خرچ کرنا اللہ کے یہاں قربت ہے۔ اس لئے کہ علم جائز ناجائز کے پہچاننے کیلئے علامت ہے اور جنت کے راستوں کا نشان ہے وحشت میں جی بہلانے والا ہے اور سفر کا ساتھی ہے (کہ کتاب کا دیکھنا دونوں کام دیتا ہے اسی طرح) تنہائی میں ایک محدث ہے خوشی اور رنج میں دلیل ہے دشمنوں پر ہتھیار ہے۔

سب سے افضل ذکر اور افضل دُعاء

عن جابر رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال افضل الذکر لا الہ الا اللہ
وافضل الدعاء الحمد للہ (مشکوۃ المصابیح)
ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تمام اذکار میں افضل لا الہ الا اللہ ہے اور تمام دعاؤں میں
افضل الحمد للہ ہے۔

تشریح: لا الہ الا اللہ کا افضل ذکر ہونا تو ظاہر ہے اور
بہت سی احادیث میں کثرت سے وارد ہوا ہے۔ نیز سارے
دین کا مدار ہی کلمہ تو حید پر ہے تو پھر اس سے افضل ہونے میں کیا
تردد ہے۔ اور الحمد للہ کو افضل دُعاء اس لحاظ سے فرمایا ہے کہ کریم
کی ثناء کا مطلب سوال ہی ہوتا ہے۔ عام مشاہدہ ہے کہ کسی رئیس
امیر نواب کی تعریف میں قصیدہ خوانی کا مطلب اس سے سوال
ہی ہوتا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص لا الہ الا
اللہ پڑھے اس کے بعد اس کو الحمد للہ بھی کہنا چاہیے اس لئے کہ
قرآن پاک میں فَاذْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ کے بعد
الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وارد ہے۔ ملا علی قاریؒ فرماتے
ہیں اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ تمام ذکروں میں افضل اور
سب سے بڑھا ہوا ذکر کلمہ طیبہ ہے کہ یہی دین کی وہ بنیاد ہے
جس پر سارے دین کی تعمیر ہے اور یہ وہ پاک کلمہ ہے کہ دین کی
چکی اسی کے گرد گھومتی ہے۔ اسیوجہ سے صوفیہ اور عارفین اسی کلمہ
کا اہتمام فرماتے ہیں اور سارے اذکار پر اس کو ترجیح دیتے ہیں
اور اسی کی جتنی ممکن ہو کثرت کراتے ہیں کہ تجربہ سے اس میں
جس قدر فوائد اور منافع معلوم ہوئے ہیں کسی دوسرے میں نہیں۔

سید علی بن میمون مغربیؒ کا واقعہ

چنانچہ سید علی بن میمونؒ مغربیؒ کا قصہ مشہور ہے کہ جب شیخ

علوان جمویؒ جو ایک مہتر عالم اور مفتی اور مدرس تھے سید صاحب
کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سید صاحب کی اُن پر خصوصی
توجہ ہوئی تو اُن کو سارے مشاغل درس تدریس فتویٰ وغیرہ سے
روک دیا اور سارا وقت ذکر میں مشغول کر دیا۔ عوام کا تو کام ہی
اعتراض اور گالیاں دینا ہے۔ لوگوں نے بڑا شور مچایا کہ شیخ کے
منافع سے دنیا کو محروم کر دیا اور شیخ کو ضائع کر دیا وغیرہ وغیرہ۔
کچھ دنوں بعد سید صاحب کو معلوم ہوا کہ شیخ کسی وقت کلام اللہ کی
تلاوت کرتے ہیں سید صاحب نے اس کو بھی منع کر دیا تو پھر تو
پوچھنا ہی کیا سید صاحب پر زندگی اور بددینی کا الزام لگنے لگا۔
لیکن چند ہی روز بعد شیخ پر ذکر کا اثر ہو گیا اور دل رنگ گیا تو سید
صاحب نے فرمایا کہ اب تلاوت شروع کر دو۔ کلام پاک جو
کھولا تو ہر ہر لفظ پر وہ وہ علوم و معارف کھلے کہ پوچھنا ہی کیا
ہے۔ سید صاحب نے فرمایا کہ میں نے خدا نخواستہ تلاوت کو منع
نہیں کیا تھا بلکہ اس چیز کو پیدا کرنا چاہتا تھا۔

دنیا کا وجود اسی کلمہ سے قائم ہے

چونکہ یہ پاک کلمہ دین کی اصل ہے ایمان کی جڑ ہے اس
لئے جتنی بھی اس کی کثرت کی جائے گی اتنی ہی ایمان کی جڑ
مضبوط ہوگی ایمان کا مدار اسی کلمہ پر ہے بلکہ دنیا کے وجود کا مدار
اسی کلمہ پر ہے۔ چنانچہ صحیح حدیث میں وارد ہے کہ قیامت اس
وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک لا الہ الا اللہ کہنے والا کوئی

زمین پر ہو۔ دوسری حدیثوں میں آیا ہے کہ جب تک کوئی بھی اللہ اللہ کہنے والا روئے زمین پر ہو قیامت نہیں ہوگی۔

کلمہ طیبہ سے بڑھ کر کوئی وظیفہ نہیں ہے

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ جل جلالہ کی پاک بارگاہ میں عرض کیا کہ مجھے کوئی وردِ تعلیم فرمادیجئے جس سے آپ کو یاد کیا کروں اور آپ کو پکارا کروں۔ ارشاد خداوندی ہوا کہ لا الہ الا اللہ کہا کرو۔ انہوں نے عرض کیا اے پروردگار یہ تو ساری ہی دنیا کہتی ہے۔ ارشاد ہوا کہ لا الہ الا اللہ کہا کرو۔ عرض کیا میرے رب میں تو کوئی ایسی مخصوص چیز مانگتا ہوں جو مجھی کو عطا ہو ارشاد ہوا کہ اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں ایک پلڑے میں رکھ دی جائیں اور دوسری طرف لا الہ الا اللہ کو رکھ دیا جائے۔ تو لا الہ الا اللہ والا پلڑا جھک جائے گا۔

فائدہ: اللہ جل جلالہ عم نوالہ کی عادت شریفہ یہی ہے کہ جو چیز جس قدر ضرورت کی ہوتی ہے اتنی ہی عام عطا کی جاتی ہے۔ ضروریات دنیویہ ہی میں دیکھ لیا جائے کہ سانس پانی ہوا کیسی عام ضرورت کی چیزیں ہیں اللہ جل شانہ نے ان کو کس قدر عام فرما رکھا ہے۔ البتہ یہ ضروری چیز ہے کہ اللہ کے یہاں

وزن اخلاص کا ہے جس قدر اخلاص سے کوئی کام کیا جائے گا اتنا ہی وزنی ہوگا اور جس قدر اخلاص کی کمی اور بے دلی سے کیا جائیگا اتنا ہی ہلکا ہوگا۔ اخلاص پیدا کرنے کے لئے بھی جس قدر مفید اس کلمہ کی کثرت ہے اتنی کوئی دوسری چیز نہیں کہ اس کلمہ کا نام ہی جلاء القلوب (دلوں کی صفائی) ہے۔ اسی وجہ سے حضرات صوفیہ اس کا ورد کثرت سے بتاتے ہیں اور سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں کی مقدار میں روزانہ کا معمول تجویز کرتے ہیں۔

ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ ایک مرید نے اپنے شیخ سے عرض کیا تھا کہ میں ذکر کرتا ہوں مگر دل غافل رہتا ہے انہوں نے فرمایا کہ ذکر برابر کرتے رہو اور اس پر اللہ کا شکر کرتے رہو کہ اس نے ایک عضو یعنی زبان کو اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائی اور اللہ سے دل کی توجہ کے لئے دعا کرتے رہو۔ اس قسم کا واقعہ احياء العلوم میں بھی ابو عثمان مغربیؒ کے متعلق نقل کیا گیا کہ ان سے کسی مرید نے شکایت کی تھی جس پر انہوں نے یہ جواب دیا تھا۔ درحقیقت بہترین نسخہ ہے۔ حق تعالیٰ شانہ کا کلام پاک میں ارشاد ہے کہ اگر تم شکر کرو گے تو میں اضافہ کروں گا۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ اللہ کا ذکر اس کی بڑی نعمت ہے اس کا شکر ادا کیا کرو کہ اللہ نے ذکر کی توفیق عطا فرمائی۔

دعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم سب سے زیادہ آپ کا ذکر کرنے والے سب سے زیادہ آپ کو فرمانبرداری کرنے والے اور سب سے زیادہ آپ سے محبت کرنے والے بن جائیں۔ اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم اپنے سارے دل کیساتھ آپ سے محبت کریں اور آپ کو راضی کرنے میں اپنی ساری کوششیں صرف کر دیں۔ اے اللہ! ہم آپ سے دین و دنیا اور اہل و عیال میں معافی اور اچھے انجام کا سوال کرتے ہیں۔ اے اللہ! ہمیں بخش دیجئے اور ہمارے گھروں میں وسعت اور رزق میں برکت عطا فرمادیجئے۔ **وَ الْاٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ**

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا سب سے زیادہ مستحق

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قلت یا رسول اللہ من اسعد الناس بشفا عتک یوم القیمۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقد ظننت یا اباہریرۃ ان لا یسئلنی عن هذا الحدیث احد اول منک لما رأیت من حرصک علی الحدیث اسعد الناس بشفاعتی یوم القیمۃ من قال لا الہ الا اللہ خالصا من قلبہ او بنفسہ. (رواہ البخاری)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ نے ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ آپ کی شفاعت کا سب سے زیادہ نفع اٹھانے والا قیامت کے دن کون شخص ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے احادیث پر تمہاری حرص دیکھ کر یہی گمان تھا کہ اس بات کو تم سے پہلے کوئی دوسرا شخص نہ پوچھے گا (پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کا جواب ارشاد فرمایا) کہ سب سے زیادہ سعادت مند اور نفع اٹھانے والا میری شفاعت کے ساتھ وہ شخص ہوگا جو دل کے خلوص کے ساتھ لا الہ الا اللہ کہے۔

خلاصی کی ہوگی کہ حشر میں ساری مخلوق طرح طرح کے مصائب میں مبتلا پریشان حال یہ کہتی ہوئی ہوگی کہ ہم کو جہنم ہی میں ڈال دیا جائے مگر ان مصائب سے تو خلاصی ہو۔ اس وقت جلیل القدر انبیاء کی خدمت میں یکے بعد دیگرے حاضری ہوگی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی اللہ کے یہاں سفارش فرمائیں مگر کسی کو جرأت نہ ہوگی کہ سفارش فرمائیں بالآخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے۔ یہ شفاعت تمام عالم تمام مخلوق جن والنس، مسلم کافر سب کے حق میں ہوگی اور سب ہی اس سے مستفیع ہوں گے احادیث قیامت میں اس کا مفصل قصہ مذکور ہے۔ دوسری شفاعت بعض کفار کے حق میں تخفیف عذاب کی ہوگی۔ جیسا ابو طالب کے بارہ میں صحیح حدیث میں وارد ہوا ہے۔ تیسری شفاعت بعض مؤمنوں کو جہنم سے نکالنے کے بارہ میں ہوگی جو اس میں داخل ہو چکے ہیں۔ چوتھی شفاعت بعض مؤمن جو اپنی بد اعمالیوں کی وجہ سے جہنم میں داخل ہونے کے مستحق ہو چکے ہیں ان کی جہنم سے معافی اور جہنم میں نہ داخل ہونے کے بارے میں ہوگی۔ پانچویں شفاعت بعض مومنین کے بغیر حساب کتاب جنت میں داخل ہونے میں ہوگی۔ اور چھٹی شفاعت مومنین کے درجات بلند ہونے میں ہوگی۔

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

تشریح: سعادت کہتے ہیں کہ آدمی کو خیر کی طرف پہنچانے کے لئے توفیق الہی کے شامل حال ہونے کو اب اخلاص سے کلمہ طیبہ پڑھنے والے کا سب سے زیادہ مستحق شفاعت ہونیکے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس حدیث سے وہ شخص مراد ہے جو اخلاص سے مسلمان ہو اور کوئی نیک عمل بجز کلمہ طیبہ پڑھنے کے اس کے پاس نہ ہو اس صورت میں ظاہر ہے کہ سب سے زیادہ سعادت اس کو شفاعت ہی سے حاصل ہو سکتی ہے کہ اپنے پاس تو کوئی عمل نہیں ہے۔ اس مطلب کے موافق یہ حدیث ان احادیث کے قریب قریب ہوگی جن میں ارشاد ہے کہ میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ والوں کے لئے ہے کہ وہ اپنے اعمال کی وجہ سے جہنم میں ڈالے جائیں گے لیکن کلمہ طیبہ کی برکت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ان کو نصیب ہوگی۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ اس کے مصداق وہ لوگ ہیں جو اخلاص سے اس کلمہ کا ورد رکھیں اور نیک اعمال ہوں۔ ان کے سب سے زیادہ سعادت مند ہونے کا مطلب یہ ہے کہ زیادہ نفع حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے ان کو پہنچے گا کہ ترقی درجات کا سبب بنے گی۔ علامہ عینیؒ نے لکھا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت قیامت کے دن چھ طریقہ سے ہوگی۔ اول میدان حشر کی قید سے

کلمہ اخلاص کی برکت اور علامت

عن زید بن ارقم رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قال لا الہ الا اللہ مخلصا دخل الجنة قیل وما اخلاصها قال ان تحجزہ عن محارم اللہ (رواہ الطبرانی فی الاوسط والکبیر) **ترجمہ:** حضرت زید بن ارقم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں جو شخص اخلاص کے ساتھ لا الہ الا اللہ کہے وہ جنت میں داخل ہوگا کسی نے پوچھا کہ کلمہ کے اخلاص (کی علامت) کیا ہے آپ نے فرمایا کہ حرام کاموں سے اس کو روک دے۔

گناہوں کی کثرت سے اور تنہائیوں میں حرام کاموں میں مبتلا ہونے سے پیدا ہوتی ہے۔ بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کے پاس دوسروں کا مال ہوتا ہے اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ دوسروں کا ہے مگر دل کو سمجھاتے ہیں کہ میں کسی وقت اس کو واپس کر دوں گا اور صاحب حق سے معاف کرالوں گا مگر اس کی نوبت نہیں آتی اور موت اس سے قبل آ جاتی ہے۔ بہت سے لوگ ہیں کہ بیوی کو طلاق ہو جاتی ہے اور وہ اس کو سمجھتے ہیں مگر پھر بھی اس سے ہم بستری کرتے ہیں اور اسی حالت میں موت آ جاتی ہے کہ توبہ کی بھی توفیق نہیں ہوتی ہے۔ ایسے ہی حالات میں آخر میں ایمان سلب ہو جاتا ہے اللھم احفظنا منہ۔

ایک نوجوان کا واقعہ

حدیث کی کتابوں میں ایک قصہ لکھا ہے کہ حضور کے زمانہ میں ایک نوجوان کا انتقال ہونے لگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ اس سے کلمہ نہیں پڑھا جاتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور اس سے دریافت فرمایا کیا بات ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ایک قفل سادل پر لگا ہوا ہے تحقیق حالات سے معلوم ہوا کہ اس کی ماں اس سے ناراض ہے اور اس نے ماں کو ستایا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ماں کو بلایا اور

تشریح: اور یہ ظاہر ہے کہ جب حرام کاموں سے رُک جائے گا اور لا الہ الا اللہ کا قائل ہوگا تو اسکے سیدھا جنت میں جانے میں کیا تردد ہے لیکن اگر حرام کاموں سے نہ بھی رُکے تب بھی اس کلمہ پاک کی یہ برکت تو بلا تردد ہے کہ اپنی بد اعمالیوں کی سزا بھگتنے کے بعد کسی نہ کسی وقت جنت میں ضرور داخل ہوگا البتہ اگر خدا نخواستہ بد اعمالیوں کی بدولت اسلام و ایمان ہی سے محروم ہو جائے تو دوسری بات ہے۔

حضرت فقیہ ابواللیث سمرقندیؒ ”تنبیہ الغافلین“ میں لکھتے ہیں ہر شخص کے لئے ضروری ہے کہ کثرت سے لا الہ الا اللہ پڑھتا رہا کرے اور حق تعالیٰ شانہ سے ایمان کے باقی رہنے کی دعا بھی کرتا رہے اور اپنے کو گناہوں سے بچاتا رہے اس لئے کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ گناہوں کی نحوست سے آخر میں ان کا ایمان سلب ہو جاتا ہے۔ اور دنیا سے کفر کی حالت میں جاتے ہیں اس سے بڑھ کر اور کیا مصیبت ہوگی کہ ایک شخص کا نام ساری عمر مسلمانوں کی فہرست میں رہا ہو مگر قیامت میں وہ کافروں کی فہرست میں ہو یہ حقیقی حسرت اور کمال حسرت ہے۔ اس شخص پر افسوس نہیں ہوتا جو گرجا یا بت خانہ میں ہمیشہ رہا ہو اور وہ کافروں کی فہرست میں آخر میں شمار کیا جائے۔ افسوس ہے اس پر جو مسجد میں رہا ہو اور کافروں میں شمار ہو جائے اور یہ بات

لا الہ الا اللہ کو خلط ملط کرنا

صاحب احیاء نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضورؐ نے خطبہ پڑھا۔ جس میں ارشاد فرمایا کہ جو شخص لا الہ الا اللہ کو اس طرح سے کہے کہ خلط ملط نہ ہو تو اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ حضورؐ اسکو واضح فرمادیں خلط ملط کا کیا مطلب ہے۔ ارشاد فرمایا کہ دنیا کی محبت اور اسکی طلب میں لگ جانا۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ انبیاء کی سی باتیں کرتے ہیں اور متکبر اور جابر لوگوں کے سے عمل کرتے ہیں اگر کوئی اس کلمہ کو اس طرح کہے کہ یہ کام نہ کرتا ہو تو جنت اس کے لئے واجب ہے۔

دریافت فرمایا کہ اگر کوئی شخص بہت سی آگ جلا کر اس تمہارے لڑکے کو اسمیں ڈالنے لگے تو تم سفارش کرو گی اس نے عرض کیا ہاں حضورؐ کروں گی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا ہے۔ تو اس کا قصور معاف کر دے۔ انہوں نے سب معاف کر دیا۔ پھر اس سے کلمہ پڑھنے کو کہا گیا تو فوراً پڑھ لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے انہوں نے آگ سے نجات پائی اس قسم کے سینکڑوں واقعات پیش آتے ہیں کہ ہم لوگ ایسے گناہوں میں مبتلا رہتے ہیں جن کی نحوست دین اور دنیا دونوں میں نقصان پہنچاتی ہے۔

دعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں اپنے ذکر کی توفیق عطا فرمائیے۔

اے اللہ! ہمیں اپنے حقیقی ذکر یعنی ہمہ وقت آپ کے احکامات کو پیش نظر رکھتے ہوئے زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔

اے اللہ! ہمیں اپنی محبت نصیب فرمائیے اور مسنون اذکار و وظائف کو صبح و شام پڑھنے کی توفیق عطا فرمائیے۔

اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم سب سے زیادہ آپ کا ذکر کرنے والے سب سے زیادہ آپ کو فرمانبرداری کرنے والے اور سب سے زیادہ آپ سے محبت کرنے والے بن جائیں۔

اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم اپنے سارے دل کیساتھ آپ سے محبت کریں اور آپ کو راضی کرنے میں اپنی ساری کوششیں صرف کر دیں۔

اے اللہ! ہم آپ سے دین و دنیا اور اہل و عیال میں معافی اور اچھے انجام کا سوال کرتے ہیں۔

اے اللہ! ہمیں بخش دیجئے اور ہمارے گھروں میں وسعت اور رزق میں برکت عطا فرمادیجئے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

کلمہ اخلاص کی برکت اور علامت

عن زید بن ارقم رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قال لا الہ الا اللہ مخلصا دخل الجنة قیل وما اخلاصها قال ان تحجزہ عن محارم اللہ (رواہ الطبرانی فی الارسط والکبیر)
ترجمہ: حضرت زید بن ارقم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں جو شخص اخلاص کے ساتھ لا الہ الا اللہ کہے وہ جنت میں داخل ہوگا کسی نے پوچھا کہ کلمہ کے اخلاص (کی علامت) کیا ہے آپ نے فرمایا کہ حرام کاموں سے اس کو روک دے۔

تصدیق کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم لوگ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا۔ کوئی اجنبی (غیر مسلم) تو مجمع میں نہیں۔ ہم نے عرض کیا کوئی نہیں ارشاد فرمایا کواڑ بند کر دو۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا ہاتھ اٹھاؤ اور کہو لا الہ الا اللہ ہم نے تھوڑی دیر ہاتھ اٹھائے رکھے (اور کلمہ طیبہ پڑھا) پھر فرمایا الحمد للہ اللہ تو نے مجھے یہ کلمہ دے کر بھیجا ہے اور اس کلمہ پر جنت کا وعدہ کیا ہے اور تو وعدہ خلاف نہیں ہے اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ خوش ہو جاؤ اللہ نے تمہاری مغفرت فرمادی۔

غالباً اجنبی کو اس لئے دریافت فرمایا تھا اور اسی لئے کواڑ بند کرائے تھے کہ ان لوگوں کے کلمہ طیبہ پڑھنے پر تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو مغفرت کی بشارت کی امید ہوگی اور وہ اس کے متعلق یہ امید نہ ہو۔ صوفیہ نے اس حدیث سے مشائخ کا اپنے مرید بن کی جماعت کو ذکر تلقین کرنے پر استدلال کیا ہے۔ چنانچہ جامع الاصول میں لکھا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ کو جماعۃ اور منفرداً ذکر تلقین کرنا ثابت ہے۔ جماعت کو تلقین کرنے میں اس حدیث کو پیش کیا ہے۔ اس صورت میں کواڑوں کا بند کرنا مستفیدین کی توجہ کے تام کرنے کی غرض سے ہو اور اسی وجہ سے اجنبی کو دریافت فرمایا کہ غیر کا مجمع میں ہونا حضور پر تشبہ کا

کلمہ لا الہ الا اللہ سیدھا عرش تک پہنچتا ہے

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کوئی بندہ ایسا نہیں کہ لا الہ الا اللہ کہے اور اس کے لئے آسمانوں کے دروازے نہ کھل جائیں جہاں تک کہ یہ کلمہ سیدھا عرش تک پہنچتا ہے بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے۔

کتنی بڑی فضیلت ہے اور قبولیت کی انتہا ہے کہ یہ کلمہ براہ راست عرش معلیٰ تک پہنچتا ہے اور یہ ابھی معلوم ہو چکا ہے کہ اگر کبیرہ گناہوں کے ساتھ بھی کہا جائے تو نفع سے اس وقت بھی خالی نہیں۔

ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ کبار سے نیچے کی شرط قبول کی جلدی اور آسمان کے سب دروازے کھلنے کے اعتبار سے ہے ورنہ ثواب اور قبول سے کبار کیساتھ بھی خالی نہیں۔ بعض علماء نے اس حدیث کا یہ مطلب بیان فرمایا ہے کہ ایسے شخص کے واسطے مرنے کے بعد اس کی روح کے اعزاز میں آسمان کے سب دروازے کھل جائیں گے۔ ایک حدیث میں آیا ہے دو کلمے ایسے ہیں کہ ان میں سے ایک کے لئے عرش سے نیچے کوئی منتہا نہیں۔ دوسرا آسمان اور زمین کو (اپنے نور یا اپنے اجر سے) بھر دے۔ ایک لا الہ الا اللہ دوسرا اللہ اکبر۔

کلمہ لا الہ الا اللہ پر جنت و مغفرت کی بشارت

حضرت شہداء فرماتے ہیں اور حضرت عبادۃ اس واقعہ کی

سبب اگرچہ نہ ہو لیکن مستفیدین کے تشبہ کا احتمال تو تھا ہی

ایمان کی تجدید

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اپنے ایمان کی تجدید کرتے رہا کرو یعنی تازہ کرتے رہا کرو۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ایمان کی تجدید کس طرح کریں؟ ارشاد فرمایا کہ لا الہ الا اللہ کو کثرت سے پڑھتے رہا کرو۔

ایمان کے پرانا ہونے کا مطلب

ایک روایت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادہ وارد ہوا ہے کہ ایمان پرانا ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ کپڑا پرانا ہو جاتا ہے اسلئے اللہ جل شانہ سے ایمان کی تجدید مانگتے رہا کرو۔ پرانے ہو جانے کا مطلب یہ ہے کہ معاصی سے قوت ایمانیہ اور نور ایمان جاتا رہتا ہے چنانچہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے تو ایک سیاہ نشان (دھبہ) اس کے دل میں ہو جاتا ہے اگر وہ سچی توبہ کر لیتا ہے تو وہ نشان دھل جاتا ہے ورنہ جمار ہوتا ہے اور پھر جب دوسرا گناہ کرتا ہے تو دوسرا نشان ہو جاتا ہے اسی طرح سے آخر دل بالکل کالا ہو جاتا ہے اور رنگ آلود ہو جاتا ہے

جس کو حق تعالیٰ شانہ نے سورہ تطفیف میں ارشاد فرمایا ہے
كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ
اس کے بعد اس کے دل کی حالت ایسی ہو جاتی ہے کہ حق بات اس میں اثر اور سرایت ہی نہیں کرتی۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ چار چیزیں آدمی کے دل کو برباد کر دیتی ہیں۔ ۱۔ احمقوں سے مقابلہ ۲۔ گناہوں کی کثرت ۳۔ عورتوں کے ساتھ کثرت اختلاط اور ۴۔ مردہ لوگوں کے پاس کثرت سے بیٹھنا۔ کسی نے پوچھا مردوں سے کیا مراد ہے فرمایا ہر وہ مال دار جس کے اندر مال نے اکثر پیدا کر دی ہو۔

موت سے پہلے لا الہ الا اللہ کا کثرت سے اقرار کر لو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کثرت سے کرتے رہا کرو۔ قبل اس کے کہ ایسا وقت آئے کہ تم اس کلمہ کو نہ کہہ سکو۔

یعنی موت حائل ہو جائے کہ اس کے بعد کسی عمل کا بھی وقت نہیں رہتا۔ زندگی کا زمانہ بہت ہی تھوڑا سا ہے اور یہی عمل کرنے کا اور تخم بولینے کا وقت ہے اور مرنے کے بعد کا زمانہ بہت ہی وسیع ہے اور وہاں وہی مل سکتا ہے جو یہاں بود یا گیا۔

دعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں اپنے ذکر کی توفیق عطا فرمائیے۔

اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم اپنے سارے دل کیساتھ آپ سے محبت کریں اور آپ کو راضی کرنے میں اپنی ساری کوششیں صرف کر دیں۔

اے اللہ! ہم آپ سے دین و دنیا اور اہل و عیال میں معافی اور اچھے انجام کا سوال کرتے ہیں۔

اے اللہ! ہمیں بخش دیجئے اور ہمارے گھروں میں وسعت اور رزق میں برکت عطا فرمادیجئے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

جودل سے لا الہ الا اللہ پڑھے اس پر جہنم حرام ہو جاتی ہے

عن عمرو رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول انی لا علم کلمۃ لا یقولہا عبد حقاً من قلبہ فی موت علی ذلک الا حرم علی النار لا الہ الا اللہ. (رواہ الحاکم)
ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ کوئی بندہ ایسا نہیں ہے کہ دل سے حق سمجھ کر اس کو پڑھے اور اسی حال میں مرجائے مگر وہ جہنم پر حرام ہو جائے وہ کلمہ لا الہ الا اللہ ہے۔

نہ ہوگا لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس دوا کا وہ اثر نہیں رہا بلکہ اس عارض کی وجہ سے اس شخص پر اثر نہ ہو سکا۔

جنت کی چابی

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کرنا جنت کی کنجیاں ہیں۔

فائدہ: کنجیاں اس لحاظ سے فرمایا کہ ہر دروازہ کی اور ہر جنت کی کنجی یہ ہی کلمہ ہے اسلئے ساری کنجیاں یہی کلمہ ہوا یا اس لحاظ سے کہ یہ کلمہ بھی دو جزو لئے ہوئے ہے ایک لا الہ الا اللہ کا اقرار دوسرے محمد رسول اللہ کا اقرار اس لئے دو ہو گئے کہ دونوں کے مجموعہ سے کھل سکتا ہے اور بھی ان روایات میں جہاں جہاں جنت کے دخول یا جہنم کے حرام ہونے کا ذکر ہے اُس سے مراد پورا ہی کلمہ ہے۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ جنت کی قیمت لا الہ الا اللہ ہے۔

برائیوں کو نیکیوں میں بدلنے والا کلمہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو بھی بندہ کسی وقت بھی دن میں یا رات میں لا الہ الا اللہ کہتا ہے تو اعمال نامہ میں سے برائیاں مٹ جاتی ہیں اور ان کی جگہ نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔
فائدہ: ہر معنی کے اعتبار سے گناہوں کا اس حدیث میں اعمال نامہ سے مٹانا تو معلوم ہوتا ہی ہے البتہ اخلاص ہونا ضروری ہے اور کثرت سے اللہ کا پاک نام لینا اور کلمہ طیبہ کا کثرت سے پڑھنا خود بھی اخلاص پیدا کر نیوالا ہے اسی لئے اس پاک کلمہ کا نام اخلاص ہے۔

تشریح: بہت سی روایات میں یہ مضمون وارد ہوا ہے ان سب سے اگر یہ مراد ہے کہ وہ مسلمان ہی اس وقت ہوا ہے تب تو کوئی اشکال ہی نہیں کہ اسلام لانے کے بعد کفر کے گناہ بالا تفاق معاف ہیں اور اگر یہ مراد ہے کہ پہلے سے مسلمان تھا اور اخلاص کے ساتھ اس کلمہ کو کہہ کر مر رہا ہے تب بھی کیا بعید ہے کہ حق تعالیٰ شانہ اپنے لطف سے سارے ہی گناہ معاف فرمادیں۔ حق تعالیٰ شانہ کا تو خود ہی ارشاد ہے کہ شرک کے علاوہ سارے ہی گناہ جس کے چاہیں گے معاف فرمادیں گے۔ ملا علی قاریؒ نے بعض علماء سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ یہ اور اس قسم کی احادیث اس کے اعتبار سے ہیں جب تک دوسرے احکام نازل نہیں ہوئے تھے۔ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اس سے مراد اس کلمہ کو اس کے حق کی ادائیگی کے ساتھ کہنا۔ حضرت بصری وغیرہ حضرات کی بھی یہی رائے ہے۔ امام بخاری کی تحقیق یہ ہے کہ ندامت کے ساتھ اس کلمہ کو کہا ہو کہ یہی حقیقت توبہ کی ہے اور پھر اسی حال پر انتقال ہوا ہو۔ ملا علی قاریؒ کی تحقیق یہ ہے کہ اس سے ہمیشہ جہنم میں رہنے کی حرمت مراد ہے۔ ان سب کے علاوہ ایک کھلی ہوئی بات اور بھی ہے وہ یہ کہ کسی چیز کا کوئی خاص اثر ہونا اس کے منافی نہیں کہ کسی عارض کی وجہ سے وہ اثر نہ کر سکے۔ سقمونیا کا اثر اسہال ہے لیکن اگر اس کے بعد کوئی سخت قابض چیز کھالی جائے تو یقیناً سقمونیا کا اثر

کلمہ طیبہ پڑھنے والے کی مغفرت

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ عرش کے سامنے نور کا ستون ہے جب کوئی شخص لا الہ الا اللہ کہتا ہے تو وہ ستون ہلنے لگتا ہے۔ اللہ کا ارشاد ہوتا ہے کہ ٹھیر جا۔ وہ عرض کرتا ہے۔ کیسے ٹھہروں حالانکہ کلمہ طیبہ پڑھنے والے کی ابھی تک مغفرت نہیں ہوئی ارشاد ہوتا ہے کہ اچھا میں نے اس کی مغفرت کر دی تو وہ ستون ٹھہر جاتا ہے۔

فائدہ: محدثین حضرات کو اس روایت میں کلام ہے لیکن علامہ سیوطی نے لکھا ہے کہ یہ روایت کئی طریقوں سے مختلف الفاظ سے نقل کی گئی ہے بعض روایتوں میں اس کے ساتھ اللہ جل شانہ کا یہ بھی ارشاد وارد ہوا ہے کہ میں نے کلمہ طیبہ اس شخص کی زبان پر اسی لئے جاری کر دیا تھا کہ اس کی مغفرت کروں۔ کس قدر لطف و کرم ہے اللہ کا کہ خود ہی توفیق عطا فرماتے ہیں اور پھر خود ہی اس لطف کی تکمیل میں مغفرت فرماتے ہیں۔

ایک باندی کا واقعہ: حضرت عطاء کا قصہ مشہور

ہے کہ وہ ایک مرتبہ بازار تشریف لے گئے۔ وہاں ایک دیوانی باندی فروخت ہو رہی تھی انہوں نے خرید لی۔ جب رات کا کچھ حصہ گزرا تو وہ دیوانی اٹھی اور وضو کر کے نماز شروع کر دی اور نماز میں اس کی حالت یہ تھی کہ آنسوؤں سے دم گھٹا جا رہا تھا۔ اس کے بعد اس نے کہا اے میرے معبود آپ کو مجھ سے محبت رکھنے کی قسم مجھ پر رحم فرما دیجئے۔ عطاء نے یہ سن کر فرمایا کہ لونڈی یوں

کہہ اے اللہ مجھے آپ سے محبت رکھنے کی قسم۔ یہ سُن کر اس کو غصہ آیا اور کہنے لگی اُس کے حق کی قسم اگر اس کو مجھ سے محبت نہ ہوتی تو تمہیں یوں میٹھی نیند نہ سلاتا اور مجھے یوں کھڑا نہ کرتا۔ اس کے بعد اس نے یہ اشعار پڑھے۔

الکرب مجتمع والقلب محترق
والصبر مفترق والدمع مستبق
کیف القرار علی من لا قرار له
مما جناہ الهوی والشوق والفلق
یا رب ان کان شیء فیہ لی فرج
فامنن علی بہ مادام بی رمق

ترجمہ: بے چینی جمع ہو رہی ہے اور دل جل رہا ہے اور صبر جدا ہو گیا اور آنسو بہ رہے ہیں۔ اس کو کس طرح قرار آ سکتا ہے جس کو عشق و شوق اور بے چینی کے حملوں کی وجہ سے ذرا بھی سکون نہیں۔ اے اللہ اگر کوئی چیز ایسی ہو سکتی ہے جس میں غم سے نجات ہو تو زندگی میں اُس کو عطا فرما کر مجھ پر احسان فرما۔ اس کے بعد اس نے کہا۔ اے اللہ میرا اور آپ کا معاملہ اب راز میں نہیں رہا مجھے اٹھا لیجئے یہ کہہ کر ایک چیخ ماری اور مر گئی۔ اس قسم کے اور بھی بہت سے واقعات ہیں اور کھلی ہوئی بات ہے کہ توفیق جب تک شامل حال نہ ہو کیا ہو سکتا ہے۔ وَمَا تَسْأَلُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ (اور تم بدون خدائے رب العالمین کے چاہے۔ کچھ نہیں چاہ سکتے ہو)۔

دعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں اپنے حقیقی ذکر یعنی ہمہ وقت آپ کے احکامات کو پیش نظر رکھتے ہوئے زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔

اے اللہ! ہمیں اپنی محبت نصیب فرمائیے اور مسنون اذکار و وظائف کو صبح و شام پڑھنے کی توفیق عطا فرمائیے۔

اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم سب سے زیادہ آپ کا ذکر کرنے والے سب سے زیادہ آپ کو فرمانبرداری کرنے والے اور

سب سے زیادہ آپ سے محبت کرنے والے بن جائیں۔ وَ اخِرْ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

قبر و حشر کے عذاب سے نجات

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس علی اہل لا الہ الا اللہ وحشة فی قبورہم ولا منشہم وکانی انظر الی اہل لا الہ الا اللہ وہم ینفضون التراب عن رؤسہم ویقولون الحمد للہ الذی اذهب عنا الحزن وفی رواية لیس علی اہل لا الہ الا اللہ وحشة عندا لموت ولا عند القبر۔ (رواہ الطبرانی)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لا الہ الا اللہ والوں پر نہ قبروں میں وحشت ہے نہ میدان حشر میں اس وقت گویا وہ منظر میرے سامنے ہے کہ جب وہ اپنے سروں سے مٹی جھاڑتے ہوئے (قبروں سے) اٹھیں گے اور کہیں گے تمام تعریف میں اللہ کے لئے ہے جس نے ہم سے (ہمیشہ کے لئے) رنج و غم دور کر دیا۔ دوسری حدیث میں ہے کہ لا الہ الا اللہ والوں پر نہ موت کی وقت وحشت ہوگی نہ قبر کے وقت۔

لا الہ الا اللہ والوں سے اللہ تعالیٰ کا معاملہ

تشریح: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہایت غمگین تھے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اللہ جل جلالہ نے آپ کو سلام فرمایا ہے اور ارشاد فرمایا کہ آپ کو رنجیدہ اور غمگین دیکھ رہا ہوں یہ کیا بات ہے (حالانکہ حق تعالیٰ شانہ دلوں کے بھید جاننے والے ہیں لیکن اکرام و اعزاز اور اظہار شرافت کی واسطے اس قسم کے سوال کرائے جاتے تھے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جبریل مجھے اپنے اُمت کا فکر بہت بڑھ رہا ہے کہ قیامت میں ان کا کیا حال ہوگا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے دریافت کیا کہ کفار کے بارے میں یا مسلمانوں کے بارے میں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلمانوں کے بارے میں فکر ہے۔ حضرت جبریل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ لیا اور ایک مقبرہ پر تشریف لے گئے جہاں قبیلہ بنو سلمہ کے لوگ دفن تھے۔ حضرت جبریل نے ایک قبر پر ایک پر مارا اور ارشاد فرمایا

کہ قم باذن اللہ (اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جا) اُس قبر سے ایک نہایت حسین خوبصورت چہرہ والا اٹھا وہ کہہ رہا تھا۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ حضرت جبریلؑ نے ارشاد فرمایا کہ اپنی جگہ لوٹ جاوہ چلا گیا۔ پھر دوسری قبر پر دوسرا پر مارا اور ارشاد فرمایا کہ اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جا۔ اس میں سے ایک شخص نہایت بد صورت کا لامنہ کیری آنکھوں والا کھڑا ہوا۔ وہ کہہ رہا تھا ہائے افسوس ہائے شرمندگی ہائے مصیبت۔ پھر حضرت جبریلؑ نے فرمایا اپنی جگہ لوٹ جا۔ اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ جس حالت پر یہ لوگ مرتے ہیں۔ اُسی حالت پر اُنھیں گے۔ حدیث بالا میں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ والوں سے بظاہر لوگ مراد ہیں جن کو اس کلمہ پاک کیساتھ خصوصی لگاؤ خصوصی مناسبت خصوصی اشتغال ہو اس لئے کہ دودھ والا جو توں والا موتی والا برف والا وہی شخص کہلاتا ہے جس کے ہاں ان چیزوں کی خصوصی بکری اور خصوصی ذخیرہ موجود ہو۔ اس لئے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ والوں کے ساتھ اس معاملہ میں کوئی اشکال نہیں۔ قرآن

پاک میں سورہ فاطر میں اس اُمت کے تین طبقے بیان فرمائے ہیں۔ ایک طبقہ سابق بالخیرات کا بیان فرمایا جن کے متعلق حدیث میں آیا ہے کہ وہ بے حساب جنت میں داخل ہونگے۔

اعمال کے ترازو میں کلمہ شہادت کا وزن

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ شانہ قیامت کے دن میری اُمت میں سے ایک شخص کو منتخب فرما کر تمام دنیا کے سامنے بلائیں گے اور اس کے سامنے ننانوے دفتر اعمال کے کھولیں گے ہر دفتر اتنا بڑا ہوگا کہ منہائے نظر تک (یعنی جہاں تک نگاہ جاسکے وہاں تک) پھیلا ہوا ہوگا۔ اسکے بعد اس سے سوال کیا جائیگا کہ ان اعمال ناموں میں سے تو کسی چیز کا انکار کرتا ہے۔ کیا میرے ان فرشتوں نے جو اعمال لکھنے پر متعین تھے تجھ پر کچھ ظلم کیا ہے (کہ کوئی گناہ بغیر کئے ہوئے لکھ لیا ہو یا کرنے سے زیادہ لکھ لیا ہو) وہ عرض کرے گا نہیں (نہ انکار کی گنجائش ہے نہ فرشتوں نے ظلم کیا) پھر ارشاد ہوگا کہ تیرے پاس ان بد اعمالیوں کا کوئی عذر ہے وہ عرض کرے گا کوئی عذر بھی نہیں۔ ارشاد ہوگا اچھا تیری ایک نیکی ہمارے پاس ہے آج تجھ پر کوئی ظلم نہیں ہے پھر ایک کاغذ کا پرزہ نکالا جائیگا جس میں اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ لکھا ہوا ہوگا ارشاد ہوگا کہ جا اسکو تلو الے وہ عرض کریگا کہ اتنے دفاتروں کے مقابلہ میں یہ پرزہ کیا کام دیگا ارشاد ہوگا کہ آج تجھ پر ظلم نہیں ہوگا پھر ان سب دفاتروں کو ایک پلڑے میں رکھ دیا جاویگا اور دوسری جانب وہ پرزہ ہوگا تو دفاتروں والا پلڑا اُڑنے لگے گا اُس پرزہ کے وزن کے مقابلہ میں۔ پس بات یہ ہے کہ اللہ کے نام سے کوئی چیز وزنی نہیں۔

کسی مسلمان کو حقیر نہ سمجھو لیکن نبی عن المنکر بھی نہ چھوڑو

حدیث شریف میں ایک قصہ آتا ہے کہ بنی اسرائیل میں دو

آدمی تھے ایک عابد تھا اور دوسرا گنہگار۔ وہ عابد اس گنہگار کو ہمیشہ ٹوکا کرتا تھا وہ کہہ دیتا کہ مجھے میرے خدا پر چھوڑ۔ ایک دن اس عابد نے غصہ میں آکر کہہ دیا کہ خدا کی قسم تیری مغفرت کبھی نہیں ہوگی۔ حق تعالیٰ شانہ نے عالم ارواح میں دونوں کو جمع فرمایا اور گنہگار کو اس لئے کہ وہ رحمت کا اُمیدوار تھا معاف فرمایا اور عابد کو اس قسم کھانے کی پاداش میں عذاب کا حکم فرمادیا اور اس میں کیا شک ہے کہ یہ قسم نہایت سخت تھی۔ خود حق تعالیٰ شانہ تو ارشاد فرمائیں اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ (حق تعالیٰ شانہ کفر و شرک کی مغفرت نہیں فرماویں گے اس کے علاوہ ہر گناہ کی جس کے لئے چاہیں گے مغفرت فرماویں گے) تو کسی کو کیا حق ہے یہ کہنے کا کہ فلاں کی مغفرت نہیں ہو سکتی لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ معاصی پر گناہوں پر ناجائز باتوں پر گرفت نہ کی جائے تو کاناہ جائے۔ قرآن و حدیث میں سینکڑوں جگہ اس کا حکم ہے نہ ٹوکنے پر وعید ہے۔ احادیث میں بکثرت آیا ہے کہ جو لوگ کسی کو گناہ کرتے دیکھیں اور اس کو روکنے پر قادر ہوں اور نہ روکیں تو وہ خود اس کی سزا میں مبتلا ہوں گے عذاب میں شریک ہوں گے یہاں ایک ضروری چیز یہ بھی قابل لحاظ ہے کہ جہاں دینداروں کا گنہگاروں کو قطعی جہنمی سمجھ لینا مہلک ہے وہاں جہلا کا ہر شخص کو مقتدا اور بڑا بنا لینا خواہ کتنے ہی کفریات بکے سم قاتل اور نہایت مہلک ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص کسی بدعتی کی تعظیم کرتا ہے وہ اسلام کے منہدم کرنے پر اعانت کرتا ہے۔ بہت سی احادیث میں آیا ہے کہ آخر زمانہ میں دجال مکار کذاب پیدا ہوں گے جو ایسی احادیث تم کو سناویں گے جو تم نے نہ سنی ہوں گی۔ ایسا نہ ہو کہ وہ تم کو گمراہ کریں اور فتنہ میں ڈال دیں۔

وَاجِرُدْعُوْنَا اِنَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

کلمہ طیبہ کے اقرار کرنے کی فضیلت

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لوجئی بالسموات والارض ومن فیہن وما بینہن وما تحتہن فوضعن فی کفۃ المیزان ووضعت شہادۃ ان لا الہ الا اللہ فی الکفۃ الاخری لرجحت بہن. (اخرجه الطبرانی)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اس پاک ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تمام آسمان وزمین اور جو لوگ ان کے درمیان میں ہیں وہ سب اور جو چیزیں ان کے درمیان میں ہیں وہ سب کچھ اور جو کچھ ان کے نیچے ہے وہ سب کا سب ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور لا الہ الا اللہ کا اقرار دوسری جانب ہو تو وہی تول میں بڑھ جائیگا۔

کلمہ کے ساتھ میں مبعوث ہوا ہوں اور اس کی طرف لوگوں کو بلاتا ہوں اسی بارہ میں آیت قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَہَادَۃً نازل ہوئی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اسی کلمہ کے ساتھ میں مبعوث ہوا ہوں یعنی نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں اور اسی کلمہ کی طرف لوگوں کو بلاتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مطلب یہ نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس میں خصوصیت ہے بلکہ سارے ہی نبی اسی کلمہ کیساتھ نبی بنا کر بھیجے گئے اور سب ہی انبیاء نے اسی کلمہ کی طرف دعوت دی ہے۔ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر ختم الانبیاء فخر رسل صلی اللہ علیہ وسلم تک کوئی بھی نبی ایسا نہیں ہے جو اس مبارک کلمہ کی دعوت نہ دیتا ہو۔ کسی قدر بابرکت اور مہتمم بالشان کلمہ ہے کہ سارے انبیاء اور سارے سچے مذہب اسی پاک کلمہ کی طرف بلانے والے اور اسی کے شائع کرنے والے رہے۔ آخر کوئی بات تو ہے کہ اس سے کوئی بھی سچا مذہب خالی نہیں اسی کلمہ کی تصدیق میں قرآن پاک کی آیت قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَہَادَۃً (سورہ انعام ۲۷) نازل ہوئی جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق میں حق تعالیٰ شانہ کی گواہی کا ذکر ہے۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ جب بندہ لا الہ الا اللہ کہتا ہے تو حق تعالیٰ شانہ اس کی تصدیق فرماتے ہیں اور ارشاد فرماتے

تشریح: اس قسم کا مضمون بہت سی مختلف روایتوں میں ذکر کیا گیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اللہ کے پاک نام کی برابر کوئی بھی چیز نہیں۔ بد قسمتی اور محرومی ہے ان لوگوں کی جو اس کو ہلکا سمجھتے ہیں۔ البتہ اس میں وزن اخلاص سے پیدا ہوتا ہے جس قدر اخلاص ہوگا اتنا ہی وزنی یہ پاک نام ہو سکتا ہے اسی اخلاص کے پیدا کرنے کے واسطے مشائخ صوفیہ کی جوتیاں سیدھی کرنا پڑتی ہیں۔ ایک حدیث میں اس ارشاد نبوی سے پہلے ایک اور مضمون مذکور ہے وہ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ میت کو لا الہ الا اللہ تلقین کیا کرو جو شخص مرتے وقت اس پاک کلمہ کو کہتا ہے اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر کوئی تندرستی ہی میں کہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر تو اور بھی زیادہ جنت کو واجب کرنے والا ہے۔ اس کے بعد یہ قسمیہ مضمون بھی ارشاد فرمایا جو اوپر ذکر کیا گیا۔

انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت اسی کلمہ کیلئے ہوئی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک مرتبہ کافر حاضر ہوئے اور پوچھا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں جانتے (نہیں مانتے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لا الہ الا اللہ (نہیں کوئی معبود اللہ کے سوا) اسی

ہیں میرے بندہ نے سچ کہا ہے میرے سوا کوئی معبود نہیں۔

امت محمدیہ کے اعمال بھاری ہونے کا سبب

حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے اعمال (حشر کی ترازو میں اسلئے) سب سے زیادہ بھاری ہیں کہ ان کی زبانیں ایک ایسے کلمے کیساتھ مانوس ہیں جو ان سے پہلی اُمتوں پر بھاری تھا۔ وہ کلمہ لا الہ الا اللہ ہے۔

امت محمدیہ میں کلمہ طیبہ کے ورد کی کثرت

فائدہ: یہ ایک کھلی ہوئی بات ہے کہ امت محمدیہ علی صاحبہا اَلْفُ صَلَوةٍ وَتَحِيَّةٍ کے درمیان کلمہ طیبہ کا جتنا زور اور کثرت ہے کسی اُمت میں بھی اتنی کثرت نہیں ہے۔ مشائخ سلوک کی لاکھوں نہیں کروڑوں کی مقدار ہے اور پھر ہر شیخ کے کم و بیش سینکڑوں مرید اور تقریباً سب ہی کے یہاں کلمہ طیبہ کا ورد ہزاروں کی مقدار میں روزانہ کے معمولات میں داخل ہے۔ جامع الاصول میں لکھا ہے کہ لفظ اللہ کا ذکر ورد کے طور پر کم از کم پانچ ہزار کی مقدار ہے اور زیادہ کے لئے کوئی حد نہیں اور صوفیہ کے لئے کم از کم پچیس ہزار روزانہ اور لا الہ الا اللہ کی مقدار کے متعلق لکھا ہے کہ کم از کم پانچ ہزار روزانہ ہو۔ یہ مقداریں مشائخ سلوک کی تجویز کے موافق کم و بیش ہوتی رہتی ہیں۔ میرا مقصود حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید میں مشائخ کا انداز بیان کرنا ہے کہ ایک ایک شخص کے لئے روزانہ کی مقداریں کم از کم یہ بتائی گئی ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے ”قول جمیل“ میں اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ میں ابتدائے سلوک میں ایک سانس میں لا الہ الا اللہ دو سو مرتبہ کہا کرتا تھا۔

شیخ ابو یزید قرطبی فرماتے ہیں میں نے یہ سنا کہ جو شخص ستر ہزار مرتبہ لا الہ الا اللہ پڑھے اسکو دوزخ کی آگ سے نجات ملے۔ میں نے یہ خبر سنا کہ ایک نصاب یعنی ستر ہزار کی تعداد اپنی بیوی کیلئے بھی پڑھا اور کئی نصاب خود اپنے لئے پڑھ کر ذخیرہ آخرت بنایا۔ ہمارے پاس ایک نوجوان رہتا تھا جس کے متعلق یہ مشہور تھا کہ یہ صاحب کشف ہے۔ جنت دوزخ کا بھی اسکو کشف ہوتا ہے۔ مجھے اسکی صحت میں کچھ تردد تھا۔ ایک مرتبہ وہ نوجوان ہمارے ساتھ کھانے میں شریک تھا کہ دفعۃً اُس نے ایک چیخ ماری اور سانس بھولنے لگا اور کہا کہ میری ماں دوزخ میں جل رہی ہے اس کی حالت مجھے نظر آئی قرطبی کہتے ہیں کہ میں اس کی گھبراہٹ دیکھ رہا تھا۔ مجھے خیال آیا کہ ایک نصاب اس کی ماں کو بخش دوں جس سے اس کی سچائی کا بھی مجھے تجربہ ہو جائیگا۔ چنانچہ میں نے ایک نصاب ستر ہزار کا اُن نصابوں میں سے جو اپنے لیے پڑھے تھے اس کی ماں کو بخش دیا۔ میں نے اپنے دل میں چپکے ہی سے بخشا تھا اور میرے اس پڑھنے کی خبر بھی اللہ کے سوا کسی کو نہ تھی مگر وہ نوجوان فوراً کہنے لگا کہ چچا میری ماں دوزخ کے عذاب سے ہٹادی گئی۔ قرطبی کہتے ہیں کہ مجھے اس قصہ سے دو فائدے ہوئے۔ ایک تو اس برکت کا جو ستر ہزار کی مقدار پر میں نے سنی تھی اس کا تجربہ ہوا دوسرے اس نوجوان کی سچائی کا یقین ہو گیا۔

یہ ایک واقعہ ہے اس قسم کے نہ معلوم کتنے واقعات اس اُمت کے افراد میں پائے جاتے ہیں۔ صوفیہ کی اصطلاح میں ایک معمولی چیز پاسِ انفس ہے یعنی اس کی مشق کہ کوئی سانس اللہ کے ذکر کے بغیر نہ اندر جائے نہ باہر آئے۔ اُمت محمدیہ کے کروڑوں افراد ایسے ہیں جن کو اسکی مشق حاصل ہے تو پھر کیا تردد ہے حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد میں کہ ان کی زبانیں اس کلمہ لا الہ الا اللہ کے ساتھ مانوس اور ہو گئیں۔

دعا کیجئے: اللہ پاک ہمیں بھی کلمہ طیبہ کے فوائد و ثمرات عطا فرمائیں وَ اخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

جنت کے دروازہ پر لکھی ہوئی عبارت

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال مكتوب علی باب الجنة انی انا الله لا اله الا انا اعذب من قالها. (اخرجه ابو الشیخ کذا فی الدرر)
ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جنت کے دروازہ پر یہ لکھا ہوا ہے۔ (اُنّی انا الله لا اله الا انا لا اُعَذِّبُ مَنْ قَالَهَا) میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں جو شخص اس (کلمہ) کو کہتا رہے گا۔ میں اسکو عذاب نہیں کروں گا۔

اللہ حق تعالیٰ شانہ کے غصہ کو دور کرتا رہتا ہے جب تک کہ دنیا کو دین پر ترجیح نہ دینے لگیں اور جب دنیا کو دین پر ترجیح دینے لگیں اور لا اله الا الله کہتے رہیں تو حق تعالیٰ شانہ فرماتے ہیں کہ تم اپنے دعویٰ میں سچے نہیں ہو۔

افضل ذکر اور افضل استغفار

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تمام ذکروں میں افضل لا اله الا الله ہے اور تمام دعاؤں میں افضل استغفار ہے پھر اس کی تائید میں سورہ محمد کی آیت فَاَعْلَمُوْا اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تَلاوت فرمائی۔ اس فصل کی سب سے پہلی حدیث میں بھی یہ مضمون گزر چکا ہے کہ لا اله الا الله سب اذکار سے افضل ہے جسکی وجہ صوفیہ نے یہ لکھی ہے کہ دل کے پاک ہونے میں اس ذکر کو خاص مناسبت ہے اس کی برکت سے دل ساری ہی گندگیوں سے پاک ہو جاتا ہے اور جب اس کیساتھ استغفار بھی شامل ہو جائے تو پھر کیا ہی کہنا۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ حضرت یونسؑ کو جب مچھلی نے کھالیا تھا تو اس کے پیٹ میں ان کی یہ دعا تھی لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ جو شخص بھی ان الفاظ سے دُعا مانگے گا وہ ضرور قبول ہوگی۔ اس فصل کی سب سے پہلی حدیث میں بھی یہ مضمون گزرا ہے کہ سب سے افضل اور بہترین ذکر لا اله الا الله ہے لیکن وہاں سب سے افضل دعا الحمد للہ ارشاد ہوا تھا اور یہاں استغفار وارد ہے۔ اس قسم کا اختلاف حالات کے اعتبار

تشریح: گناہوں پر عذاب کا ہونا دوسری احادیث میں بکثرت آیا ہے اس لئے اس سے اگر دائمی عذاب مراد ہو تو کوئی اشکال نہیں لیکن کوئی خوش قسمت ایسے اخلاص سے اس جملہ کا ورد رکھنے والا ہو کہ باوجود گناہوں کے اس کو بالکل عذاب نہ کیا جائے یہ بھی رحمت خداوندی سے بعید نہیں ہے۔

عذاب سے حفاظت

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبریل علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ جل جلالہ کا ارشاد ہے کہ میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں لہذا میری ہی عبادت کیا کرو جو شخص تم میں سے اخلاص کے ساتھ لا اله الا الله کی گواہی دیتا ہوا آوے گا۔ وہ میرے قلعہ میں داخل ہو جائیگا اور جو میرے قلعہ میں داخل ہوگا وہ میرے عذاب سے مامون ہوگا۔

فائدہ: اگر یہ بھی کبار سے بچنے کے ساتھ مشروط ہو جیسا کہ حدیث نمبر ۵ میں گزر چکا تب تو کوئی اشکال ہی نہیں اور اگر کبار کے باوجود یہ کلمہ کہے تو پھر قواعد کے موافق تو عذاب سے مراد دائمی عذاب ہے ہاں اللہ جل شانہ کی رحمت قواعد کی پابند نہیں۔ قرآن پاک کا صاف ارشاد ہے کہ اللہ جل شانہ شرک کو معاف نہیں فرمائیں گے اس کے علاوہ جس کو چاہیں گے معاف کر دیں گے۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ شانہ اسی شخص کو عذاب کرتے ہیں جو اللہ پر تہمید (ہیکڑی) کڑے اور لا اله الا الله کہنے سے انکار کرے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ لا اله الا

کوشش بے کار ہوگئی اور ساری محنت رائیگاں گئی۔ ہوائے نفس سے ہلاک کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ناحق کو حق سمجھنے لگے اور جو دل میں آجائے اسی کو دین اور مذہب بنالے۔ قرآن شریف میں کئی جگہ اس کی مذمت وارد ہوئی ہے۔ ایک جگہ ارشاد ہے

أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمِهِ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِ غِشَاةً فَمَنْ يَهْدِيهِ مِنْ بَعْدِ

اللَّهُ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ (سورہ جاثیہ رکوع ۳)

(کیا آپ نے اس شخص کی حالت بھی دیکھی جس نے اپنا خدا اپنی خواہش نفس کو بنا رکھا ہے اور خدا تعالیٰ نے اسکو باوجود سمجھ بوجھ کے گمراہ کر دیا ہے اور اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی اور آنکھ پر پردہ ڈال دیا) (کہ حق بات کو نہ سنتا ہے نہ دیکھتا ہے نہ دل میں اُترتی ہے) پس اللہ کے (گمراہ کر دینے کے) بعد کون ہدایت کر سکتا ہے پھر بھی تم نہیں سمجھتے) دوسری جگہ ارشاد ہے وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ يُغَيِّرُ هُدًى مِّنَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ (سورہ صافات رکوع ۵)

(ایسے شخص سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو اپنی نفسانی خواہش پر چلتا ہو بغیر اس کے کہ کوئی دلیل اللہ کی طرف سے (اُس کے پاس) ہو اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا) اور بھی متعدد جگہ اس قسم کا مضمون وارد ہوا یہ شیطان کا بہت ہی سخت حملہ ہے کہ وہ غیر دین کو دین کے لباس میں سمجھاوے اور آدمی اس کو دین سمجھ کر کرتا رہے اور اُس پر ثواب کا اُمیدوار بنا رہے۔ اور جب وہ اس کو عبادت اور دین سمجھ کر کر رہا ہے تو اس سے توبہ کیونکر کر سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص زنا کاری، چوری وغیرہ گناہوں میں مبتلا ہو تو کسی نہ کسی وقت توبہ اور چھوڑ دینے کی اُمید ہے، لیکن جب کسی ناجائز کام کو وہ عبادت سمجھتا ہے تو اس سے توبہ کیوں کرے اور کیوں اس کو چھوڑے بلکہ دن بدن اس میں ترقی کرے گا۔ یہی مطلب ہے شیطان کے اس کہنے کا کہ میں نے گناہوں میں مبتلا کیا لیکن ذکر اذکار توبہ استغفار سے وہ مجھے

سے بھی ہوتا ہے ایک مٹتی پرہیزگار ہے اس کے لئے الحمد للہ سب سے افضل ہے۔ ایک گناہ گار ہے وہ توبہ و استغفار کا بہت محتاج ہے اس کے حق میں استغفار سب سے اہم ہے۔ اس کے علاوہ افضلیت بھی مختلف وجوہ سے ہوتی ہے منافع کے حاصل کرنے کے واسطے اللہ کی حمد و ثناء سب سے زیادہ نافع ہے اور مضرتیں اور تنگیایں دور کرنے کے لئے استغفار سب سے زیادہ مفید ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی وجوہ اس قسم کے اختلاف کی ہوتی ہے۔

شیطان اور انسان کی ہلاکت کا سامان

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ لا الہ الا اللہ اور استغفار کو بہت کثرت سے پڑھا کرو۔ شیطان کہتا ہے کہ میں نے لوگوں کو گناہوں سے ہلاک کیا اور انہوں نے مجھے لا الہ الا اللہ اور استغفار سے ہلاک کر دیا۔ جب میں نے دیکھا (کہ یہ تو کچھ بھی نہ ہوا) تو میں نے ان کو ہوائے نفس (یعنی بدعات) سے ہلاک کیا اور وہ اپنے کو ہدایت پر سمجھتے رہے۔

لا الہ الا اللہ اور استغفار سے ہلاک کرنے کا مطلب یہ ہے کہ شیطان کا منہبائے مقصد دل پر اپنا زہر چڑھانا ہے جس کا ذکر باب اول فصل دوم کے نمبر ۱۴ پر گذر چکا اور یہ زہر جب ہی چڑھتا جب دل اللہ کے ذکر سے خالی ہو ورنہ شیطان کی ذلت کیساتھ دل سے واپس ہونا پڑتا ہے اور اللہ کا ذکر دلوں کی صفائی کا ذریعہ ہے۔ چنانچہ مشکوٰۃ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ ہر چیز کیلئے ایک صفائی ہوتی ہے دلوں کی صفائی اللہ کا ذکر ہے۔ اسی طرح استغفار کے بارہ میں کثرت سے احادیث میں یہ وارد ہوا ہے کہ دلوں کے میل اور زنگ کو دور کرنے والا ہے۔ ابوبلی دقاق کہتے ہیں کہ جب بندہ اخلاص سے لا الہ کہتا ہے تو ایک دم دل صاف ہو جاتا ہے (جیسا آئینہ پر بھیگا ہوا کپڑا پھیرا جائے) پھر وہ لا الہ کہتا ہے تو صاف دل پر اُس کا نور ظاہر ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ شیطان کی ساری ہی

گناہ ہی نہیں سمجھتے کہ اُن سے استغفار کریں اور وہ اُہواء یعنی بدعات ہیں کہ وہ ان کو دین سمجھ کر کرتے ہیں۔ وہب بن منبہ کہتے ہیں کہ اللہ سے ڈر تو شیطان کو مجموعوں میں لعنت کرتا ہے اور چپکے سے اس کی اطاعت کرتا ہے اور اس سے دوستی کرتا ہے۔ بعض صوفیہ سے منقول ہے کہ کس قدر تعجب کی بات ہے کہ حق تعالیٰ شانہ جیسے محسن کے احسانات معلوم ہونیکے بعد اور اُن کے اقرار کے بعد اس کی نافرمانی کی جائے اور شیطان کی دشمنی کے باوجود اس کی عیاری اور سرکشی معلوم ہونے کے باوجود اس کی اطاعت کی جائے۔

دق کرتے رہے تو میں نے ایسے جال میں پھانس دیا کہ اس سے نکل ہی نہیں سکتے۔ اس لئے دین کے ہر کام میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے طریقہ کو اپنا رہبر بنانا بہت ہی ضروری امر ہے اور کسی ایسے طریقہ کو اختیار کرنا جو خلاف سنت ہو۔ نیکی برباد گناہ لازم ہے۔ امام غزالیؒ نے حسن بصریؒ سے بھی نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔ ہمیں یہ روایت پہنچی کہ شیطان کہتا ہے کہ میں نے اُمت محمدیہؐ کے سامنے گناہوں کو زیب و زینت کے ساتھ پیش کیا مگر ان کے استغفار نے میری کمر توڑ دی تو میں نے ایسے گناہ ان کے پاس پیش کئے جن کو وہ

دعا کیجئے: اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم اپنے سارے دل کیساتھ آپ سے محبت کریں اور آپ کو راضی کرنے میں اپنی ساری کوششیں صرف کر دیں۔ **وَ اخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ**

تعلق مع اللہ کی حقیقت

عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی قدس سرہ نے فرمایا:..... تعلق مع اللہ کیا چیز ہے اور کیسے حاصل ہوگا؟ تعلق مع اللہ کا ذریعہ تعلق مع الخلق ہے پہلے مخلوق کے ہو جاؤ پھر خالق کے اللہ تعالیٰ نے اپنے تعلق کے تمام آداب مخلوق کے ساتھ رکھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مخلوق کے لئے خالق ہیں رب ہیں۔ ارحم الراحمین ہیں کار ساز ہیں۔ تمام صفات مخلوق سے وابستہ ہیں۔ مخلوق کا حق ادا کرو۔ تعلق مع اللہ خود بخود حاصل ہوگا۔ ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ آپ کس دن اپنا جلوہ دکھائیں گے؟ میں آپ کا منتظر ہوں۔

کبھی اے حقیقت منتظر نظر آلباس مجاز میں! کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جنمین نیاز میں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا آئیں گے وعدہ کر لیا اب حضرت عیسیٰ منتظر ہیں کہ اللہ میاں کب جلوہ نمائی فرماتے ہیں۔ کچھ عرصہ گزر گیا عرض کیا یا اللہ میں تو بہت منتظر ہوں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں میں تو آیا تھا مگر تم نے التفات ہی نہیں کیا تم سے ایک سائل نے سوال کیا تھا مگر تم نے اس کو رد کر دیا وہ ہم ہی تو تھے اور تمہارے پڑوس میں ایک شخص بیمار تھا تو عیادت کو نہیں گئے تم ہماری عیادت کو نہیں آئے کیونکہ وہ ہم ہی تھے تو معلوم ہوا کہ ان کے جلوے مخلوق میں نظر آتے ہیں۔ عالم خلق میں صفات الہیہ کا ظہور ہے۔ جب تک صفات سے آشنا نہ ہوں گے ذات سے آشنا نہیں ہو سکتے اور ان تک نہیں پہنچ سکتے۔ عالم خلق میں صفات کا ظہور اس طرح سے ہے کہ کہیں وہ تو اب رحیم ہے کہیں صفت خلقت کہیں ربوبیت ہے کہیں گنہگاروں کے لئے ستاریت اور غفاریت کا پر تو ہے تو جو شخص صفات سے آشنا ہو جاتا ہے وہ حقیقت میں ذات سے آشنا ہو جاتا ہے۔

صفات میں بڑی کشش ہے۔ حسن اگر ذات میں ہے تو صفات میں بھی ہے۔ حسن ایک چیز ہے جو اگر ذات سے تعلق رکھتا ہے تو صفات میں اس کے جلوے ہیں۔ سورج میں اگر روشنی ہے تو اس کے مظاہر بھی ہیں۔ ان میں بھی روشنی آئے گی۔ اللہ تعالیٰ حسین و جمیل ہیں تو ان کے جمال کے بھی مظاہر ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ کی صفات کیسے معلوم ہوں گی؟ وہ اس طرح سے کہ اپنی ذات پر انعام الہیہ کو دیکھو کہ کس طرح حیرت انگیز طور پر ہم پر انعامات کی بارش ہو رہی ہے۔

توحید و رسالت پر مرنے والا جنت میں داخل ہوگا

عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یموت عبد یشہد ان لا الہ الا اللہ وانی رسول اللہ یرجع ذلک الی قلب موقن الا دخل الجنة وفي رواية الا غفر الله له. (اخرجہ احمد)
ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ جو شخص بھی اس حال میں مرے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی پکے دل سے شہادت دیتا ہو ضرور جنت میں داخل ہوگا۔ دوسری حدیث میں ہے کہ ضرور اُس کی اللہ تعالیٰ مغفرت فرمادیں گے۔

شخص نے ان کو خواب میں دیکھا۔ اُن سے پوچھا۔ کیا گذری۔ فرمانے لگے کہ میری پیشی ہوئی۔ مجھ سے فرمایا۔ اوگنہ گار بوڑھے! تو نے فلاں کام کیا فلاں کیا میرے گناہ گنوائے گئے اور کہا گیا کہ تُو نے ایسے ایسے کام کئے۔ میں نے عرض کیا یا اللہ مجھے آپ کی طرف سے یہ حدیث نہیں پہنچی۔ فرمایا اور کیا حدیث پہنچی۔ عرض کیا۔ مجھ سے عبدالرزاقؒ نے کہا اُن سے معمرؒ نے کہا اُن سے زہریؒ نے کہا اُن سے عروہؒ نے کہا اُن سے حضرت عائشہؓ نے کہا اُن سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اُن سے حضرت جبریلؑ نے عرض کیا اُن سے آپ نے فرمایا کہ جو شخص اسلام میں بوڑھا ہو اور میں اسکو اس کے اعمال کی وجہ سے (عذاب دینے کا ارادہ بھی کروں لیکن اس کے بڑھاپے سے شرما کر معاف کر دیتا ہوں اور یہ آپ کو معلوم ہے کہ میں بوڑھا ہوں۔ ارشاد ہوا کہ عبدالرزاقؒ نے سچ کہا اور معمرؒ نے بھی سچ کہا زہریؒ نے بھی سچ کہا عروہؒ نے بھی سچ نقل کیا عائشہؓ نے بھی سچ کہا اور نبیؐ نے بھی سچ کہا اور جبریلؑ نے بھی سچ کہا اور میں نے بھی سچ بات کہی۔ یحییٰ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد مجھے جنت میں داخلہ کا ارشاد فرمادیا۔

بغیر حجاب کے اللہ تعالیٰ کو پہنچانے والی چیز

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہر عمل کے لئے اللہ کے یہاں پہنچنے کیلئے درمیان میں حجاب ہوتا ہے مگر لا الہ الا اللہ اور باپ کی دُعا بیٹے کیلئے ان دونوں کیلئے کوئی حجاب نہیں۔

تشریح: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح حدیث میں یہ بھی نقل کیا گیا کہ خوشخبری سنو اور دوسروں کو بھی بشارت سنا دو کہ جو شخص سچے دل سے لا الہ الا اللہ کا اقرار کرے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اللہ جل جلالہ کے یہاں اخلاص کی قدر ہے اور اخلاص کے ساتھ تھوڑا سا عمل بھی بہت زیادہ اجر و ثواب رکھتا ہے۔ دنیا کے دکھاوے کے واسطے لوگوں کے خوش کرنے کی واسطے کوئی کام کیا جاوے وہ تو اُن کی سرکار میں بے کار ہے بلکہ کرنیوالے کے لئے وبال ہے لیکن اخلاص کے ساتھ تھوڑا سا عمل بھی بہت کچھ رنگ لاتا ہے۔ اسلئے اخلاص سے جو شخص کلمہ شہادت پڑھے اس کی ضرور مغفرت ہوگی وہ ضرور جنت میں داخل ہو کر رہے گا اس میں ذرا بھی تردد نہیں۔ یہ ممکن ہے کہ وہ اپنے گناہوں کی وجہ سے کچھ دنوں سزا بھگت کر داخل ہو لیکن ضروری نہیں کسی مخلص کا اخلاص مالک الملک کو پسند ہو اس کی کوئی خدمت ہی پسند آجائے تو وہ سارے ہی گناہوں کو معاف فرما سکتے ہیں۔ ایسی کریم ذات پر ہم نہ مرئیں کتنی سخت محرومی ہے بہر حال ان احادیث میں کلمہ طیبہ کے پڑھنے والے کیلئے بہت کچھ وعدے ہیں جن میں دونوں احتمال ہیں۔ قواعد کے موافق گناہوں کی سزا کے بعد معافی اور کرم لطف احسان اور مراحم خسروانہ میں بلا عذاب معافی۔

یحییٰ بن کثمؒ کا واقعہ

یحییٰ بن کثمؒ ایک محدث ہیں۔ جب اُن کا انتقال ہوا تو ایک

پردہ نہ ہونے کا یہ مطلب ہے کہ ان چیزوں کے قبول ہونے میں ذرا سی بھی دیر نہیں لگتی اور امور کے درمیان میں قبول تک اور بھی واسطے حائل ہوتے ہیں لیکن یہ چیزیں براہ راست بارگاہ الہی تک فوراً پہنچتی ہیں۔

ایک بادشاہ کا واقعہ: ایک کافر بادشاہ کا قصہ لکھا ہے کہ نہایت متشدّد متعصب تھا اتفاق سے مسلمانوں کی ایک لڑائی میں گرفتار ہو گیا چونکہ مسلمانوں کو اس سے تکلیفیں بہت پہنچی تھیں اس لئے انتقام کا جوش ان میں بھی بہت تھا اس کو ایک دیگ میں ڈال کر آگ پر رکھ دیا۔ اُس نے اول اپنے بچوں کو پکارنا شروع کیا اور مدد چاہی جب کچھ بن نہ پڑا تو وہیں مسلمان ہوا اور لا الہ الا اللہ کا ورد شروع کیا لگا تار پڑھ رہا تھا اور ایسی حالت میں جس خلوص اور جوش سے پڑھا جاسکتا ہے ظاہر ہے۔ فوراً اللہ تعالیٰ شانہ کی طرف سے مدد ہوئی اور اس زور سے بارش ہوئی کہ وہ ساری آگ بھی بجھ گئی اور دیگ ٹھنڈی ہو گئی۔ اس کے بعد زور سے آندھی چلی جس سے وہ دیگ اڑی اور دُور کسی شہر میں جہاں سب ہی کافر تھے جا کر گری۔ یہ شخص لگا تار کلمہ طیبہ پڑھ رہا تھا۔ لوگ اُس کے گرد جمع ہو گئے اور اعجوبہ دیکھ کر متحیر تھے اس سے حال دریافت کیا اس نے اپنی سرگذشت سنائی جس سے وہ لوگ بھی مسلمان ہو گئے۔

اللہ کی رضا کیلئے کلمہ پڑھنے والے پر جہنم حرام ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے نہیں آئے گا

کوئی شخص قیامت کے دن کہ لا الہ الا اللہ کو اس طرح سے کہتا ہو کہ اللہ کی رضا کے سوا کوئی مقصود نہ ہو مگر جہنم اس پر حرام ہوگی۔
فائدہ: جو شخص اخلاص کے ساتھ کلمہ طیبہ کا ورد کرتا رہا ہو اُس پر جہنم کی آگ حرام ہونا ظاہری قواعد کے موافق تو مقید ہے کبار گناہ ہونے کیساتھ یا جہنم کے حرام ہونے سے اُس میں ہمیشہ کارہنا حرام ہے۔ لیکن اللہ جل شانہ اس پاک کلمہ کو اخلاص سے پڑھنے والے کو باوجود گناہوں کے بالکل ہی جہنم سے معاف فرمادیں تو کون روکنے والا ہے۔ احادیث میں ایسے بندوں کا بھی ذکر آتا ہے کہ قیامت کے دن حق تعالیٰ شانہ بعض لوگوں کو فرمائیں گے تو نے فلاں گناہ کیا فلاں کیا۔ اس طرح جب بہت سے گناہ گنوائے جا چکیں گے اور وہ سمجھے گا کہ میں ہلاک ہو گیا اور اقرار کے بغیر چارہ کار نہ ہوگا تو ارشاد ہوگا کہ ہم نے دنیا میں تیری ستاری کی آج بھی ستاری کرتے ہیں تجھے معاف کر دیا۔ اس نوع کے بہت سے واقعات احادیث میں موجود ہیں۔ اس لئے اُن ذاکرین کے لئے بھی اس قسم کا معاملہ ہو تو بعید نہیں ہے۔ اللہ کے پاک نام میں بڑی برکت اور بہبودی ہے اس لئے جتنی بھی کثرت ہو سکے دروغ نہ کرنا چاہیے۔ کیا ہی خوش نصیب ہیں وہ مبارک ہستیاں جنہوں نے اس پاک کلمہ کی برکات کو سمجھا اور اسکے ورد میں عمریں ختم کر دیں۔

دعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم اپنے سارے دل کیساتھ آپ سے محبت کریں اور آپ کو راضی کرنے میں اپنی ساری کوششیں صرف کر دیں۔ اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم سب سے زیادہ آپ کا ذکر کرنے والے سب سے زیادہ آپ کو فرمانبرداری کرنے والے اور سب سے زیادہ آپ سے محبت کرنے والے بن جائیں۔

وَ اخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

موت کی تکلیف سے محفوظ رکھنے والا کلمہ

عن یحییٰ بن طلحة رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ قال روی طلحة حرینا فقیل لہ مالک قال انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول انی لا علم کلمۃ لا یقولہا عبد عند موتہ الا نفس اللہ عنہ کریتہ واشرق لونه ورأی ما یسرہ وما منعی ان اسأله عنها الا القدرۃ علیہ حتی مات فقال عمر رضی اللہ عنہ انی لا علمہا قال فماہی قال لا نعلم کلمۃ ہی اعظم من کلمۃ امر بہا عمہ لا الہ الا اللہ قال فہی واللہ ہی۔ (اخرجه البیہقی)

ترجمہ: حضرت طلحہؓ لوگوں نے دیکھا کہ نہایت غمگین بیٹھے ہیں۔ کسی نے پوچھا کیا بات ہے فرمایا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا تھا کہ مجھے ایک کلمہ معلوم ہے کہ جو شخص مرتے وقت اس کو کہے تو موت کی تکلیف اس سے ہٹ جائے اور رنگ چمکنے لگے اور خوشی کا منظر دیکھے مگر مجھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کلمہ کے پوچھنے کی قدرت نہ ہوئی (اسکا رنج ہو رہا ہے) حضرت عمرؓ نے فرمایا مجھے معلوم ہے طلحہؓ (خوش ہو کر) کہنے لگے کیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا ہمیں معلوم ہے کہ کوئی کلمہ اس سے بڑھا ہوا نہیں ہے جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا (ابوطالب) پر پیش کیا تھا اور وہ یہ ہے لا الہ الا اللہ فرمایا واللہ یہی ہے واللہ یہی ہے۔

پانچ اندھیرے اور پانچ چراغ

تشریح: کلمہ طیبہ کا سرا سر نور و سرور ہونا بہت سی روایات سے معلوم و مفہوم ہوتا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے منہیات میں حضرت ابو بکر صدیقؓ سے نقل کیا ہے کہ اندھیرے پانچ ہیں اور پانچ ہی ان کیلئے چراغ ہیں۔ دنیا کی محبت اندھیرا ہے جس کا چراغ تقویٰ ہے اور گناہ اندھیرا ہے جس کا چراغ توبہ ہے اور قبر اندھیرا ہے جس کا چراغ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے اور آخرت اندھیرا ہے جس کا چراغ نیک عمل ہے اور پل صراط اندھیرا ہے جس کا چراغ یقین ہے۔ رابعہ عدویہؒ مشہور ولیہ ہیں۔ رات بھر نماز میں مشغول رہتیں صبح صادق کے بعد تھوڑی دیر سو رہتیں اور جب صبح کا چاندنا اچھی طرح ہو جاتا تو گھبرا اٹھتیں اور نفس کو ملامت کرتیں کہ کب تک سوتا رہیگا عنقریب قبر کا زمانہ آیا والا ہے جس میں صور پھونکنے تک سونا ہی ہوگا۔ جب انتقال کا

وقت قریب ہوا تو ایک خادمہ کو وصیت فرمائی کہ یہ ادنیٰ گدڑی جس کو وہ تہجد کے وقت پہنا کرتی تھیں اس میں مجھے کفن دے دینا اور کسی کو میرے مرنے کی خبر نہ کرنا۔ چنانچہ حسب وصیت تجہیز و تکفین کر دی گئی۔ بعد میں اُس خادمہ نے خواب میں دیکھا کہ وہ نہایت عمدہ لباس پہنے ہوئے ہیں اُس نے دریافت کیا کہ وہ آپ کی گدڑی کیا ہوئی جس میں کفن دیا گیا تھا فرمایا کہ لپیٹ کر میرے اعمال کے ساتھ رکھ دی گئی۔ انہوں نے درخواست کی کہ مجھے کوئی نصیحت فرمائیں کہا کہ اللہ کا ذکر جتنا بھی کر سکو کرتی رہو کہ اس کی وجہ سے تم قبر میں قابل رشک بن جاؤ گی۔

کلمہ نجات:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم (روحی فداہ) کے وصال کی وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو اس قدر سخت صدمہ تھا کہ بہت سے مختلف طور کے وساوس میں مبتلا ہو گئے تھے۔ حضرت

حضرت موسیٰ طور پر تشریف لے گئے تھے۔ بعض صحابہ گو یہ خیال پیدا ہو گیا کہ دین اب ختم ہو چکا۔ بعض اس سوچ میں تھے کہ اب دین کے فروغ کی کوئی صورت نہیں ہو سکتی۔ بعض بالکل گم تھے کہ اُن سے بولا ہی نہیں جاتا تھا ایک ابوبکر صدیق کا دم تھا جو حضور کے ساتھ کمال عشق اور کمال محبت کے باوجود اس وقت ثابت قدم اور جمے ہوئے قدم سے کھڑے تھے۔ انہوں نے لکار کر خطبہ پڑھا جس میں **وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ** والی آیت پڑھی جس کا ترجمہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نرے رسول ہی تو ہیں (خدا تو نہیں ہیں جسے موت آ ہی نہ سکے) پس اگر وہ مرجائیں یا شہید ہو جائیں تو تم لوگ (دین سے) پھر جاؤ گے اور جو شخص (دین سے) پھر جائیگا وہ خدا کا تو کوئی نقصان نہیں کریگا (اپنا ہی کچھ کھو دیگا) مختصر طور پر اس قصہ کو میں اپنے رسالہ حکایات صحابہ میں لکھ چکا ہوں۔

دین کے کام کی نجات کا مطلب

آگے جو ارشاد ہے کہ اس کام کی نجات کیا ہے۔ اسکے دو مطلب ہیں ایک یہ کہ دین کے کام تو بہت سے ہیں ان سب کاموں میں مدار کس چیز پر ہے کہ جس کے بغیر چارہ کار نہ ہو۔ اس مطلب کے موافق جواب ظاہر ہے کہ دین کا سارا مدار کلمہ شہادت پر ہے اور اسلام کی جڑ ہی کلمہ طیبہ ہے۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ اس کام یعنی دین میں دقتیں بھی پیش آتی ہیں وساوس بھی گھیرتے ہیں شیطان کی رخنہ اندازی بھی مستقل ایک مصیبت ہے دنیاوی ضروریات بھی اپنی طرف کھینچتی ہیں اس صورت میں مطلب ارشاد نبوی کا یہ ہے کہ کلمہ طیبہ کی کثرت ان سب چیزوں کا علاج ہے کہ وہ اخلاص پیدا کر نیوالا ہے دلوں کا صاف کرنے والا ہے شیطان کی ہلاکت کا سبب ہے جیسا کہ ان سب روایات میں اس کے اثرات بہت سے ذکر کئے گئے ہیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ لا الہ الا اللہ کا کلمہ اپنے پڑھنے والے سے ننانوے قسم کی بلائیں دور کرتا ہے جن میں سب سے کم غم ہے جو ہر وقت آدمی پر سوار رہتا ہے۔

وَ اخْرُجْ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

عثمان فرماتے ہیں کہ میں بھی ان ہی لوگوں میں تھا جو وساوس میں گھرے ہوئے تھے حضرت عمرؓ میرے پاس تشریف لائے مجھے سلام کیا مگر مجھے مطلق پتہ نہ چلا انہوں نے حضرت ابوبکرؓ سے شکایت کی (عثمان بھی بظاہر خفا ہیں کہ میں نے سلام کیا انہوں نے جواب بھی نہ دیا) اسکے بعد دونوں حضرات اکٹھے تشریف لائے اور سلام کیا اور حضرت ابوبکرؓ نے دریافت فرمایا کہ تم نے اپنے بھائی عمرؓ کے سلام کا بھی جواب نہ دیا (کیا بات ہے) میں نے عرض کیا کہ میں نے تو ایسا نہیں کیا، حضرت عمرؓ نے فرمایا ایسا ہی ہوا۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے تو آپ کے آنے کی بھی خبر نہیں ہوئی کہ کب آئے نہ سلام کا پتہ چلا۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا سچ ہے ایسا ہی ہوا ہوگا غالباً تم کسی سوچ میں بیٹھے ہو گے میں نے عرض کیا واقعی میں ایک گہری سوچ میں تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے دریافت فرمایا کیا تھا میں نے عرض کیا حضورؐ کا وصال ہو گیا اور ہم نے یہ بھی نہ پوچھ لیا کہ اس کام کی نجات کس چیز میں ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں پوچھ چکا ہوں۔ میں اُٹھا اور میں نے کہا، تم پر میرے ماں باپ قربان واقعی تم ہی زیادہ مستحق تھے اس کے دریافت کرنیکے (کہ دین کی ہر چیز میں آگے بڑھنے والے ہو) حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا۔ میں نے حضورؐ سے دریافت کیا تھا کہ اس کام کی نجات کیا ہے آپ نے فرمایا کہ جو شخص اس کلمہ کو قبول کر لے جس کو میں نے اپنے چچا (ابوطالب پر اُنکے انتقال کے وقت) پیش کیا تھا اور انہوں نے رد کر دیا تھا وہی کلمہ نجات ہے۔

وفات حسرت آیات پر صحابہؓ کی پریشانی

وساوس میں مبتلا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ صحابہ کرام اس وقت رنج و غم کی شدت میں ایسے پریشان ہو گئے تھے کہ حضرت عمرؓ جیسے جلیل القدر بہادر تلوار ہاتھ میں لیکر کھڑے ہو گئے تھے کہ جو شخص یہ کہے گا کہ حضورؐ کا وصال ہو گیا اس کی گردن اڑا دوں گا۔ حضورؐ نے اپنے رب سے ملنے تشریف لے گئے ہیں۔ جیسا کہ

عزت و تقویٰ اور جہنم سے آزادی والا کلمہ

عن عثمان رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول انی لا علم کلمۃ لا یقولها عبد حقاً من قلبہ الا حرم علی النار فقال له عمر رضی اللہ عنہ ابن الخطاب انا احذثک ماہی ھے کلمۃ الاخلاص الی اعز اللہ تبارک وتعالیٰ بها محمداً صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ ۷ ھی کلمۃ التقویٰ الی الاصل علیہا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمہ ابا طالب عند الموت شہادۃ ان لا الہ الا اللہ. (رواہ احمد)

ترجمہ: حضرت عثمان فرماتے ہیں کہ میں نے حضور سے سنا تھا کہ میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ جو شخص اس کو حق سمجھ کر اخلاص کے ساتھ دل سے (یقین کرتے ہوئے) اس کو پڑھے تو جہنم کی آگ اُس پر حرام ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ میں بتاؤں وہ کلمہ کیا ہے۔ وہ وہی کلمہ ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اور اس کے صحابہ کو عزت دی۔ وہ وہی تقویٰ کا کلمہ ہے۔ جس کی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا ابوطالب سے ان کے انتقال کے وقت خواہش کی تھی۔ وہ شہادت ہے لا الہ الا اللہ کی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب کا واقعہ
تشریح: حضور کے چچا ابوطالب کا قصہ حدیث تفسیر اور تاریخ کی کتابوں میں مشہور و معروف ہے کہ جب ان کے انتقال کا وقت قریب ہوا تو چونکہ ان کے احسانات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں پر کثرت سے تھے اسلئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا کہ اے میرے چچا!

لا الہ الا اللہ کہہ لیجئے تاکہ مجھے قیامت کے دن آپ کی سفارش کا موقع مل سکے اور میں اللہ کے یہاں آپ کے اسلام کی گواہی دے سکوں۔ انہوں نے فرمایا کہ لوگ مجھے یہ طعنہ دیں گے کہ موت کے ڈر سے بھتہ کادین قبول کر لیا۔ اگر یہ خیال نہ ہوتا تو میں اس وقت اس کلمہ کے کہنے سے تمہاری آنکھیں ٹھنڈی کر دیتا اس پر حضور رنجیدہ واپس تشریف لائے۔ اسی قصہ میں قرآن پاک کی آیت انک لا تھدی من احببت (سورہ قصص رکوع ۶)

نازل ہوئی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ آپ جس کو چاہیں ہدایت نہیں فرما سکتے بلکہ اللہ جس کو چاہے ہدایت کرتا ہے اس قصہ سے یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ جو لوگ فسق و فجور میں مبتلا رہتے ہیں خدا اور اُس کے رسول سے بیگانہ رہتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ کسی عزیز قریب بزرگ کی دعا سے بیڑا پار ہو جائے گا غلطی میں مبتلا ہیں کام چلانے والا صرف اللہ ہی ہے اسی کی طرف رجوع کرنا چاہیے اُسی سے سچا تعلق قائم کرنا ضروری ہے البتہ اللہ والوں کی صحبت انکی دعا ان کی توجہ معین و مددگار بن سکتی ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ کی قبولیت کا سبب
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حضرت آدم (علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) سے جنت وہ گناہ صادر ہو گیا (جس کی وجہ سے جنت سے دنیا میں بھیج دیئے گئے تو ہر وقت روتے تھے اور دُعا و استغفار کرتے رہتے تھے ایک مرتبہ) آسمان کی طرف منہ کیا اور عرض کیا یا اللہ! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

کے وسیلہ سے تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں وحی نازل ہوئی کہ محمد کون ہیں (جن کے واسطے سے تم نے استغفار کی) عرض کیا کہ جب آپ نے مجھے پیدا کیا تھا تو میں نے عرش پر لکھا ہوا دیکھا تھا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تو میں سمجھ گیا تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اونچی ہستی کوئی نہیں ہے جن کا نام تم نے اپنے نام کے ساتھ رکھا۔ وحی نازل ہوئی کہ وہ خاتم النبیین ہیں تمہاری اولاد میں سے ہیں لیکن وہ نہ ہوتے تو تم بھی پیدا نہ کئے جاتے۔

حضرت آدم علیہ السلام کی گریہ وزاری

فائدہ: حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس وقت کیا کیا دعائیں کیں اور کس کس طرح سے گڑ گڑائے اس بارے میں بہت سی روایات وارد ہوئی ہیں اور ان میں کوئی تعارض بھی نہیں جس پر مالک کی ناراضگی آقا کی خفگی ہوئی ہو وہی جانتا ہے۔ ان بے حقیقت آقاؤں کی ناراضگی کی وجہ سے نوکروں اور خادموں پر کیا کچھ گزر جاتا ہے اور وہاں تو مالک الملک رزاق عالم اور مختصر یہ کہ خدا کا عتاب تھا اور گزر کس پر رہی تھی اس شخص پر جس کو فرشتوں سے سجدہ کرایا۔ اپنا مقرب بنایا۔ جو شخص جتنا ہی مقرب ہوتا ہے اتنا ہی عتاب کا اس پر اثر ہوتا ہے بشرطیکہ مکینہ نہ ہو اور وہ تو بنی تھے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام اس قدر روئے ہیں کہ تمام دنیا کے آدمیوں کا رونا اگر جمع کیا جائے تو ان کے برابر نہیں ہو سکتا۔ چالیس برس تک سر اوپر نہیں اٹھایا۔ حضرت بریدہؓ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ اگر حضرت آدمؑ کے رونے کا تمام دنیا کے رونے سے مقابلہ کیا جائے تو ان کا رونا بڑھ جائے گا۔ ایک حدیث میں ہے کہ اگر ان کے آنسوؤں کو ان کی تمام اولاد کے آنسوؤں سے وزن کیا جاوے تو ان کے آنسو بڑھ جائینگے ایسی

حالت میں کس کس طرح زاری فرمائی ہوگی ظاہر ہے۔
یاں لب پہ لاکھ لاکھ سخن اضطراب میں
واں ایک خامشی مری سب کے جواب میں
اس لئے جو روایات میں ذکر کیا گیا ان سب کے مجموعہ میں
کوئی اشکال نہیں۔ منجملہ ان کے یہ بھی ہے کہ حضورؐ کا وسیلہ اختیار
فرمایا۔ دوسرا مضمون عرش پر لا الہ الا اللہ محمد رسول
اللہ لکھا ہوا ہونا یہ اور بھی بہت سی مختلف روایتوں میں آیا ہے۔

جنت میں دونوں طرف لکھی ہوئی تین سطریں

حضور ارشاد فرماتے ہیں میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے
اس کی دونوں جانبوں میں تین سطریں سونے کے پانی سے لکھی
ہوئی دیکھیں۔ پہلی سطر میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
لکھا تھا دوسری سطر میں ما قدمنا وجدنا وما اکلنا ربنا وما
خلفنا خسرونا تھا (جو ہم نے آگے بھیج دیا یعنی صدقہ وغیرہ کر دیا
وہ پالیا اور جو دنیا میں کھایا وہ نفع میں رہا اور جو کچھ چھوڑ آئے وہ
نقصان رہا اور تیسری سطر میں تھا امة مذنبہ ورب غفور
(امت گناہ گار اور مالک بخشنے والا) ایک بزرگ کہتے ہیں میں
ہندوستان کے ایک شہر میں پہنچا تو میں نے وہاں ایک درخت
دیکھا جس کے پھل بادام کے مشابہ ہوتے ہیں اس کے دو چھلکے
ہوتے ہیں جب انکو توڑا جاتا ہے تو ان کے اندر سے ایک سبز پتہ لپٹا
ہوا نکلتا ہے جب اس کو کھولا جاتا ہے تو سُرخ سی لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ لکھا ہوا ملتا ہے میں نے اس قصہ کو
ابو یعقوب شکاری سے ذکر کیا۔ انہوں نے کہا تعجب کی بات نہیں۔
میں نے ایلہ میں ایک مچھلی شکار کی تھی اس کے ایک کان پر لا الہ
الا اللہ اور دوسرے پر محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔
وَآخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

اسم اعظم والی دو آیات

عن اسماء رضی اللہ عنہا بنت یزید بن السکن عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال اسم اللہ الاعظم فی ہاتین الایتین والہکم الہ واحد لا الہ الا ہو الرحمن الرحیم والہ لا الہ الا ہو الحی القيوم (اخرجه احمد و ابو داؤد)

ترجمہ: حضرت اسماء حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتی ہیں کہ اللہ کا سب سے بڑا نام (جو اسم اعظم کے نام سے عام طور سے مشہور ہے) ان دو آیتوں میں ہے (بشرطیکہ اخلاص سے بڑھی جائیں) وَالْهَکُمُ اللَّهُ وَاحِدٌ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ (سورہ بقرہ ع ۱۹) اور اَللّٰهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ (سورہ آل عمران ع ۱)

تشریح: اسم اعظم کے متعلق روایات حدیث میں کثرت سے وارد ہوئے ہیں کہ جو دعا بھی اس کے بعد مانگی جاتی ہے وہ قبول ہو جاتی ہے۔ البتہ اسم اعظم کی تعیین میں روایات مختلف وارد ہوئی ہیں اور یہ عادت اللہ ہے کہ ہر ایسی مہتم بالشان چیز میں اخفاء کی وجہ سے اختلاف پیدا فرمادیتے ہیں۔ چنانچہ شب قدر کی تعیین میں جمعہ کے دن میں دعا قبول ہونے کے خاص وقت میں اختلاف ہوا۔ اس میں بہت سی مصالح ہیں جن کو میں اپنے رسالہ فضائل رمضان میں لکھ چکا ہوں۔ اسی طرح اسم اعظم کی تعیین میں بھی مختلف روایات وارد ہوئی ہیں۔ منجملہ ان کے یہ روایت بھی ہے جو اوپر ذکر کی گئی۔ اور بھی روایات میں ان آیتوں کے متعلق ارشاد وارد ہوا ہے۔ حضرت انس حضور سے نقل کرتے ہیں کہ متمرّد اور شری شیاطین پر ان دو آیتوں سے زیادہ سخت کوئی آیت نہیں وہ دو ۲ آیتیں وَالْهَکُمُ اللَّهُ وَاحِدٌ سے شروع ہیں۔ ابراہیم بن وسمہ کہتے ہیں کہ مجنونانہ حالت نظر کے لئے ان آیات کا پڑھنا مفید ہے۔ جو شخص ان آیات کے پڑھنے کا اہتمام رکھے اس قسم کی چیزوں سے محفوظ رہے وَالْهَکُمُ اللَّهُ وَاحِدٌ پوری آیت (س بقرہ رکوع ۱۹) اَللّٰهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ آیہ الکرسی اور سورہ بقرہ کی آخر آیت اور ان ربکم اللہ الذی خلق سے نحسین تک (س

اعراف رکوع ۷) اور سورہ حشر کی آخری آیتیں (ہو اللہ الذی لا الہ الا ہو سے) ہمیں یہ بات پہنچی کہ سب آیات (جن کو گنوا) عرش کے کونوں پر لکھی ہوئی ہیں۔ اور ابراہیمؑ یہ بھی کہا کرتے تھے کہ بچوں کو اگر ڈر لگتا ہو یا نظر کا اندیشہ ہو تو یہ آیات اُن کے لئے لکھ دیا کرو۔ علامہ شامی نے حضرت امام اعظم سے نقل کیا ہے کہ اسم اعظم لفظ اللہ ہے اور لکھا ہے کہ یہی قول علامہ طحاوی اور بہت سے علماء سے نقل کیا گیا ہے اور اکثر عارفین (اکابر صوفیہ) کی یہی تحقیق ہے اسی وجہ سے ان کے نزدیک ذکر بھی اسی پاک نام کا کثرت سے ہوتا ہے۔ سید الطائفہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نور اللہ مرقدہ سے بھی نقل کیا گیا ہے فرماتے ہیں کہ اسم اعظم اللہ ہے بشرطیکہ جب تو اس پاک نام کو لے تو تیرے دل میں اس کے سوا کچھ نہ ہو۔ فرماتے ہیں کہ عوام کیلئے اس پاک نام کو اس طرح لینا چاہیے کہ جب یہ زبان پر جاری ہو تو عظمت اور خوف کے ساتھ ہو اور خواص کیلئے اس طرح ہو کہ اس پاک نام والے کی ذات و صفات کا بھی استحضار ہو اور خاص الخواص کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس پاک ذات کے سوا دل میں کوئی چیز بھی نہ ہو۔ کہتے ہیں کہ قرآن پاک میں بھی یہ مبارک نام اتنی کثرت سے ذکر کیا گیا کہ حد نہیں جس کی مقدار دو ہزار تین سو ساٹھ ۲۳۶۰ بتاتے ہیں شیخ اسمعیل فرغانی کہتے ہیں کہ مجھے ایک

کلمہ طیبہ کی برکات

اس پاک کلمہ میں حق تعالیٰ شانہ نے کیا کیا برکات رکھی ہیں اس کا معمولی سا اندازہ اتنی ہی بات سے ہو جاتا ہے کہ سو ۱۰۰ برس کا بوڑھا جس کی تمام عمر کفر و شرک میں گزری ہو ایک مرتبہ اس پاک کلمہ کو ایمان کے ساتھ پڑھنے سے مسلمان ہو جاتا ہے اور عمر بھر کے سارے گناہ زائل ہو جاتے ہیں اور ایمان لانے کے بعد اگر گناہ بھی کئے ہوں تب بھی اس کلمہ کی برکت سے کسی نہ کسی وقت جہنم سے ضرور نکلے گا۔ حضرت حذیفہؓ جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے رازدار ہیں فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ (ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے) کہ اسلام دھندلا رہ جائیگا جیسے کپڑے کے نقش و نگار (پُرانے ہو جانے سے) دھندلے ہو جاتے ہیں کہ نہ کوئی روزہ کو جانے گا نہ حج کو نہ زکوٰۃ کو، آخر ایک رات ایسی ہوگی کہ قرآن پاک بھی اٹھالیا جائیگا کوئی آیت اُس کی باقی نہ رہے گی۔ بوڑھے مرد اور بوڑھی عورتیں یہ کہیں گی کہ ہم نے اپنے بڑوں کو کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھتے سنا تھا ہم بھی اُسی کو پڑھیں گے۔ حضرت حذیفہؓ کے ایک شاگرد نے عرض کیا کہ جب زکوٰۃ حج روزہ کوئی رکن نہ ہوگا تو یہ کلمہ ہی کیا کام دے گا۔ حضرت حذیفہؓ نے سکوت فرمایا۔ انہوں نے پھر یہی عرض کیا۔ تیسری مرتبہ میں حضرت حذیفہؓ نے فرمایا کہ (کسی نہ کسی وقت) جہنم سے نکالے گا، جہنم سے نکالیگا جہنم سے نکالے گا، یعنی ارکان اسلام کے ادا نہ کرنے کا عذاب بھگتنے کے بعد کسی نہ کسی وقت اس کلمہ کی برکت سے نجات پائیگا۔

عرصہ سے اسم اعظم سیکھنے کی تمنا بھی مجاہدے بہت کرتا تھا۔ کئی کئی دن فاتے کرتا حتیٰ کہ فاقوں کی وجہ سے بیہوش ہو کر گر جاتا۔ ایک روز میں دمشق کی مسجد میں بیٹھا تھا کہ دو آدمی مسجد میں داخل ہوئے اور میرے قریب کھڑے ہو گئے۔ مجھے اُن کو دیکھ کر خیال ہوا کہ یہ فرشتے معلوم ہوتے ہیں ان میں سے ایک نے دوسرے سے پوچھا کیا تو اسم اعظم سیکھنا چاہتا ہے۔ اُس نے کہا ہاں بتا دیجئے۔ میں یہ گفتگوں کر غور کرنے لگا۔ اُس نے کہا کہ وہ لفظ تو اللہ ہے۔ بشرطیکہ صدق لجا سے ہو۔ شیخ اسمعیلؒ کہتے ہیں کہ صدق لجا کا مطلب یہ ہے کہ کہنے والے کی حالت اس وقت ایسی ہو کہ جیسا کوئی شخص دریا میں غرق ہو رہا ہو اور کوئی بھی اُس کا بچانے والا نہ ہو تو ایسے وقت جس خلوص سے نام لیا جائیگا وہ حالت مراد ہے۔ اسم اعظم معلوم ہونے کیلئے بڑی اہلیت اور بڑے ضبط و تحمل کی ضرورت ہے۔ ایک بزرگ کا قصہ لکھا ہے کہ ان کو اسم اعظم آتا تھا۔ ایک فقیر اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اُن سے تمنا و استدعا کی کہ مجھے بھی سکھا دیجئے۔ اُن بزرگ نے فرمایا کہ تم میں اہلیت نہیں ہے۔ فقیر نے کہا کہ مجھ میں اسکی اہلیت ہے تو بزرگ نے فرمایا کہ اچھا فلاں جگہ بیٹھ جاؤ اور جو واقعہ وہاں پیش آدے اس کی مجھے خبر دو۔ فقیر اس جگہ گئے دیکھا کہ ایک بوڑھا شخص گدھے پر لکڑیاں لا دے ہوئے آرہا ہے۔ سامنے سے ایک سپاہی آیا جس نے اس بوڑھے کو مار پیٹ کی اور لکڑیاں چھین لیں۔ فقیر کو اس سپاہی پر بہت غصہ آیا۔ واپس آ کر بزرگ سے سارا قصہ سنایا اور کہا کہ مجھے اگر اسم اعظم آجاتا تو اُس سپاہی کے لئے بددعا کرتا۔ بزرگ نے کہا کہ اس لکڑی والے ہی سے میں نے اسم اعظم سیکھا تھا۔

دعا کیجئے: اے اللہ! ہمیں اپنے ذکر کی توفیق عطا فرمائیے۔ اے اللہ! ہمیں اپنے حقیقی ذکر یعنی ہمہ وقت آپ کے

احکامات کو پیش نظر رکھتے ہوئے زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ اے اللہ! ہمیں اپنی محبت نصیب فرمائیے اور

مسنون اذکار و وظائف کو صبح و شام پڑھنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ وَ اخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حضرت نوح علیہ السلام کی اپنے بیٹوں کو نصیحت

عن عبد الله بن عمرو رضى الله عنه قال اتى النبی صلی الله علیه وسلم اعرابی علیہ جبة من طیالسة مکفوفة بالدیاج فقال ان صاحبکم هذا یرید یرفع کل راع وابن راع ویضع کل فارس وابن فارس (اخرجه الحاکم)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص گاؤں کا رہنے والا آیا جو ریشمی جبہ پہن رہا تھا اور اس کے کناروں پر دیبا کی گوٹ تھی (صحابہ سے خطاب کر کے) کہنے لگا کہ تمہارے ساتھی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) یہ چاہتے ہیں کہ ہر چرواہے (بکری چرانے والا) اور چرواہے زادے کو بڑھادیں اور شہسوار اور شہسواروں کی اولاد کو گرا دیں حضور ناراضگی سے اٹھے اور اس کے کپڑوں کو گریبان سے پکڑ کر ذرا کھینچا اور ارشاد فرمایا کہ (تو ہی بتا) تو بیوقوفوں کے سے کپڑے نہیں پن رہا ہے پھر اپنی جگہ واپس آ کر تشریف فرما ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ حضرت نوح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا جب انتقال ہونے لگا تو اپنے دونوں صاحبزادوں کو بلایا اور ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں (آخری) وصیت کرتا ہوں جس میں دو چیزوں سے روکتا ہوں اور دو چیزوں کا حکم کرتا ہوں۔ جن سے روکتا ہوں ایک شرک ہے دوسرا تکبر اور جن چیزوں کا حکم کرتا ہوں ایک لا الہ الا اللہ ہے کہ تمام آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے اگر سب ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور دوسرے میں (اخلاص سے کہا ہوا) لا الہ الا اللہ رکھ دیا جائے تو وہی پلڑا جھک جائے گا اور اگر تمام آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے ایک حلقہ بنا کر اس پاک کلمہ کو اس پر رکھ دیا جائے تو وزن سے ٹوٹ جائے اور دوسری چیز جس کا حکم کرتا ہوں وہ سبحان اللہ و بحمدہ ہے کہ یہ دو لفظ ہر مخلوق کی نماز ہیں اور انہیں کی برکت سے ہر چیز کو رزق عطا فرمایا جاتا ہے۔

ظاہر سے باطن پر استدلال

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا کپڑوں کے متعلق ارشاد فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ ظاہر سے باطن پر استدلال کیا جاتا ہے جس شخص کا ظاہر حال خراب ہے اُس کے باطن کا حال بھی بظاہر ویسا ہی ہے اسلئے ظاہر کو بہتر رکھنے کی سعی کی جاتی ہے کہ باطن اس کے تابع ہوتا ہے۔ اسی لئے صوفیہ کرام ظاہری طہارت وغیرہ کا اہتمام کراتے ہیں تاکہ باطن کی طہارت حاصل ہو جائے۔ جو لوگ یہ کہہ دیتے ہیں اجماعی باطن اچھا ہونا چاہیے ظاہر چاہیے کیسا ہی ہو صحیح نہیں باطن کا اچھا ہونا مستقل مقصود ہے اور ظاہر کا بہتر ہونا مستقل۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں میں سے 'اللہم اجعل سریرتی خیر امن علانیتی واجعل علانیتی صالحہ' (اے اللہ میرے باطن کو میرے ظاہر سے زیادہ بہتر بنا اور میرے ظاہر کو صالح اور نیک بنادے) حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا تعلیم فرمائی ہے۔

مرتے وقت کلمہ پڑھنے والے کیلئے جنت اور

زندہ کیلئے گناہوں کا خاتمہ:

حضرت ابو بکر صدیقؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رنجیدہ سے ہو کر حاضر ہوئے۔ حضورؐ نے دریافت فرمایا کہ میں

تمہیں رنجیدہ دیکھ رہا ہوں کیا بات ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ گزشتہ شب میرے چچا زاد بھائی کا انتقال ہو گیا میں نزع کی حالت میں ان کے پاس بیٹھا تھا (اس منظر سے طبیعت پر اثر ہے) حضورؐ نے فرمایا تم نے اس کو لا الہ الا اللہ کی تلقین بھی کی تھی؟ عرض کیا کی تھی۔ ارشاد فرمایا کہ اس نے یہ کلمہ پڑھ لیا تھا عرض کیا کہ پڑھ لیا تھا۔ ارشاد فرمایا کہ جنت اس کے لئے واجب ہو گئی۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ زندہ لوگ اس کلمہ کو پڑھیں تو کیا ہو۔ حضورؐ نے دو مرتبہ یہ ارشاد فرمایا کہ کلمہ ان کے گناہوں کو بہت ہی منہدم کر دینے والا ہے (یعنی بالکل ہی مٹا دینے والا ہے)

میت اور قبر کے قریب کلمہ پڑھنا:

مقابر میں اور میت کے قریب کلمہ طیبہ پڑھنے کے متعلق بھی کثرت سے احادیث میں ارشاد ہوا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جنازہ کے ساتھ کثرت سے لا الہ الا اللہ پڑھا کرو۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ میری امت کا شعار (نشان) جب وہ پل صراط پر چلیں گے تو لا الہ الا اللہ ہوگا۔ دوسری حدیث میں ہے کہ جب وہ اپنی قبروں سے اٹھیں گے تو ان کا نشان لا الہ الا اللہ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ہوگا۔ تیسری حدیث میں ہے کہ قیامت کے اندھیروں میں ان کا نشان لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ ہوگا۔

کثرت سے کلمہ پڑھنے کی برکتوں کا ظہور:

لا الہ الا اللہ کو کثرت سے پڑھنے کی برکتیں مرنے سے پہلے بھی بسا اوقات نزع کے وقت سے محسوس ہو جاتی ہیں اور بعض اللہ کے بندوں کو اس سے بھی پہلے ظاہر ہو جاتی ہیں۔ ابوالعباسؒ کہتے

ہیں کہ میں اپنے شہر اشبیلہ میں بیمار پڑا ہوا تھا میں نے دیکھا کہ بہت سے پرند بڑے بڑے اور مختلف رنگ کے سفید سرخ، سبز ہیں جو ایک ہی دفعہ سب کے سب پر سمیٹ لیتے ہیں اور ایک ہی مرتبہ کھول دیتے ہیں اور بہت سے آدمی ہیں جن کے ہاتھ میں بڑے بڑے طباق ڈھکے ہوئے ہیں جن کے اندر کچھ رکھا ہوا ہے۔ میں اس سب کو دیکھ کر یہ سمجھا کہ یہ موت کے تحفے ہیں۔ میں جلدی جلدی کلمہ طیبہ پڑھنے لگا۔ ان میں سے ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ تمہارا وقت ابھی نہیں آیا۔ یہ ایک اور مومن کیلئے تحفہ ہے جس کا وقت آ گیا ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا جب انتقال ہونے لگا تو فرمایا مجھے بٹھا دو لوگوں نے بٹھا دیا۔ پھر فرمایا۔ (یا اللہ) تو نے مجھے بہت سے کاموں کا حکم فرمایا مجھ سے اس میں کوتاہی ہوئی تو نے مجھے بہت سی باتوں سے منع فرمایا مجھ سے اس میں نافرمانی ہوئی۔ تین مرتبہ یہی کہتے رہے اس کے بعد فرمایا لیکن لا الہ الا اللہ یہ فرما کر ایک جانب غور سے دیکھنے لگے۔ کسی نے پوچھا کیا دیکھتے ہو فرمایا کچھ سبز چیزیں ہیں نہ وہ آدمی ہیں نہ جن۔ اس کے بعد انتقال فرمایا۔ زبیدہؓ کو کسی نے خواب میں دیکھا۔ اس سے پوچھا کیا گزری۔ اس نے کہا ان چار کلموں کی بدولت میری مغفرت ہو گئی۔ لا الہ الا اللہ اللہی بھا عمری لا الہ الا اللہ ادخل بھا قبری لا الہ الا اللہ اخلو بھا وحدی لا الہ الا اللہ القی بھا ربی۔ (لا الہ الا اللہ کے ساتھ اپنی عمر کو ختم کرو گئی اور لا الہ الا اللہ ہی کو قبر میں لے کر جاؤں گی اور لا الہ الا اللہ ہی کے ساتھ تنہائی کا وقت گزاروں گی اور لا الہ الا اللہ ہی کو لے کر اپنے رب کے پاس جاؤں گی۔

دعا کیجئے: اے اللہ! ہمیں بخش دیجئے اور ہمارے گھروں میں وسعت اور رزق میں برکت عطا فرما دیجئے۔

اے اللہ! ہم آپ سے دین و دنیا اور اہل و عیال میں معافی اور اچھے انجام کا سوال کرتے ہیں۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

گناہ کے کفارہ کے لئے نیکی کرنا

عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال قلت یا رسول اللہ اوصنی قال اذا عملت سیئۃ فاتبعها حسنة
تمحھا قلت یا رسول اللہ امن الحسنات لا الہ الا اللہ قال ہی افضل الحسنات (رواہ احمد)
ترجمہ: حضرت ابو ذر غفاریؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کوئی وصیت فرما دیجئے ارشاد ہوا کہ جب کوئی برائی سرزد
ہو جائے تو کفارہ کے طور پر فوراً کوئی نیک کام کر لیا کرو (تاکہ برائی کی نحوست دھل جائے) میں نے عرض کیا یا رسول
اللہ لا الہ الا اللہ پڑھنا بھی نیکیوں میں داخل ہے حضورؐ نے فرمایا کہ یہ تو ساری نیکیوں میں افضل ہے۔

آپ کو مردوں میں شمار کرو اور اللہ کی یاد ہر پتھر اور ہر درخت کے
قریب کر (تاکہ بہت سے گواہ قیامت کے دن ملیں) اور جب
کوئی برائی ہو جائے تو اس کے کفارہ میں کوئی نیکی کیا کر۔ اگر
برائی مخفی کی ہے تو نیکی بھی مخفی ہو اور اگر برائی کو علی الاعلان کیا ہے
تو اسکے کفارہ میں نیکی بھی علی الاعلان ہو۔

چالیس ہزار نیکیاں:

حضور کا ارشاد ہے کہ جو شخص لا الہ الا اللہ واحد احد
صمد الم یخذ صاحبة ولا ولدا ولم یکن له کفو احد کو
دس مرتبہ پڑھے گا چالیس ہزار نیکیاں اس کے لئے لکھی جائیں گی۔
فائدہ: کلمہ طیبہ کی خاص خاص مقدار پر بھی حدیث کی
کتابوں میں بڑی فضیلتیں ذکر فرمائی گئی ہیں۔ ایک حدیث میں
آیا ہے جب تم فرض نماز پڑھا کرو تو ہر فرض کے بعد دس مرتبہ
لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک له له الملک وله
الحمد وهو علی کل شیء قدیدر۔ پڑھا کرو اس کا ثواب
ایسا ہے کہ جیسے ایک غلام آزاد کیا۔

بیس لاکھ نیکیاں:

دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ جو شخص لا الہ الا اللہ وحدہ
لا شریک له احدا صمدا لم یلد ولم یولد ولم یکن له

تشیخ: برائی اگر گناہ صغیرہ ہے تو نیکی سے اس کا محو ہو
جانا اور مٹ جانا ظاہر ہے اور اگر کبیرہ ہے تو قواعد کے موافق
توبہ سے محو ہو سکتی ہے یا محض اللہ کے فضل سے جیسا بھی گزر چکا
ہے بہر صورت محو ہونے کا مطلب یہ ہے کہ پھر وہ گناہ نہ
اعمال نامہ میں رہتا ہے نہ کہیں اس کا ذکر ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک
حدیث میں وارد ہے کہ جب بندہ توبہ کرتا ہے تو حق تعالیٰ شانہ
وہ گناہ کرانا کاتبین کو بھلا دیتے ہیں اور اس گناہ گار کے ہاتھ
پاؤں کو بھی بھلا دیتے ہیں اور زمین کے اس حصہ کو بھی جس پر وہ
گناہ کیا گیا ہے حتیٰ کہ کوئی بھی اس گناہ کی گواہی دینے والا نہیں
رہتا۔ گواہی کا مطلب یہ ہے کہ قیامت میں آدمی کے ہاتھ
پاؤں اور بدن کے دوسرے حصے نیک یا بد اعمال جو بھی کئے ہوں
ان کی گواہیاں دیں گے حدیث بالا کی تائید ان روایات سے بھی
ہوتی ہے جن میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ گناہ سے توبہ کر نیوالا ایسا
ہے جیسا کہ گناہ کیا ہی نہیں۔ یہ مضمون کئی حدیثوں میں وارد ہوا
ہے۔ توبہ اسکو کہتے ہیں کہ جو گناہ ہو چکا اس پر انتہائی ندامت اور
شرم ہو اور آئندہ کیلئے پکا ارادہ ہو کہ پھر کبھی اس گناہ کو نہیں
کرونگا۔ ایک دوسری حدیث میں حضور کا ارشاد وارد ہوا ہے کہ
اللہ کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ بنا اور ایسے اخلاص
سے عمل کیا کر جیسا کہ وہ پاک ذات تیرے سامنے ہو اور اپنے

کھوا احد۔ پڑھے اس کے لئے بیس لاکھ نیکیاں لکھی جائیں گی۔

انعام و احسان کی بارش

کس قدر اللہ جل شانہ کی طرف سے انعام و احسان کی بارش ہے کہ ایک معمولی سی چیز کے پڑھنے پر جس میں نہ مشقت نہ وقت خرچ ہو پھر بھی ہزار ہزار لاکھ لاکھ نیکیاں عطا ہوتی ہیں لیکن ہم لوگ اس قدر غفلت اور دنیاوی اغراض کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں کہ ان الطاف کی بارشوں سے کچھ بھی وصول نہیں کرتے۔ اللہ جل شانہ کے یہاں ہر نیکی کے لئے کم از کم دس گنا ثواب تو متعین ہی ہے۔ بشرطیکہ اخلاص سے ہو۔ اس کے بعد اخلاص ہی کے اعتبار سے ثواب بڑھتا رہتا ہے۔ حضور کا ارشاد ہے کہ اسلام لانے سے جتنے گناہ حالت کفر میں کئے ہیں وہ معاف ہو جاتے ہیں اس کے بعد پھر حساب ہے ہر نیکی دس گنا سے لے کر سات سو تک اور جہاں تک اللہ چاہیں لکھی جاتی ہے۔ اور برائی ایک ہی لکھی جاتی ہے اور اگر اللہ جل شانہ اس کو معاف فرمادیں تو وہ بھی نہیں لکھی جاتی۔ دوسری حدیث میں ہے کہ جب بندہ نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو صرف ارادہ سے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور جب عمل کرتا ہے تو دس نیکیاں سات سو تک اور اس کے بعد جہاں تک اللہ تعالیٰ شانہ چاہیں لکھی جاتی ہیں۔ اس قسم کی اور بھی احادیث بکثرت ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہ کے یہاں دینے میں کمی نہیں کوئی لینے والا ہو یہی چیز اللہ والوں کی نگاہ میں ہوتی ہے جس کی وجہ سے دنیا کی بڑی سے بڑی دولت بھی ان کو نہیں لبھا سکتی۔ اللہم اجعلنی منہم

اعمال کی اور آدمیوں کی اقسام:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اعمال چھ طریقے کے ہیں اور آدمی چار طریقے کے۔ دو عمل تو واجب کر نیوالے ہیں اور دو برابر برابر اور ایک دس گنا اور ایک سات سو

گنا۔ دو عمل جو واجب کر نیوالے ہیں۔ ایک یہ کہ جو شخص اس حال میں مرے کہ شرک نہ کرتا ہو وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا۔ دوسرے جو شخص شرک کی حالت میں مرے ضرور جہنم جائے گا اور جو عمل برابر برابر ہے۔ وہ نیکی کا ارادہ ہے کہ دل اس کے لئے پختہ ہو گیا مگر اس عمل کی نوبت نہ آئی ہو اور دس گنا اجر ہے اگر عمل بھی کر لے اور اللہ کے راستہ میں جہاد وغیرہ میں (خرچ کرنا سات سو درجہ کا اجر رکھتا ہے اور گناہ اگر کرے تو ایک کا بدلہ ایک ہی ہے اور چار قسم کے آدمی یہ ہیں کہ بعض لوگ ایسے ہیں کہ جن پر دنیا میں وسعت ہے آخرت میں تنگی ہے، بعض ایسے ہیں جن پر دنیا میں تنگی ہے آخرت میں وسعت، بعض ایسے ہیں کہ جن پر دونوں جگہ تنگی ہے (کہ دنیا میں فقر آخرت میں عذاب ہے) بعض ایسے ہیں کہ دونوں جہان میں وسعت ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک آدمی کا سوال

ایک شخص حضرت ابو ہریرہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا میں نے سنا ہے آپ یہ نقل کرتے ہیں کہ اللہ جل شانہ بعض نیکیوں کا بدلہ دس لاکھ گنا عطا فرماتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا۔ اس میں تعجب کی کیا بات ہے میں نے خدا کی قسم ایسا ہی سنا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ بعض نیکیوں کا ثواب بیس لاکھ تک ملتا ہے اور جب حق تعالیٰ شانہ يَضْعِفُهَا وَيُؤْتِي مِنْ لَدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا ارشاد فرمائیں (اس کے ثواب کو بڑھاتے ہیں اور اپنے پاس سے بہت سا اجر دیتے ہیں) جس چیز کو اللہ تعالیٰ اجر عظیم فرمائیں اسکی مقدار کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ ثواب کی اتنی بڑی مقداریں جب ہی ہو سکتی ہیں جب ان الفاظ کے معانی کا تصور اور لحاظ کر کے پڑھے کہ یہ اللہ تعالیٰ شانہ کی اہم صفات ہیں۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

جنت کے آٹھوں دروازوں کا کھلنا

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما منکم من احد يتوضاء فیبلغ اوفیسبغ الرضوء ثم یقول اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له واشهد ان محمدا عبده ورسوله الا نتحت له ابواب الجنة الثمانية یدخل من ایها شاء (رواه مسلم)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص وضو کرے اور اچھی طرح کرے (یعنی سنتوں اور آداب کی پوری رعایت کرے) پھر یہ دعا پڑھے۔ اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له واشهد ان محمدا عبده ورسوله اس کیلئے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں جس دروازے سے دل چاہے داخل ہو۔

جب بھی لا الہ الا اللہ تلقین کرو جس شخص کا اول کلمہ لا الہ الا اللہ ہو اور آخری کلمہ لا الہ الا اللہ ہو وہ ہزار برس بھی زندہ رہے تو (ان شاء اللہ) کسی گناہ کا اس سے مطالبہ نہیں ہوگا (یا اس وجہ سے کہ گناہ صادر نہ ہوگا یا اگر صادر ہوا تو توبہ وغیرہ سے معاف ہو جائے گا یا اس وجہ سے کہ اللہ جل جلالہ اپنے فضل سے معاف فرمائیں گے)

مرنے والے کو تلقین:

تلقین اس کو کہتے ہیں کہ مرتے وقت آدمی کے پاس بیٹھ کر کلمہ پڑھا جائے تاکہ اس کو سن کر وہ بھی پڑھنے لگے اس پر اس وقت جبر یا تقاضا نہیں کرنا چاہیے کہ وہ شدت تکلیف میں ہوتا ہے اخیر وقت میں کلمہ تلقین کرنے کا حکم اور بھی بہت سی احادیث صحیحہ میں وارد ہوا ہے۔ متعدد حدیثوں میں یہ بھی ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم وارد ہوئی ہے کہ جس شخص کو مرتے وقت لا الہ الا اللہ نصیب ہو جائے اسکے گناہ ایسے گر جاتے ہیں جیسے سیلاب کی وجہ سے تعمیر۔ بعض احادیث میں یہ بھی آیا ہے کہ جس شخص کو مرتے وقت یہ مبارک کلمہ نصیب ہو جاتا ہے تو کچھلی خطائیں معاف ہو جاتی ہیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ منافق کو اس کلمہ کی توفیق نہیں ہوتی۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ اپنے مردوں کو لا الہ الا اللہ کا توشہ دیا کرو۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص کسی بچہ کی پرورش کرے یہاں

تسبیح: جنت میں داخل ہونے کے لئے ایک دروازہ بھی کافی ہے پھر آٹھوں کا کھل جانا یہ غایت اعزاز و اکرام کے طور پر ہے۔ ایک حدیث میں وارد ہوا کہ جو شخص اس حال میں مرے کہ اللہ کے ساتھ شرک نہ کرتا ہو اور ناحق کسی کا خون نہ کیا ہو وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔

قیامت کے دن چودھویں کے چاند جیسا چہرہ:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص سو مرتبہ لا الہ الا اللہ پڑھا کرے حق تعالیٰ شانہ قیامت کے دن اس کو ایسا روشن چہرہ والا اٹھائیں گے جیسے چودھویں رات کا چاند ہوتا ہے اور جس دن یہ تسبیح پڑھے اس دن اس سے افضل عمل والا وہی شخص ہو سکتا ہے جو اس سے زیادہ پڑھے۔

متعدد آیات و روایات سے یہ مضمون ثابت ہوتا ہے کہ لا الہ الا اللہ دل کے لئے بھی نور ہے اور چہرے کے لئے بھی نور ہے اور یہ تو مشاہدہ بھی ہے کہ جن اکابر کا اس کلمہ کی کثرت معمول ہے ان کا چہرہ دنیا ہی میں نورانی ہوتا ہے۔

ہر قسم کے گناہ سے حفاظت:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بچہ کو شروع میں جب وہ بولنا سیکھنے لگے لا الہ الا اللہ یاد کراؤ اور جب مرنے کا وقت آئے

کرتا رہے اور اللہ تعالیٰ شانہ سے توفیق کی دعا کرتا رہے۔

کلمہ طیبہ سے کوئی عمل بڑھ نہیں سکتا:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لا الہ الا اللہ سے نہ کوئی عمل بڑھ سکتا ہے اور نہ یہ کلمہ کسی گناہ کو چھوڑ سکتا ہے۔

کسی عمل کا اس سے نہ بڑھ سکتا تو ظاہر ہے کہ کوئی بھی عمل ایسا نہیں ہے جو بغیر کلمہ طیبہ پڑھے کارآمد ہو سکتا ہے نماز روزہ حج

زکوٰۃ غرض ہر عمل ایمان کا محتاج ہے۔ اگر ایمان ہے تو وہ اعمال بھی

مقبول ہو سکتے ہیں۔ ورنہ نہیں اور کلمہ طیبہ جو خود ایمان لانا ہی ہے وہ

کسی عمل کا بھی محتاج نہیں۔ اسی وجہ سے اگر کوئی شخص فقط ایمان

رکھتا ہو اور ایمان کے علاوہ کوئی عمل صالح نہ ہو تو بھی وہ کسی نہ کسی

وقت ان شاء اللہ جنت میں ضرور جائے گا اور جو شخص ایمان نہ رکھتا

ہو خواہ وہ کتنے ہی پسندیدہ اعمال کرے نجات کے لئے کافی نہیں۔

دوسرا جزو کسی گناہ کو نہ چھوڑنا ہے اگر اس اعتبار سے دیکھا جائے کہ

جو شخص آخری وقت میں مسلمان ہو اور کلمہ طیبہ پڑھنے کے بعد فوراً

ہی مر جائے تو ظاہر ہے کہ اس ایمان لانے سے پہلے کفر کی حالت

میں جتنے گناہ کئے تھے وہ سب بالا جماع جاتے رہے اور اگر پہلے

سے پڑھنا مراد ہو تو حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ یہ کلمہ دلوں

کی صفائی اور صیقل ہونے کا ذریعہ ہے۔ جب اس پاک کلمہ کی

کثرت ہوگی تو دل کی صفائی کی وجہ سے توبہ کئے بغیر چین ہی نہ

پڑے گا اور آخر کار گناہوں کی معافی کا ذریعہ بن جائے گا۔ ایک

حدیث میں آیا ہے کہ جس شخص کو سونے کے وقت اور جاگنے کے

وقت لا الہ الا اللہ کا اہتمام ہو اس کو دنیا بھی اور آخرت پر مستعد

کریگی اور مصیبت سے اس کی حفاظت کرے۔

وَ اخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہنے لگے اس سے حساب معاف ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص نماز کی پابندی کرتا ہے مرنے کے

وقت ایک فرشتہ اس کے پاس آتا ہے جو شیطان کو دور کر دیتا ہے اور

مرنے والے کو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تلقین کرتا ہے۔

ایک بات کثرت سے تجربہ میں آئی ہے کہ اکثر و بیشتر تلقین کا فائدہ

جب ہی ہوتا ہے کہ زندگی میں بھی اس کلمہ پاک کی کثرت رکھتا

ہو۔ ایک شخص کا قصہ لکھا ہے کہ بھس فروخت کیا کرتا تھا۔ جب اس

کے مرنے کا وقت آیا تو لوگ اس کو کلمہ طیبہ کی تلقین کرتے تھے اور وہ

کہتا تھا کہ یہ گٹھ اتنے کا ہے اور یہ اتنے کا ہے اس طرح اور بھی متعدد

واقعات ہیں اور مشاہدہ میں بھی آتے ہیں۔

بعض دفعہ کسی گناہ کی وجہ سے مرتے وقت کلمہ

نصیب نہیں ہوتا:

بسا اوقات کسی گناہ کا کرنا بھی اس کا سبب بن جاتا ہے کہ

مرتے وقت کلمہ طیبہ نصیب نہیں ہوتا۔ علماء نے لکھا ہے کہ ایون

کھانے میں ستر نقصان ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ مرتے

وقت کلمہ یاد نہیں آتا۔ اس کے بالمقابل مسواک میں ستر

فائدے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ مرتے وقت کلمہ طیبہ یاد

آتا ہے۔ ایک شخص کا قصہ لکھا ہے کہ مرتے وقت اس کو کلمہ

شہادت تلقین کیا گیا وہ کہنے لگا کہ اللہ سے دعا کرو میری زبان

سے نکلتا نہیں۔ لوگوں نے پوچھا کیا بات ہے اس نے کہا میں

تولنے میں بے احتیاطی کرتا تھا۔ ایک دوسرے شخص کا قصہ ہے

کہ جب اس کو تلقین کی گئی تو کہنے لگا کہ مجھ سے کہا نہیں جاتا۔

لوگوں نے پوچھا کیا بات ہے اس نے کہا کہ ایک عورت مجھ سے

تولیہ خریدنے آئی تھی مجھے اچھی لگی میں اس کو دیکھتا رہا اور بھی

بہت سے واقعات اس نوع کے ہیں جن میں سے بعض تذکرہ

قرطبیہ میں بھی لکھے ہیں۔ بندہ کا کام ہے کہ گناہوں سے توبہ

ایمان کا سب سے اعلیٰ اور ادنیٰ درجہ

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الایمان بضع و سبعون شعبۃ فافضلها قول لا الہ الا اللہ وادناها اماطۃ الاذی عن الطريق الحیاء شعبۃ من الایمان (رواہ ابن ماجہ)
ترجمہ: حضور کا ارشاد ہے کہ ایمان کی ستر سے زیادہ شاخیں ہیں (بعض روایات میں ستر آئی ہیں) ان میں سے افضل لا الہ الا اللہ کا پڑھنا ہے اور سب سے کم درجہ راستہ سے کسی تکلیف دہ چیز (اینٹ، لکڑی، کانٹے وغیرہ) کا ہٹا دینا ہے اور حیا بھی (ایک خصوصی) شعبہ ہے ایمان کا۔

حیاء کی خصوصیت:

تشریح: حیا کو خصوصی اہتمام کی وجہ سے ذکر فرمایا کہ یہ بہت سے گناہوں زنا، چوری، فحش گوئی، ننگا ہونا، گالی گلوچ وغیرہ سے بچنے کا سبب ہے۔ اس طرح رسوائی کے خیال سے بہت سے نیک کام کرنے ضروری ہو جاتے ہیں۔ بلکہ دنیا اور آخرت کی شرم سارے ہی نیک کاموں پر ابھارتی ہے۔ نماز، زکوٰۃ، حج وغیرہ تو ظاہر ہیں اسی طرح سے اور بھی تمام احکام بجالانے کا سبب ہے۔ اسی وجہ سے مثل مشہور ہے ”توبیخیا باش و ہرچہ خواہی کن“ تو بے غیرت ہو جا پھر جو چاہے کر۔ اس معنی میں صحیح حدیث بھی وارد ہے۔ اذالم تستحی فاصنع ما شئت جب تو حیا دار نہ رہے تو پھر جو چاہے کر کہ ساری فکر غیرت اور شرم ہی کی ہے اگر حیا ہے تو یہ خیال بھی ضروری ہے کہ نماز نہ پڑھوں گا تو آخرت میں کیا منہ دکھلاؤں گا اور شرم نہیں ہے تو پھر یہ خیال ہوتا ہے کہ کوئی کہہ کر کیا کرے گا۔

حدیث شریف کا مصداق

اس حدیث شریف میں ایمان کی ستر سے زیادہ شاخیں ارشاد فرمائی ہیں۔ اس بارے میں روایات مختلف وارد ہوئی ہیں اور متعدد روایات میں ستر کا عدد آیا ہے اسی لئے ترجمہ میں

اس طرف اشارہ بھی کر دیا تھا۔ اس ستر کی تفصیل میں علماء نے بہت سی مستقل تصانیف فرمائی ہیں۔ امام ابو حاتم بن حبان فرماتے ہیں کہ میں اس حدیث کا مطلب ایک مدت تک سوچتا رہا۔ جب عبادتوں کو گنتا تو وہ ستر سے بہت زیادہ ہو جاتیں۔ احادیث کو تلاش کرتا اور حدیث شریف میں جن چیزوں کو خاص طور سے ایمان کی شاخوں کے ذیل میں ذکر کیا ہے ان کو شمار کرتا تو وہ اس عدد سے کم ہو جاتیں میں قرآن پاک کی طرف متوجہ ہوا اور قرآن شریف میں جن چیزوں کو ایمان کے ذیل میں ذکر کیا ہے۔ ان کو شمار کیا تو وہ بھی اس عدد سے کم تھیں تو میں نے قرآن اور حدیث شریف دونوں کو جمع کیا اور دونوں میں جن چیزوں کو ایمان کا جزو قرار دیا ان کو شمار کر کے جو چیزیں دونوں میں مشترک تھیں۔ ان کو ایک ایک عدد شمار کر کے میزان دیکھی تو دونوں کا مجموعہ مکررات کو نکال کر اس عدد کے موافق ہو گیا تو میں سمجھا کہ حدیث شریف کا مفہوم یہی ہے۔ قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ ایک جماعت نے ان شاخوں کی تفصیل بیان کرنے کا اہتمام کیا ہے اور اجتہاد سے ان تفصیلات کے مراد ہونے کا حکم لگایا ہے۔ حالانکہ اس مقدار کی خصوصی تفصیل نہ معلوم ہونے سے ایمان میں کوئی نقص پیدا نہیں ہوتا

جبکہ ایمان کے اصول و فروغ سارے بالتفصیل معلوم و محقق ہیں۔ خطابی فرماتے ہیں کہ اس تعداد کی تفصیل اللہ کے اور اسکے رسول کے علم میں ہے اور شریعت مطہرہ میں موجود ہے تو اس تعداد کے ساتھ تفصیل کا علم نہ ہونا کچھ مضرب نہیں۔

ایمان کی شاخوں کی تفصیل

امام نووی فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان شاخوں میں سب سے اعلیٰ توحید یعنی کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کو قرار دیا ہے جس سے معلوم ہو گیا کہ ایمان میں سب سے اوپر اس کا درجہ ہے اس سے اوپر اور کوئی چیز ایمان کی شاخ نہیں ہے جس سے یہ بات معلوم ہو گئی کہ اصل توحید ہے جو ہر مکلف پر ضروری ہے اور سب سے نیچے دفع کرنا ہے اس چیز کا جو کسی مسلمان کو نقصان پہنچانے کا احتمال رکھتی ہو۔ باقی سب شاخیں ان کے درمیان ہیں جن کی تفصیل معلوم ہونا ضروری نہیں۔ اجمالاً ان پر ایمان لانا کافی ہے جیسا کہ سب فرشتوں پر ایمان لانا ضروری ہے لیکن ان کی تفصیل اور ان کے نام ہم نہیں جانتے لیکن ایک جماعت محدثین نے ان سب شاخوں کی تفصیل میں مختلف تصانیف فرمائی ہیں۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ دراصل ایمان کامل تین چیزوں کے مجموعہ کا نام ہے اول تصدیق قلبی یعنی دل سے جملہ امور کا یقین کرنا دوسرے زبان کا اقرار و عمل۔ تیسرے بدن کے اعمال یعنی ایمان کی جملہ شاخیں تین حصوں پر منقسم ہیں۔ اول وہ جن کا تعلق نیت و اعتقاد اور عمل قلبی سے ہے۔ دوسرے وہ جن کا تعلق زبان سے ہے۔ تیسرے وہ جن کا تعلق باقی حصہ بدن سے ہے۔ ایمان کی جملہ چیزیں ان تین میں داخل ہیں۔

پہلی قسم: جو تمام عقائد کو شامل ہے اس کا خلاصہ تین چیزیں ہیں۔

(۱) اللہ پر ایمان لانا جس میں اس کی ذات اس کی صفات پر ایمان لانا داخل ہے اور اس کا یقین بھی کہ وہ پاک ذات ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور نہ اس کا کوئی مثل ہے۔
(۲) اللہ کے ماسوا سب چیزیں بعد کی پیداوار ہیں۔ ہمیشہ سے وہی ایک ذات ہے۔

(۳) فرشتوں پر ایمان لانا۔

(۴) اللہ کی اتاری ہوئی کتابوں پر ایمان لانا۔

(۵) اللہ کے رسولوں پر ایمان لانا۔

(۶) تقدیر پر ایمان لانا کہ بھلی ہو یا بری سب اللہ کی طرف سے ہے۔

(۷) قیامت کے حق ہونے پر ایمان لانا جس میں قبر کا سوال جواب، قبر کا عذاب مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا، حساب ہونا، اعمال کا تلنا اور پل صراط پر گزرنا سب ہی داخل ہے۔
(۸) جنت کا یقین ہونا اور یہ کہ مومن ان شاء اللہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔

(۹) جہنم کا یقین ہونا اور یہ کہ اس میں سخت سے سخت عذاب ہیں اور وہ بھی ہمیشہ ہمیشہ رہے گی۔
(۱۰) اللہ تعالیٰ شانہ سے محبت رکھنا۔

(۱۱) اللہ کے واسطے دوسروں سے محبت رکھنا اور اللہ ہی کے واسطے بغض رکھنا (یعنی اللہ والوں سے محبت رکھنا اور اس کی نافرمانی کر نیوالوں سے بغض رکھنا) اور اسی میں داخل ہے۔ صحابہ کرامؓ بالخصوص مہاجرین اور انصار کی محبت اور آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت۔

(۱۲) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھنا جس میں آپ کی تعظیم بھی آگئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود

(۲۵) خود بینی اور خود ستائی کا چھوڑنا جس میں اصلاح نفس بھی داخل ہے
 (۲۶) کینہ اور خلش نہ رکھنا جس میں حسد بھی داخل ہے
 (۲۷) عینیت میں یہ نمبر رہ گیا ہے میرے خیال میں اس جگہ حیا کرنا ہے جو کاتب کی غلطی سے رہ گیا ہے۔
 (۲۸) غصہ نہ کرنا
 (۲۹) فریب نہ دینا جسمیں بدگمانی نہ کرنا اور کسی کے ساتھ مکر نہ کرنا بھی داخل ہے
 (۳۰) دنیا کی محبت دل سے نکال دینا جس میں مال کی ور جاہ کی محبت بھی داخل ہے۔ علامہ عینی فرماتے ہیں کہ امور بالا میں دل کے تمام اعمال داخل ہیں۔ اگر کوئی چیز بظاہر خارج معلوم ہو تو وہ غور سے ان نمبروں میں سے کسی نہ کسی نمبر میں داخل ہوگی۔

شریف پڑھنا بھی اور آپ کی سنتوں کا اتباع کرنا بھی داخل ہے۔
 (۱۳) اخلاص جس میں ریا نہ کرنا اور نفاق سے بچنا بھی داخل ہے۔
 (۱۴) توبہ یعنی دل سے گناہوں پر ندامت اور آئندہ نہ کرنے کا عہد
 (۱۵) اللہ کا خوف۔
 (۱۶) اللہ کی رحمت کا امیدوار ہونا
 (۱۷) اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا
 (۱۸) شکر گزاری (۱۹) وفا (۲۰) صبر
 (۲۱) تواضع جس میں بڑوں کی تعظیم بھی داخل ہے۔
 (۲۲) شفقت و رحمت جس میں بچوں پر شفقت کرنا بھی داخل ہے
 (۲۳) مقدر پر راضی ہونا (۲۴) توکل

دعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں اپنے ذکر کی توفیق عطا فرمائیے۔
 اے اللہ! ہمیں اپنے حقیقی ذکر یعنی ہمہ وقت آپ کے احکامات کو پیش نظر رکھتے ہوئے زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔
 اے اللہ! ہمیں اپنی محبت نصیب فرمائیے اور مسنون اذکار و وظائف کو صبح و شام پڑھنے کی توفیق عطا فرمائیے۔
 اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم سب سے زیادہ آپ کا ذکر کرنے والے سب سے زیادہ آپ کو فرمانبرداری کرنے والے اور سب سے زیادہ آپ سے محبت کرنے والے بن جائیں۔
 اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم اپنے سارے دل کیساتھ آپ سے محبت کریں اور آپ کو راضی کرنے میں اپنی ساری کوششیں صرف کر دیں۔

اے اللہ! ہم آپ سے دین و دنیا اور اہل و عیال میں معافی اور اچھے انجام کا سوال کرتے ہیں۔
 اے اللہ! ہمیں بخش دیجئے اور ہمارے گھروں میں وسعت اور رزق میں برکت عطا فرما دیجئے۔

وَ اخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

ایمان کا سب سے اعلیٰ اور ادنیٰ درجہ

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الایمان بضع و سبعون شعبۃ فافضلها قول لا الہ الا اللہ وادناها امانة الاذی عن الطريق الحیاء شعبۃ من الایمان (رواہ ابن ماجہ)
ترجمہ: حضور کا ارشاد ہے کہ ایمان کی ستر سے زیادہ شاخیں ہیں (بعض روایات میں ستر آئی ہیں) ان میں سے افضل لا الہ الا اللہ کا پڑھنا ہے اور سب سے کم درجہ راستہ سے کسی تکلیف دہ چیز (اینٹ، لکڑی، کانٹے وغیرہ) کا ہٹا دینا ہے اور حیا بھی (ایک خصوصی) شعبہ ہے ایمان کا۔

دوسری قسم: زبان کا عمل تھا اس کے سات شعبے ہیں

(۱) کلمہ طیبہ کا پڑھنا

(۲) قرآن پاک کی تلاوت کرنا

(۳) علم سیکھنا (۴) علم دوسروں کو سکھانا

(۵) دعا کرنا (۶) اللہ کا ذکر جس میں استغفار بھی داخل ہے

(۷) لغو باتوں سے بچنا۔

تیسری قسم: باقی بدن کے اعمال ہیں یہ کل چالیس ہیں جو تین حصوں پر منقسم ہیں۔

پہلا حصہ: اپنی ذاتوں سے تعلق رکھتا ہے یہ سولہ شاخیں ہیں۔

(۱) پاکی حاصل کرنا جس میں بدن کی پاکی، کپڑے کی

پاکی، مکان کی پاکی سب ہی داخل ہیں اور بدن کی پاکی میں وضو بھی داخل ہے اور حیض و نفاس اور جنابت کا غسل بھی

(۲) نماز کی پابندی کرنا اس کو قائم کرنا جس میں فرض نفل

اداقضا سب داخل ہے

(۳) صدقہ جس میں زکوٰۃ صدقہ فطر وغیرہ بھی داخل

ہے اور بخشش کرنا، لوگوں کو کھانا کھلانا، مہمان کا اکرام کرنا اور

غلاموں کا آزاد کرنا بھی داخل ہے

(۴) روزہ فرض ہو یا نفل

(۵) حج کرنا فرض ہو یا نفل اور اسی میں عمرہ بھی داخل ہے

اور طواف بھی

(۶) اعتکاف کرنا جسمیں لیلۃ القدر کو تلاش کرنا بھی داخل ہے

(۷) دین کی حفاظت کے لئے گھر چھوڑنا جسمیں ہجرت

بھی داخل ہے

(۸) نذر کا پورا کرنا (۹) قسموں کی نگہداشت رکھنا

(۱۰) کفاروں کا ادا کرنا

(۱۱) ستر کا نماز میں اور نماز کے علاوہ ڈھانکنا

(۱۲) قربانی کرنا اور قربانی کے جانوروں کی خبر گیری کرنا

اور ان کا اہتمام کرنا

(۱۳) جنازہ کا اہتمام کرنا اسکے جملہ امور کا انتظام کرنا

(۱۴) قرض کا ادا کرنا (۱۵) معاملات کا درست کرنا سود سے بچنا

(۱۶) سچی بات کی گواہی دینا حق کو نہ چھپانا۔

دوسرا حصہ: کسی دوسرے کے ساتھ کے برتاؤ کا ہے اس کی

چھ شاخیں ہیں

(۱) نکاح کے ذریعہ سے حرام کاری سے بچنا

(۲) اہل و عیال کے حقوق کی رعایت کرنا اور ان کا ادا کرنا

اسمیں نوکروں اور خادموں کے حقوق بھی داخل ہیں

- (۳) والدین کیساتھ سلوک کرنا، نرمی برتنا، فرمانبرداری کرنا
 (۴) اولاد کی اچھی تربیت کرنا (۵) صلہ رحمی کرنا
 (۶) بڑوں کی فرمانبرداری اور اطاعت کرنا۔
 تیسرا حصہ: حقوق عامہ کا ہے جو اٹھارہ شعبوں پر منقسم ہے۔
 (۱) عدل کے ساتھ حکومت کرنا
 (۲) حقانی جماعت کا ساتھ دینا
 (۳) حکام کی اطاعت کرنا (بشرطیکہ خلاف شرع حکم نہ ہو)
 (۴) آپس کے معاملات کی اصلاح کرنا جسمیں مفسدوں
 کو سزا دینا، باغیوں سے جہاد کرنا بھی داخل ہے
 (۵) نیک کاموں میں دوسروں کی مدد کرنا
 (۶) نیک کاموں کا حکم کرنا اور بری باتوں سے روکنا
 جسمیں وعظ و تبلیغ بھی داخل ہے
 (۷) حدود کا قائم کرنا
 (۸) جہاد کرنا جسمیں مورچوں کی حفاظت بھی داخل ہے
 (۹) امانت کا ادا کرنا جسمیں خمس جو غنیمت کے مالوں
 میں ہوتا ہے وہ بھی داخل ہے
 (۱۰) قرض کا دینا اور ادا کرنا
 (۱۱) پڑوسیوں کا حق ادا کرنا، انکا اکرام کرنا
 (۱۲) معاملہ اچھا کرنا جس میں جائز طریقہ سے مال کا
 جمع کرنا بھی داخل ہے
 (۱۳) مال کا اپنے محل (موقع) پر خرچ کرنا اسراف اور
 بخل سے بچنا بھی اسمیں داخل ہے
 (۱۴) سلام کرنا اور سلام کا جواب دینا

- (۱۵) چھینکنے والے کو یرحمک اللہ کہنا
 (۱۶) دنیا کو اپنے نقصان سے اپنی تکلیف سے بچانا
 (۱۷) لہو و لعب سے بچنا
 (۱۸) راستہ سے تکلیف دہ چیز کا دور کرنا۔

مختلف روایات میں تطبیق:

یہ ستر شاخیں ہوتیں ان میں بعض کو ایک دوسرے میں
 منضم بھی کیا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ اچھے معاملہ میں مال کا جمع کرنا
 اور خرچ کرنا دونوں داخل ہو سکتے ہیں۔ اس طرح سے غور سے
 اور بھی اعداد کو کم کیا جاسکتا ہے اور اس لحاظ سے ستر والی روایت یا
 سرٹھ والی روایت کے تحت میں بھی یہ تفصیل آ سکتی ہے۔ اس
 تفصیل میں بندہ نے علامہ عینیؒ کے کلام کو جو بخاری شریف کی
 شرح میں ہے اصل قرار دیا ہے کہ انہوں نے نمبر وار ان چیزوں
 کو ذکر فرمایا ہے اور حافظ ابن حجر کی فتح الباری اور علامہ قاریؒ
 کی مرقات سے توضیح و اضافہ کیا ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ ایمان
 کے سارے شعبے مجملہ یہ ہیں جو مذکور ہوئے۔ آدمی کو چاہیے کہ
 ان میں غور و فکر کرے جو اوصاف اسمیں ان میں سے پائے
 جاتے ہوں ان پر اللہ جل شانہ کا شکر ادا کرے کہ اسی کی توفیق و
 لطف سے ہر بھلائی حاصل ہو سکتی ہے اور جن اوصاف میں کمی ہو
 انکے حاصل کرنے کی سعی کرے اور اللہ تعالیٰ سے ان کے حصول
 کی توفیق مانگتا رہے۔ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ۔
 ان احادیث کے بیان میں جن میں ان کلمات کی فضیلت
 اور ترغیب ذکر فرمائی گئی ہے۔

دعا کیجئے: اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم اپنے سارے دل کیساتھ آپ سے محبت کریں اور آپ کو راضی
 کرنے میں اپنی ساری کوششیں صرف کر دیں۔ اے اللہ! ہم آپ سے دین و دنیا اور اہل و عیال میں معافی اور
 اچھے انجام کا سوال کرتے ہیں۔ اے اللہ! ہمیں بخش دیجئے اور ہمارے گھروں میں وسعت اور رزق میں
 برکت عطا فرما دیجئے۔ وَآخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

دو محبوب کلمے

عن ابی ہریرۃ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کلمتان خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان حبیبتان الی الرحمن سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم **تسبیح**: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دو کلمے ایسے ہیں کہ زبان پر بہت ہلکے اور ترازو میں بہت وزنی اور اللہ کے نزدیک بہت محبوب ہیں وہ سبحان اللہ و بحمدہ اور سبحان اللہ العظیم ہیں۔

زبان پر ہلکے اور ترازو میں وزنی

تشریح: زبان پر ہلکے کا مطلب یہ ہے کہ پڑھنے میں نہ وقت خرچ ہو کہ بہت مختصر ہیں نہ یاد کرنے میں کوئی دقت یادیر لگے اور اس کے باوجود جب اعمال کے تولنے کا وقت آئیگا تو ترازو میں ان کلموں کی کثرت کی وجہ سے بہت زیادہ وزن ہو جائیگا اور اگر کوئی بھی فائدہ نہ ہوتا تو بھی اس سے بڑھ کر کیا چیز تھی کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ دو کلمے سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ امام بخاریؒ نے اپنی کتاب صحیح بخاری کو ان ہی دو کلموں پر ختم فرمایا اور یہی حدیث کتاب کے ختم پر ذکر فرمائی ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد نبویؐ ہے کہ کوئی شخص تم میں سے اس بات کو نہ چھوڑے کہ ہزار نیکیاں روزانہ کر لیا کرے۔ سبحان اللہ و بحمدہ سو مرتبہ پڑھ لیا کرے ہزار نیکیاں ہو جائیں گی۔ اتنے گناہ تو ان شاء اللہ روزانہ کے ہوں گے بھی نہیں۔ اور اس تسبیح کے علاوہ جتنے نیک کام کئے ہوں گے ان کا ثواب علیحدہ نفع میں رہا۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص صبح و شام ایک ایک تسبیح سبحان اللہ و بحمدہ کی پڑھے اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ خواہ سمندر کے جھاگوں سے بھی زیادہ ہوں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ سبحان اللہ الحمد للہ لا الہ الا اللہ اللہ اکبر سے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے (سردی میں) درخت سے پتے جھڑتے ہیں۔

سب سے پسندیدہ کلام

حضرت ابوذر غفاریؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں تجھے بتاؤں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ کلام

کیا ہے میں نے عرض کیا ضرور بتاویں ارشاد فرمایا سبحان اللہ و بحمدہ دوسری حدیث میں ہے سبحان ربی و بحمدہ ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ اللہ نے جس چیز کو اپنے فرشتوں کیلئے اختیار فرمایا وہی افضل ترین ہے اور وہ سبحان اللہ و بحمدہ ہے۔

فرشتوں کا مشغلہ

پہلی فصل میں کئی آیتوں میں یہ مضمون گزر چکا ہے کہ ملائکہ جو عرش کے قریب ہیں اور ان کے علاوہ سب اللہ جل شانہ کی تسبیح و تحمید میں مشغول رہتے ہیں ان کا مشغلہ یہی ہے کہ وہ اللہ کی پاکی بیان کرنے میں اور حمد کرنے میں مشغول رہیں۔ اسی وجہ سے جب آدم علیہ السلام کو پیدا فرمانے کا وقت ہوا تو انہوں نے یہی بارگاہ الہی میں ذکر کیا کہ نحن نسبح بحمدک و نقدس لک جیسا کہ اس سے پہلی فصل کی پہلی آیت میں گزر چکا ہے۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ آسمان (عظمت الہی کے بوجھ سے) بولتا ہے۔ (چرچا رہا ہے جیسا کہ چار پائی وغیرہ وزن سے بولنے لگتی ہے) اور آسمان کیلئے حق ہے کہ وہ بولے (کہ بیت کا بوجھ سخت ہوتا ہے) قسم ہے اس پاک ذات کی جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے کہ آسمان میں ایک پالشت جگہ بھی ایسی نہیں جہاں کوئی فرشتہ سجدہ کی حالت میں اللہ کی تسبیح و تحمید میں مشغول نہ ہو۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

جنت واجب کرنے والے کلمات

عن اسحق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنة او وجبت له الجنة و من قال سبحان اللہ وبحمدہ مائة مرة كتب اللہ له مائة الف حسنة و اربعاً و عشرين الف حسنة (رواہ الحاکم)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص لا الہ الا اللہ کہے اس کے لئے جنت واجب ہو جائیگی اور جو شخص سبحان اللہ و بحمدہ سو مرتبہ پڑھے گا اس کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ایسی حالت میں تو کوئی بھی (قیامت میں) ہلاک نہیں ہو سکتا (کہ نیکیاں غالب ہی رہیں گی) حضورؐ نے فرمایا (بعض لوگ پھر بھی ہلاک ہوں گے اور کیوں نہ ہوں) بعض آدمی اتنی نیکیاں لے کر آئینگے کہ اگر پہاڑ پر رکھ دی جائیں تو وہ دب جائے لیکن اللہ کی نعمتوں کے مقابلہ میں وہ کالعدم ہو جائیں گی۔ البتہ اللہ جل شانہ پھر اپنی رحمت اور فضل سے دستگیری فرمائیں گے۔

فرمایا ہر تسبیح صدقہ ہے ہر تکبیر صدقہ ہے۔ لا الہ الا اللہ ایک مرتبہ کہنا صدقہ۔ اللہ اکبر کہنا صدقہ ہے۔ راستہ میں کسی تکلیف دینے والی چیز کا ہٹا دینا صدقہ ہے۔ غرض بہت سے صدقات شمار کرائے۔ اس قسم کی اور بھی احادیث ہیں جن سے آدمی کی اپنی ذات میں جو اللہ کی نعمتیں ہیں ان کا بیان ہے۔ اس کے علاوہ کھانے پینے راحت و آرام کے متعلق جتنی اللہ کی نعمتیں ہر وقت میسر ہوتی ہیں۔ وہ مزید برآں

کون کون سی نعمتوں کا سوال ہوگا

قرآن پاک میں سورہ الہکم التکاثر میں بھی اس کا ذکر ہے کہ قیامت میں اللہ کی نعمتوں سے بھی سوال ہوگا۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ بدن کی صحت، کانوں کی صحت، آنکھوں کی صحت سے سوال ہوگا کہ اللہ نے یہ نعمتیں اپنے لطف سے عطا فرمائیں انکو اللہ کے کس کام میں خرچ کیا (یا چوپاؤ لہا کی طرح صرف پیٹ پالنے میں خرچ کیا) چنانچہ دوسری جگہ بنی اسرائیل میں ارشاد ہے اِنَّ النَّعْمَ وَالْبَحْرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا (کان آنکھ، دل ہر شخص سے ان سب کی قیامت کے دن پوچھ ہوگی کہ ان چیزوں

قیامت میں نعمتوں کے بارے میں بھی سوال ہوگا

ترجمہ: اللہ کی نعمتوں کے مقابلہ میں دب جانے اور کالعدم ہو جانے کا مطلب یہ ہے کہ قیامت میں جہاں نیکیاں اور برائیاں تولی جائیں گی وہاں اس چیز کا بھی مطالبہ اور محاسبہ ہو گا کہ اللہ جل جلالہ نے جو نعمتیں عطا فرمائی تھیں ان کا کیا حق ادا کیا۔ اور کیا شکر ادا کیا۔ بندہ کے پاس ہر چیز اللہ ہی کی عطا کی ہوئی ہے۔ ہر ایک چیز کا ایک حق ہے اس حق کی ادائیگی کا مطالبہ ہونا ہے۔ چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ یصبح علی کل سلامی من احدکم صدقة الحدیث (فی المشکوۃ بروایۃ المسلم قلت ورواہ ابو داؤد ابن ماجہ) جس کا مطلب یہ ہے کہ ہر صبح کو ہر آدمی کے ہر جوڑا ور ہر ہڈی پر ایک صدقہ واجب ہوتا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ آدمی میں تین سو ساٹھ جوڑے ہیں اسکے ذمہ ضروری ہے کہ ہر جوڑے کی طرف سے ایک صدقہ کرے یعنی اس بات کے شکر میں کہ حق تعالیٰ شانہ نے سونے کے بعد جو مرنے کے مشابہ حالت تھی پھر از سر نو زندگی بخشی اور ہر عضو صحیح سالم رہا۔ صحابہؓ نے عرض کیا اتنے صدقے روزانہ کرنیکی طاقت کون رکھتا ہے۔ حضورؐ نے

کا استعمال کہاں کیا) حضور کا ارشاد ہے کہ جن نعمتوں سے سوال ہوگا ان میں بیفکری جو اللہ کی بڑی دولت ہے اور صحت بدن بھی ہے۔ مجاہد کہتے ہیں کہ دنیا کی ہر لذت نعمتوں میں داخل ہے جن سے سوال ہوگا۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ اس میں عافیت بھی داخل ہے ایک شخص نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ تھم لَتَتَلْتَلَنَ يَوْمَ مَبْدِ عَيْنِ النَّعِيمِ (پھر اس دن نعمتوں سے بھی سوال کئے جاؤ گے) کا مطلب کیا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ گیہوں کی روٹی اور ٹھنڈا پانی مراد ہے کہ اس سے بھی سوال ہوگا اور رہنے کے لئے مکان سے بھی۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو بعض صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کن نعمتوں کا سوال ہوگا۔ آدھی بھوک روٹی ملتی ہے اور وہ بھی جو کی (پیٹ بھرائی روٹی بھی میسر نہیں) وحی نازل ہوئی۔ کیا پاؤں میں جوتا نہیں پہنتے، کیا ٹھنڈا پانی نہیں پیتے یہ بھی تو اللہ کی نعمتیں ہیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ بعض صحابہؓ نے اس آیت شریفہ کے نازل ہونے پر عرض کیا یا رسول اللہ کن نعمتوں سے سوال ہوگا۔ کھجور اور پانی صرف یہ دو چیزیں کھانے پینے کو ملتی

ہیں اور ہماری تلواریں (جہاد کے لئے) ہر وقت کندھوں پر رہتی ہیں اور دشمن (کافر کوئی نہ کوئی) مقابل (جس کی وجہ سے وہ دو چیزیں بھی اطمینان اور بیفکری سے نصیب نہیں ہوتیں) حضورؐ نے فرمایا کہ عنقریب نعمتیں میسر ہونیوالی ہیں۔ ایک حدیث میں حضورؐ کا ارشاد ہے کہ قیامت میں جن نعمتوں سے سوال ہوگا ان میں سب سے اول یہ ہوگا کہ ہم نے تیرے بدن کو تندرستی عطا فرمائی (یعنی اس تندرستی کا کیا حق ادا کیا اور اسکمیں اللہ کی رضا کی کیا خدمت ادا کی) اور ہم نے ٹھنڈے پانی سے تجھ کو سیراب کیا (درحقیقت اللہ کی بڑی نعمت ہے جہاں ٹھنڈا پانی میسر نہیں ہوتا ان سے کوئی اسکی قدر پوچھے یہ اللہ کی اتنی بڑی نعمت ہے کہ حد نہیں مگر ہم لوگوں کو اس کے نعمت عظیمہ ہونے کی طرف التفات بھی نہیں ہوتا چہ جائیکہ اس کا شکر اور اس کی ادائیگی حق) ایک حدیث میں وارد ہے کہ جن نعمتوں سے سوال ہوگا یہ ہیں وہ روٹی کا ٹکڑا جس سے پیٹ بھرا جاتا ہے۔ وہ پانی جس سے پیاس بجھائی جاتی ہے۔ وہ کپڑا جس سے بدن ڈھانکا جاتا ہے۔

دعا کیجئے: اے اللہ! ہمیں اپنے حقیقی ذکر یعنی ہمہ وقت آپ کے احکامات کو پیش نظر رکھتے ہوئے زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ اے اللہ! ہمیں اپنی محبت نصیب فرمائیے اور مسنون اذکار و وظائف کو صبح و شام پڑھنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ وَآخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

نعمتوں میں اضافہ اور کمی کے اصول و ضوابط: اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں لَیْسَ شُكْرُكُمْ لَکَزَیْدُ نِعْمَتِکُمْ اِگر تم شکر ادا کرو گے تو ہم اپنی نعمتوں کو تم پر اور زیادہ کر دیں گے۔ تو ہم جتنا اللہ رب العزت کا شکر ادا کریں گے اتنا ہی رب کریم کی نعمتیں اور زیادہ ہوں گی۔ اور آگے فرمایا وَلَکِنْ کَفَرْتُمْ اِنْ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ اور اگر تم کفران نعمت کرو گے تو یاد رکھو کہ پھر میری پکڑ بھی بڑی سخت ہے۔

لسانی اور جسمانی شکر: اب شکر ادا کرنے کے دو طریقے ہیں ایک تو انسان اپنی زبان سے الحمد للہ کہے سبحان اللہ کہے یہ بھی اللہ رب العزت کا شکر ادا کر رہا ہے اور ایک اپنے جسم سے پروردگار کے حکموں کی پابندی کرے گویا یہ بھی اللہ رب العزت کا شکر ادا کر رہا ہے۔ لسانی شکر بھی ادا کرے اور اپنے جسم سے بھی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے تو یہ گویا اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے والا بندہ ہے۔ اگر اس میں کمی کوتاہی ہوگئی تو پھر اللہ تعالیٰ بعض اوقات اپنی نعمتوں کو واپس لے لیتے ہیں اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کا واقعہ

عن اسحق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنة او وجبت له الجنة و من قال سبحان اللہ وبحمدہ مائة مرة کتب اللہ له مائة الف حسنة و اربعاً و عشرين الف حسنة (رواہ الحاکم)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص لا الہ الا اللہ کہے اس کے لئے جنت واجب ہو جائیگی اور جو شخص سبحان اللہ و بحمدہ سو مرتبہ پڑھے گا اس کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ایسی حالت میں تو کوئی بھی (قیامت میں) ہلاک نہیں ہو سکتا (کہ نیکیاں غالب ہی رہیں گی) حضورؐ نے فرمایا (بعض لوگ پھر بھی ہلاک ہوں گے اور کیوں نہ ہوں) بعض آدمی اتنی نیکیاں لے کر آئینگے کہ اگر پہاڑ پر رکھ دی جائیں تو وہ دب جائے لیکن اللہ کی نعمتوں کے مقابلہ میں وہ کالعدم ہو جائیں گی۔ البتہ اللہ جل شانہ پھر اپنی رحمت اور فضل سے دستگیری فرمائیں گے۔

سارا خوشہ کیوں توڑا اس میں کچی اور آدھ کچری بھی ٹوٹ گئیں چھاٹ کر پکی ہوئی توڑ لیتے۔ انہوں نے عرض کیا۔ اس خیال سے توڑا کہ ہر قسم کی سامنے ہوں جو پسند ہو وہ نوش فرماویں (کہ بعض مرتبہ پکی ہوئی سے آدھ کچری زیادہ پسند ہوتی ہیں) خوشہ سامنے رکھ کر جلدی سے گئے اور ایک بکری کا بچہ ذبح کیا اور جلدی جلدی کچھ تو ویسے ہی بھون لیا کچھ سالن تیار کر لیا۔ حضورؐ نے ایک روٹی میں تھوڑا سا گوشت رکھ کر ایوبؑ کو دیا کہ یہ فاطمہؓ کو پہنچا دو۔ اس کو بھی کئی دن سے کچھ نہیں مل سکا۔ وہ فوراً پہنچا کر آئے۔ ان حضرات نے بھی سیر ہو کر نوش فرمایا۔ اس کے بعد حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ دیکھو یہ اللہ کی نعمتیں ہیں۔ روٹی ہے گوشت ہے ہر قسم کی کچی اور پکی کھجوریں ہیں۔ یہ فرما کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور ارشاد فرمایا۔ اس پاک ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے یہی وہ نعمتیں ہیں جن سے قیامت میں سوال ہوگا (جن حالات کے تحت میں اس وقت یہ چیزیں میسر ہوئی تھیں ان کے لحاظ سے) صحابہؓ کو بڑی گرانی اور فکر پیدا ہو گیا (کہ ایسی مجبوری اور اضطرار کی حالت میں یہ چیزیں میسر آئیں اور ان پر

تشتہ: ایک مرتبہ دو پہر کے وقت سخت دھوپ میں حضرت ابو بکرؓ پریشان ہو کر گھر سے چلے مسجد میں پہنچے ہی تھے کہ حضرت عمرؓ بھی اسی حالت میں تشریف لے آئے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کو بیٹھا ہوا دیکھ کر دریافت کیا کہ تم اس وقت یہاں کہاں۔ فرمایا کہ بھوک کی بے تابی نے پریشان کیا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا واللہ اسی چیز نے مجھے بھی مجبور کیا کہ کہیں جاؤں۔ یہ دونوں حضرات یہ گفتگو کر رہے تھے کہ سردار دو عالم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ ان کو دیکھ کر دریافت فرمایا کہ تم اس وقت کہاں؟ عرض کیا یا رسول اللہ بھوک نے پریشان کیا جس سے مضطرب ہو کر نکل پڑے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا اسی مجبوری سے میں بھی آیا ہوں۔ تینوں حضرات اکٹھے ہو کر حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے مکان پر پہنچے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے تھے۔ بیوی نے بڑی مسرت و افتخار سے ان حضرات کو بٹھایا۔ حضورؐ نے دریافت فرمایا ابو ایوبؓ کہاں گئے ہیں۔ عرض کیا ابھی حاضر ہوتے ہیں کسی ضرورت سے گئے ہوئے ہیں۔ اتنے میں ابو ایوبؓ بھی حاضر خدمت ہو گئے اور فرط خوشی میں کھجور کا ایک بڑا سا خوشہ توڑ لائے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ

بھی سوال و حساب ہوگا) حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کا شکر ادا کرنا تو ضروری ہے ہی۔ جب اس قسم کی چیزوں پر ہاتھ ڈالو تو اول بسم اللہ پڑھو اور جب کھا چکو تو کہو الحمد للہ الذی ہوا اشبعنا و انعم علینا و افضل (تمام تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے ہم کو پیٹ بھر کر کھلایا اور ہم پر انعام فرمایا اور بہت زیادہ عطا فرمایا) اس دعا کا پڑھنا شکر ادا کرنے میں کافی ہے۔ اس قسم کے واقعات کئی مرتبہ پیش آئے جو متعدد احادیث میں مختلف عنوانات سے سے ذکر کئے گئے ہیں۔ چنانچہ ایک مرتبہ الوالہشیم مالک بن تیہان کے مکان پر تشریف لے جانے کی نوبت آئی۔ اسی قسم کا ایک واقعہ ایک اور صاحب کے ساتھ پیش آیا جن کو واقعی کہا جاتا تھا۔

ایک کوڑھی کا واقعہ:

حضرت عمرؓ کا گزر ایک شخص پر ہوا جو کوڑھی بھی تھا اور اندھا، بہرا اور گونگا بھی تھا۔ آپ نے ساتھیوں سے دریافت فرمایا کہ تم لوگ اللہ کی کچھ نعمتیں اس شخص پر بھی دیکھتے ہو؟ لوگوں نے عرض کیا کہ اس کے پاس کوئی نعمت ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ کیا پیشاب سہولت سے نہیں کر سکتا جتنا ہو سکے شکر ادا کرو۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ قیامت میں تین دربار ہیں۔ ایک دربار میں نیکیوں کا حساب ہے دوسرے میں اللہ کی نعمتوں کا حساب ہے۔ تیسرے میں گناہوں کا مطالبہ ہے۔ نیکیاں نعمتوں کے مقابلہ میں ہو جائیں گی اور برائیاں باقی رہ جائیں گی جو اللہ کے فضل کے تحت میں ہوگی ان سب کا مطلب یہ ہے کہ اللہ جل

شانہ کی جس قدر نعمتیں ہر آن اور ہر دم آدمی پر ہوتی ہیں ان کا شکر کرنا، ان کا حق ادا کرنا بھی آدمی کے ذمہ ہے اس لئے جتنی مقدار بھی نیکیوں کی پیدا ہو سکے ان کو حاصل کرنے میں کمی نہ کرے اور کسی مقدار کو بھی زیادہ نہ سمجھے کہ وہاں پہنچ کر معلوم ہوگا کتنے کتنے گناہ ہم نے اپنی آنکھ ناک، کان اور دوسرے بدن کے حصوں سے ایسے کئے ہیں جن کو ہم گناہ بھی نہ سمجھے۔ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جس کی قیامت میں اللہ کے یہاں پیشی نہ ہو کہ اس وقت نہ کوئی پردہ درمیان میں حائل ہوگا نہ ترجمان (وکیل وغیرہ)۔ دائیں طرف دیکھے گا تو اپنے اعمال کا انبار ہوگا بائیں طرف دیکھے گا تب بھی یہی منظر ہوگا جس قسم کے بھی اچھے یا برے اعمال کئے ہیں وہ سب ساتھ ہوئے جہنم کی آگ سامنے ہوگی اس لئے جہاں تک ممکن ہو صدقہ سے جہنم کی آگ کو دفع کرو خواہ کھجور کا ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ قیامت میں سب سے اول یہ سوال ہوگا کہ ہم نے تجھے بدن کی صحت عطا کی اور ٹھنڈا پانی پینے کو دیا (یعنی ان چیزوں کا کیا حق ادا کیا) دوسری حدیث میں ہے کہ اس وقت تک آدمی حساب کے میدان سے نہ ہٹے گا جب تک پانچ چیزوں کا سوال نہ ہو جائے۔ عمر کس کام میں خرچ کی؟ جوانی (کی قوت) کس مشغلہ میں صرف کی؟ مال کس طریقہ سے کمایا اور کس طریقہ سے خرچ کیا (یعنی کمائی کے اور خرچ کے طریقے جائز تھے یا ناجائز) جو کچھ علم حاصل کیا (خواہ کسی درجہ کا ہو) اس میں کیا عمل کیا (یعنی جو مسائل معلوم تھے ان پر عمل کیا یا نہیں)

دعا کیجئے: اے اللہ! ہم آپ سے دین و دنیا اور اہل و عیال میں معافی اور اچھے انجام کا سوال کرتے

ہیں۔ اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم اپنے سارے دل کیساتھ آپ سے محبت کریں اور آپ کو راضی

کرنے میں اپنی ساری کوششیں صرف کر دیں۔ اے اللہ! ہمیں بخش دیجئے اور ہمارے گھروں میں

وسعت اور رزق میں برکت عطا فرما دیجئے۔ وَآخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

جنت کے درخت

عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقيت ابراهيم ليلة اسرى بي فقال يا محمد اقرأ امتك مني السلام واخبرهم ان الجنة طيبة التربة عذبة الماء وانها قيعان وان غراسها سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اكبر (رواه الترمذی)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ شب معراج میں جب میری ملاقات حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ اپنی امت کو میرا سلام کہہ دینا اور یہ کہنا کہ جنت کی نہایت عمدہ پاکیزہ مٹی ہے اور بہترین پانی لیکن وہ بالکل چٹیل میدان ہے اور اس کے پودے درخت سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ہیں (جتنے کسی کا دل چاہے درخت لگالے) ایک حدیث میں اس کے بعد لاحول ولا قوۃ الا باللہ بھی ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ ان کلموں میں سے ہر کلمہ کے بدلے ایک درخت جنت میں لگایا جاتا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا

امت محمد کی طرف سلام بھیجنا

تشریح: ایک حدیث میں ہے جو کہ شخص سبحان اللہ العظیم وجمہ پڑھے گا ایک درخت جنت میں لگایا جاویگا۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لیجا رہے تھے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کو دیکھا کہ ایک پودا لگا رہے ہیں۔ دریافت فرمایا کہ کیا کر رہے ہو۔ انہوں نے عرض کیا درخت لگا رہا ہوں۔ ارشاد فرمایا میں بتاؤں بہترین پودے جو لگائے جاویں۔ سبحان اللہ الحمد للہ لا الہ الا اللہ اکبر ہر کلمہ سے ایک درخت جنت میں لگتا ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے حضرت خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے سلام بھیجا ہے اس لئے علماء نے لکھا ہے کہ جس شخص کے پاس یہ حدیث پہنچے اس کو چاہیے کہ حضرت خلیل اللہ کے سلام کے جواب میں وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہے۔

جنت کی بہترین مٹی اور میٹھا پانی:

اسکے بعد ارشاد ہے کہ جنت کی مٹی بہترین ہے اور پانی میٹھا۔ اس کے دو مطلب ہیں اول یہ کہ صرف اس جگہ کی حالت کا

بیان کرنا ہے کہ بہترین جگہ ہے جس کی مٹی کے متعلق احادیث میں آیا ہے کہ مشک وزعفران کی ہے اور پانی نہایت لذیذ ایسی جگہ ہر شخص اپنا مسکن بنانا چاہتا ہے اور تفریح و راحت کے لئے باغ وغیرہ لگانے کے اسباب مہیا ہوں تو کون چھوڑ سکتا ہے۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ جس جگہ زمین بہتر اور پانی بہتر ہو وہاں پیداوار بہت اچھی ہوتی ہے۔ اس صورت میں مطلب یہ ہے کہ ایک مرتبہ سبحان اللہ کہہ دینے سے ایک درخت وہاں قائم ہو جاویگا اور پھر وہ جگہ اور پانی کی عمدگی کی وجہ سے خود ہی نشوونما پاتا رہیگا۔ صرف ایک مرتبہ بیج ڈال دینا ہے۔ باقی سب کچھ خود ہی ہو جائے گا۔ اس حدیث میں جنت کو چٹیل میدان فرمایا ہے اور جن احادیث میں جنت کا حال بیان کیا گیا ہے ان میں جنت میں ہر قسم کے میوے باغ درختوں وغیرہ کا موجود ہونا بتایا گیا ہے بلکہ جنت کے معنی ہی باغ کے ہیں اس لئے ظاہر اشکال واقع ہوتا ہے۔ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اصل کے اعتبار سے وہ میدان ہے لیکن جس حالت پر وہ نیک عمل لوگوں کو دی جائے گی ان کے اعمال کے موافق اس میں باغ اور درخت وغیرہ موجود ہوں گے۔ دوسری توجیہ بعض علماء نے یہ دریافت فرمائی ہے کہ

فائدہ: کس قدر اللہ کا فضل ہے کہ ہر قسم کی مشقت سے بچنے والوں کے لئے بھی فضائل اور درجات کا دروازہ بند نہیں فرمایا۔ راتوں کو نہیں جاگا جاتا، کنجوسی سے پیسہ خرچ نہیں ہوتا، بزدلی اور کم ہمتی سے جہاد جیسا مبارک عمل نہیں ہوتا اس کے بعد بھی اگر دین کی قدر ہے آخرت کی فکر ہے تو اس کے لئے راستہ کھلا ہوا ہے پھر بھی کچھ کمانہ سکے تو کم نصیبی کے سوا اور کیا ہے۔ پہلے یہ مضمون ذرا تفصیل سے گزر چکا ہے۔

سب سے زیادہ محبوب چار کلمے:

حضور کا ارشاد ہے کہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب کلام چار کلمے ہیں۔ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ان میں سے جس کو چاہے پہلے پڑھے اور جس کو چاہے بعد میں (کوئی خاص ترتیب نہیں) ایک حدیث میں ہے کہ یہ کلمے قرآن پاک میں بھی موجود ہیں۔

فائدہ: یعنی قرآن پاک کے الفاظ میں بھی یہ کلمے کثرت سے وارد ہوئے ہیں اور قرآن پاک میں ان کا حکم ان کی ترغیب وارد ہوئی ہے چنانچہ پہلی فصل میں مفصل بیان ہو چکا ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ عیدوں کو ان کلموں کے ساتھ مزین کیا کرو یعنی عید کی زینت یہ ہے کہ ان کلموں کا کثرت سے ورد کیا جائے۔

جنت کے وہ باغ وغیرہ ان اعمال کے موافق ملیں گے۔ جب ان اعمال کی وجہ سے اور ان کے برابر ملے تو گویا یہ اعمال ہی درختوں کا سبب ہوئے۔ تیسری توجیہ یہ فرمائی گئی ہے کہ کم سے کم مقدار جو ہر شخص کے حصہ میں ہے وہ ساری دنیا سے کہیں زائد ہے اس میں بہت سے حصہ میں خود اپنے اصلی باغ موجود ہیں اور بہت سا حصہ خالی پڑا ہے جتنا کوئی ذکر تسبیح وغیرہ کریگا اتنے ہی درخت اور لگ جائیں گے۔ شیخ المشائخ حضرت مولانا گنگوہی کا ارشاد جو کوب دری میں نقل کیا گیا ہے یہ ہے کہ اس کے سارے درخت خیر کی طرح سے ایک جگہ مجتمع ہیں۔ ہر شخص جس قدر اعمال خیر کرتا رہتا ہے اتنا ہی اس کے حصہ کی زمین میں لگتے رہتے ہیں اور نشوونما پاتے رہتے ہیں۔

پہاڑ سے زیادہ سونا خرچ کرنے سے زیادہ محبوب کلام حضور کا ارشاد ہے کہ جو شخص رات کو مشقت جھیلنے سے ڈرتا ہو (کہ راتوں کو جاگنے اور عبادت میں مشغول رہنے سے قاصر ہو) یا بخل کی وجہ سے مال خرچ کرنا دشوار ہو یا بزدلی کی وجہ سے جہاد کی ہمت نہ پڑتی ہو اس کو چاہیے کہ سبحان اللہ و بحمدہ کثرت سے پڑھا کرے۔ اللہ کے نزدیک یہ کلام پہاڑ کی بقدر سونا خرچ کرنے سے بھی زیادہ محبوب ہے۔

دعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں اپنے حقیقی ذکر یعنی ہمہ وقت آپ کے احکامات کو پیش نظر رکھتے ہوئے زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ اے اللہ! ہمیں اپنی محبت نصیب فرمائیے اور مسنون اذکار و وظائف کو صبح و شام پڑھنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم سب سے زیادہ آپ کا ذکر کرنے والے سب سے زیادہ آپ کو فرمانبرداری کرنے والے اور سب سے زیادہ آپ سے محبت کرنے والے بن جائیں۔ اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم اپنے سارے دل کیساتھ آپ سے محبت کریں اور آپ کو راضی کرنے میں اپنی ساری کوششیں صرف کر دیں۔ اے اللہ! ہم آپ سے دین و دنیا اور اہل و عیال میں معافی اور اچھے انجام کا سوال کرتے ہیں۔

وَ اخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

غریبوں کے لئے بہترین عمل

عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ قال ان الفقراء المهاجرين اتوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا اقد ذهب اهل الدثور بالدرجات العلیٰ و النعیم المقیم فقال ماذاک قالوا یصلون کما نصلی و یصومون کما نصوم و یتصدقون و لا نتصدق و یعتقون و لا نعتق (رواہ البخاری و مسلم)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک مرتبہ فقرا مهاجرین جمع ہو کر حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ یہ مالدار سارے بلند درجے لے اڑے اور ہمیشہ کی رہنے والی نعمت انہیں کے حصہ میں آگئی۔ حضورؐ نے فرمایا کیوں۔ عرض کیا کہ نماز روزہ میں تو یہ ہمارے شریک کہ ہم بھی کرتے ہیں یہ بھی مالدار ہونے کی وجہ سے یہ لوگ صدقہ کرتے ہیں غلام آزاد کرتے ہیں اور ہم ان چیزوں سے عاجز ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ میں تمہیں ایسی چیز بتاؤں کہ تم اس پر عمل کر کے اپنے سے پہلوں کو پکڑ لو اور بعد والوں سے بھی آگے بڑھے رہو اور کوئی شخص تم سے اس وقت تک افضل نہ ہو جب تک ان ہی اعمال کو نہ کرے۔ صحابہؓ نے عرض کیا ضرور بتا دیجئے ارشاد فرمایا کہ ہر نماز کے بعد سبحان اللہ الحمد للہ اکبر ۳۳، ۳۳ مرتبہ پڑھ لیا کرو (ان حضرات نے شروع کر دیا مگر اس زمانہ کے مالدار بھی اس نمونہ کے تھے انہوں نے بھی معلوم ہونے پر شروع کر دیا) تو فقرا دوبارہ حاضر ہوئے کہ یا رسول اللہ ہمارے مالدار بھائیوں نے بھی سن لیا اور وہ بھی یہی کرنے لگے۔ حضورؐ نے فرمایا یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے عطا فرمائے اس کو کون روک سکتا ہے۔ ایک دوسری حدیث میں بھی اسی طرح یہ قصہ ذکر کیا گیا اسمیں حضورؐ کا ارشاد ہے کہ تمہارے لئے بھی اللہ نے صدقہ کا قائم مقام بنا رکھا ہے۔ سبحان اللہ ایک مرتبہ کہنا صدقہ ہے الحمد للہ ایک مرتبہ کہنا صدقہ ہے۔ بیوی سے صحبت کرنا صدقہ ہے۔ صحابہؓ نے تعجب سے عرض کیا یا رسول اللہ بیوی سے ہمبستری میں اپنی شہوت پوری کرے اور یہ صدقہ ہو جائے حضورؐ نے فرمایا اگر حرام میں مبتلا ہو گیا تو گناہ ہو گا یا نہیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا ضرور ہو گا۔ ارشاد فرمایا اسی طرح حلال میں صدقہ اور اجر ہے۔

بیوی سے صحبت کرنا صدقہ کیسے ہے؟

تشریح: مطلب یہ ہے کہ اس نیت سے صحبت کرنا کہ حرام کاری سے بچے ثواب اور اجر کا سبب ہے اسی قصہ کی دوسری حدیث میں اس اشکال کے جواب میں کہ بیوی سے ہمبستری اپنی شہوت کو پورا کرنا ہے۔ حضورؐ کا جواب نقل کیا گیا۔ بتاؤ اگر بچہ پیدا ہو جائے پھر وہ جوان ہونے لگے اور تم اسکی خوبیوں کی امید باندھنے لگو پھر وہ مر جائے۔ کیا تم ثواب کی امید رکھتے ہو۔

عرض کیا گیا کہ بیشک امید ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کیوں تم نے اس کو پیدا کیا تم نے اسکو ہدایت کی تھی تم نے اسکو روزی دی تھی بلکہ اللہ ہی نے پیدا کیا تھا اسی نے ہدایت دی تھی وہی روزی عطا کرتا ہے اس طرح صحبت سے تم نطفہ کو حلال جگہ رکھتے ہو پھر اللہ کے قبضہ میں ہے کہ چاہے اسکو زندہ کرے کہ اس سے اولاد پیدا کر دے یا مردہ کرے اولاد پیدا نہ ہو۔ اس حدیث کا مقتضی یہ ہے کہ یہ اجر و ثواب بچہ کے پیدا ہونے کا سبب ہونے کی وجہ سے ہے۔

سمندر کی جھاگ کے برابر گناہوں کی معافی

حضور اقدس کا ارشاد ہے کہ جو شخص ہر نماز کے بعد سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر ۳۳ مرتبہ اور ایک مرتبہ لا الہ الا اللہ وحده لا شریک له له الملك وله الحمد وهو على كل شیء قدير پڑھے اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ خواہ اتنی کثرت سے ہوں جتنے سمندر کے جاگ۔

فائدہ: خطایا کی مغفرت کے بارہ میں پہلے کئی حدیثوں کے تحت میں بحث گزر چکی ہے کہ ان خطایا سے مراد علماء کے نزدیک صغیرہ گناہ ہیں۔ اس حدیث میں تین کلمے ۳۳، ۳۳، ۳۳ مرتبہ اور لا الہ الا اللہ ایک مرتبہ وارد ہوا ہے۔ اس سے اگلی حدیث میں دو کلمے ۳۳، ۳۳ مرتبہ اور اللہ اکبر ۳۳ مرتبہ آ رہا ہے۔ حضرت زیدؓ سے نقل کیا گیا ہے کہ ہم کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سبحان اللہ الحمد للہ اللہ اکبر ہر ایک کو ۳۳ مرتبہ ہر نماز کے بعد پڑھنے کا حکم فرمایا تھا۔ ایک انصاریؒ نے خواب میں دیکھا کوئی شخص کہتا ہے کہ ہر ایک کلمہ کو پچیس مرتبہ کر لو ان کے ساتھ لا الہ الا اللہ ۲۵ مرتبہ کا اضافہ کر لو۔ حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا حضورؐ نے قبول فرمائی اور اس کی اجازت فرمادی کہ ایسا ہی کر لیا جائے ایک حدیث میں سبحان اللہ الحمد للہ اللہ اکبر ہر کلمہ کو ہر نماز کے بعد گیارہ مرتبہ کا حکم ہے اور ایک حدیث میں ۱۰، ۱۰، ۱۰ مرتبہ وارد ہوا

ہے۔ ایک حدیث میں لا الہ الا اللہ ۱۰ مرتبہ باقی تینوں کلمے ہر ایک ۳۳ مرتبہ۔ ایک حدیث میں ہر نماز کے بعد چاروں کلمے ۱۰۰، ۱۰۰، ۱۰۰ مرتبہ وارد ہوئے ہیں جیسا کہ حصین میں ان روایات کو ذکر کیا گیا ہے یہ اختلاف بظاہر ہر حالات کے اختلاف کی وجہ سے ہے کہ آدمی فراغت اور مشاغل کے اعتبار سے مختلف ہیں جو لوگ دوسری ضروری کاموں میں مشغول ہیں ان کے لئے کم مقدار تجویز فرمائی اور جو لوگ فارغ ہیں ان کے لئے زیادہ مقدار لیکن محققین کی رائے یہ ہے کہ جو عدد احادیث میں مذکور ہیں ان کی رعایت ضروری ہے کہ جو چیز دوا کے طور پر استعمال کی جاتی ہے اس میں مقدار کی رعایت بھی اہم ہے۔

ایسے کلمات جن کا کہنے والا نامراد نہیں ہوتا:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ چند پیچھے آنے والے (کلمات) ایسے ہیں جن کا کہنے والا نامراد نہیں ہوتا وہ یہ ہیں کہ ہر فرض نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر۔ **فائدہ:** ان کلمات کو پیچھے آنے والے یا تو اس وجہ سے فرمایا کہ یہ نمازوں کے بعد پڑھے جاتے ہیں یا اس وجہ سے کہ گناہوں کے بعد پڑھنے سے انکو دھونے اور مٹا دینے والے ہیں یا اس وجہ سے یہ کلمات ایک دوسرے کے بعد پڑھے جاتے ہیں۔ حضرت ابوالدرداءؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں نمازوں کے بعد سبحان اللہ الحمد للہ ۳۳، ۳۳، ۳۳ مرتبہ اور اللہ اکبر ۳۳ مرتبہ پڑھنے کا حکم کیا گیا ہے۔

دعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم اپنے سارے دل کیساتھ آپ سے محبت کریں اور آپ کو راضی کرنے میں اپنی ساری کوششیں صرف کر دیں۔ اے اللہ! ہم آپ سے دین و دنیا اور اہل و عیال میں معافی اور اچھے انجام کا سوال کرتے ہیں۔ اے اللہ! ہمیں بخش دیجئے اور ہمارے گھروں میں وسعت اور رزق میں برکت عطا فرمادیجئے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

روزانہ احد پہاڑ کے برابر عمل

عن عمران بن حصین رضی اللہ عنہ رفعہ اما يستطيع احدکم ان يعمل کل یوم مثل احد عملاً قالو یا رسول اللہ و من يستطيع قال کلکم يستطيع قالوا یا رسول اللہ ماذا قال سبحان اللہ اعظم من احد ولا اله الا اللہ اعظم من احد والحمد للہ اعظم من احد واللہ اکبر اعظم من احد (جمع الفوائد)

ترجمہ: حضور اقدس نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کیا تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے کہ روزانہ احد (جو مدینہ منورہ کے ایک پہاڑ کا نام ہے) کے برابر عمل کر لیا کرے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کی کون طاقت رکھتا ہے (کہ اتنے بڑے پہاڑ کے برابر عمل کرے) حضور نے ارشاد فرمایا ہر شخص طاقت رکھتا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا اس کی کیا صورت ہے ارشاد فرمایا کہ سبحان اللہ کا ثواب احد سے زیادہ ہے لا الہ الا اللہ کا احد سے زیادہ ہے الحمد للہ کا احد سے زیادہ ہے اللہ اکبر کا احد سے زیادہ ہے۔

واہ واہ پانچ چیزیں (اعمال نامہ تلنے کی) ترازو میں کتنی زیادتی وزنی ہیں لا الہ الا اللہ اللہ اکبر سبحان اللہ الحمد للہ اور وہ بچہ جو مرجائے اور باپ (اسی طرح ماں بھی) اس پر صبر کرے۔

یہ مضمون کئی صحابہؓ سے متعدد احادیث میں نقل کیا گیا ہے۔ بخ

بخ بڑے سرور اور فرحت کا کلمہ ہے جس چیز کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس خوشی اور مسرت سے ارشاد فرما رہے ہوں عطا فرما رہے ہوں کیا محبت کا دعویٰ کرنے والوں کے ذمہ نہیں ہے کہ ان کلموں پر مرثیوں کی حضور کی اس خوشی کی قدر دانی اور اس کا استقبال یہی ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی نصیحت

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے سے فرمایا کہ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں اور اس خیال سے کہ بھول نہ جاؤ نہایت مختصر کہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ دو کام کرنے کی وصیت کرتا ہوں اور دو کاموں سے روکتا ہوں جن دو کاموں کے کرنے کی وصیت کرتا ہوں وہ دونوں ایسے ہیں کہ اللہ جل جلالہ ان سے نہایت خوش ہوتے ہیں اور اللہ کی نیک مخلوق ان سے خوش ہوتی ہے۔ ان دونوں کاموں کی اللہ کے یہاں رسائی (اور مقبولیت) بھی بہت زیادہ ہے ان دو میں سے ایک لا الہ الا اللہ ہے کہ اگر تمام آسمان اور زمین کو ایک حلقہ ہو

تشریح: یعنی ان کلموں میں سے ہر ایک کلمہ ایسا ہے جس کا ثواب احد پہاڑ سے زیادہ ہے اور ایک پہاڑ کیا نامعلوم کتنے ایسے پہاڑوں سے زیادہ ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ سبحان اللہ الحمد للہ سارے آسمانوں اور زمینوں کو ثواب سے بھر دیتے ہیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ سبحان اللہ کا ثواب آدھی ترازو ہے اور الحمد للہ اس کو پُر کر دیتی ہے اور اللہ اکبر آسمان زمین کے درمیان کو پُر کر دیتی ہے۔ ایک حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ سبحان اللہ الحمد للہ لا الہ الا اللہ اکبر مجھے ہر اس چیز سے زیادہ محبوب ہے جس پر آفتاب نکلے۔ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ ساری ہی دنیا اللہ کے واسطے خرچ کر دوں تو اس سے بھی یہ زیادہ محبوب ہیں۔ کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ہوائی تخت پر تشریف لے جا رہے تھے پرندے آپ پر سایہ کئے ہوئے تھے اور جن و انس وغیرہ لشکر دو قطار ایک عابد پر گزر رہا تھا جس پر حضرت سلیمان علیہ السلام کے اس وسعت ملکی اور عموم سلطنت کی تعریف کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ مومن کے اعمال نامہ میں ایک تسبیح سلیمان بن داؤد کے سارے ملک سے اچھی ہے کہ یہ ملک فنا ہو جائیگا اور تسبیح باقی رہنے والی چیز ہے۔

پانچ چیزیں جو ترازو میں بہت وزنی ہیں:

ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

گیا انہوں نے بھی سنا۔ کسی نے درخواست کی کہ مجمع کے سب ہی لوگوں کو سنوایا جائے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کسی کو ان میں سے سنائی نہ دے تو لوگ سمجھیں گے کہ یہ گناہگار ہے۔

اس چیز کا تعلق کشف سے ہے۔ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو تو یہ چیزیں بدرجہ اتم حاصل تھیں اور ہونا چاہیے تھی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی بسا اوقات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت اور انوار قرب کی بدولت یہ چیز حاصل ہو جاتی تھی۔ سینکڑوں واقعات اس کے شاہد ہیں۔ صوفیہ کو بھی اکثر یہ چیز مجاہدوں کی کثرت سے حاصل ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے وہ جمادات اور حیوانات کی تسبیح ان کا کلام ان کی گفتگو سمجھ لیتے ہیں لیکن محققین مشائخ کے نزدیک چونکہ یہ چیز نہ دلیل کمال ہے نہ موجب قرب کہ جو بھی اس قسم کے مجاہدے کرتا ہے وہ حاصل کر لیتا ہے خواہ اس کو حق تعالیٰ شانہ کے یہاں قرب حاصل ہو یا نہ ہو۔ اس لئے محققین اسکو غیر اہم سمجھتے ہیں بلکہ اس لحاظ سے مفسر سمجھتے ہیں کہ جب مبتدی اسمیں لگ جاتا ہے تو دنیا کی سیر کا ایک شوق پیدا ہو کر ترقی کے لئے مانع بن جاتا ہے مجھے اپنے حضرت مولانا خلیل احمد صاحب کے بعض خدام کے متعلق معلوم ہے کہ جب ان کو یہ صورت کشف پیدا ہونے لگی تو حضرت نے چند روز کے لئے اہتمام نے سب ذکر شغل چھڑا دیا تھا کہ مبادا یہ حالت ترقی پکڑ جائے۔ اس کے علاوہ حضرات اس لئے بھی بچتے ہیں کہ اس صورت میں دوسروں کے گناہوں کا اظہار ہوتا ہے جو ان حضرات کیلئے تکدر کا سبب ہوتا ہے۔ علامہ شعرانی نے میزان الکبریٰ میں لکھا ہے کہ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ جب کسی شخص کو وضو کرتے ہوئے دیکھتے تو اس پانی میں جو گناہ دھلتا ہوا نظر آتا اس کو معلوم کر لیتے۔ یہ بھی معلوم ہو جاتا کہ کبیرہ گناہ ہے یا صغیرہ مکروہ فعل ہے یا خلاف اولیٰ جیسا کہ جسی چیزیں نظر آیا کرتی ہیں اسی طرح یہ بھی معلوم ہو جاتا تھا چنانچہ ایک دفعہ کوفہ کی جامع مسجد کے وضو خانہ میں تشریف فرما تھے ایک جوان وضو کر رہا تھا اسکے

جائیں تو بھی یہ پاک کلمہ ان کو توڑ کر آسمان پر جائے بغیر نہ رہے اور اگر تمام آسمان اور زمین ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور دوسرے میں یہ پاک کلمہ ہو تب بھی وہی پلڑا جھک جائے گا اور دوسرا کام جو کرنا ہے وہ سبحان اللہ و بحمدہ کا پڑھنا ہے کہ یہ کلمہ ساری مخلوق کی عبادت ہے اور اسی کی برکت سے ساری مخلوق کو روزی دی جاتی ہے کوئی بھی چیز مخلوق میں ایسی نہیں جو اللہ کی تسبیح نہ کرتی ہو مگر تم لوگ ان کا کلام سمجھتے نہیں ہو اور جن دو چیزوں سے منع کرتا ہوں وہ شرک اور تکبر ہے کہ ان دونوں کی وجہ سے اللہ سے حجاب ہو جاتا ہے اور اللہ کی نیک مخلوق سے حجاب ہو جاتا ہے۔

انسانوں جنوں اور فرشتوں کے علاوہ مخلوقات کی تسبیح

لا الہ الا اللہ کے بیان میں بھی اس حدیث کا مضمون گزر چکا ہے تسبیح کے متعلق جو ارشاد اس حدیث میں ہے قرآن پاک کی آیات میں بھی گزر چکا ہے۔ وان من شیء الا یسبح بحمدہ قرآن پاک کی آیت ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بہت سی احادیث میں وارد ہوا ہے کہ شب معراج میں آسمانوں کی تسبیح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خود سنی۔ ایک مرتبہ حضورؐ کا ایسی جماعت پر گزر ہوا جو اپنے گھوڑوں اور اونٹوں پر کھڑی ہوئی تھی حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ جانوروں کی ممبر اور کرسیاں نہ بناؤ بہت سے جانور سواروں سے بہتر اور ان سے زیادہ اللہ کا ذکر کر نیوالے ہوتے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ کھیتی بھی تسبیح کرتی ہے اور کھیتی والے کو اس کا ثواب ملتا ہے۔

پیالے کی تسبیح: ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک پیالہ پیش کیا گیا جس میں ٹرید تھا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ یہ کھانا تسبیح کر رہا ہے کسی نے عرض کیا آپؐ اسکی تسبیح سمجھتے ہیں حضورؐ نے ارشاد فرمایا ہاں سمجھتا ہوں۔ اس کے بعد آپؐ نے ایک شخص سے فرمایا کہ اس کو فلاں شخص کے قریب کر دو۔ پیالہ ان کے قریب کیا گیا تو انہوں نے بھی تسبیح سنی۔ اس کے بعد پھر ایک تیسرے صاحب کے قریب اس طرح کیا

کہتے ہیں کہ اسی زمانہ میں امام صاحبؒ نے مستعمل پانی کے ناپاک ہونے کا فتویٰ دیا تھا کیونکہ جب وہ پانی گندہ اور متعفن نظر آتا تھا تو کیسے اس کو پاک فرماتے مگر جب یہ چیز زائل ہو گئی تو اس کو ناپاک فرمانا بھی چھوڑ دیا۔ حضرت مولانا الشاہ عبدالرحیم صاحبؒ راپوری نور اللہ مرقدہ کے خدام میں ایک صاحب تھے جو کئی کئی روز اس وجہ سے استغیثے نہیں جاسکتے تھے کہ ہر جگہ انوار نظر آتے تھے اور بھی سینکڑوں ہزاروں واقعات اس قسم کے ہیں جن میں کسی قسم کے تردد کی گنجائش نہیں کہ جن لوگوں کو کشف سے کوئی حصہ ملتا ہے وہ اس حصہ کے بقدر احوال کو معلوم کر لیتے ہیں۔

وضو کا پانی گرتے ہوئے آپؐ نے دیکھا اس کو چپکے سے نصیحت فرمائی کہ بیٹا والدین کی نافرمانی سے توبہ کر لے۔ اس نے توبہ کی۔ ایک دوسرے شخص کو دیکھا تو اس کو نصیحت فرمائی کہ بھائی زنا نہ کیا کر بہت برا عیب ہے۔ اس وقت اس نے بھی زنا سے توبہ کی۔ ایک اور شخص کو دیکھا کہ شراب خوری اور لہو و لعب کا پانی گر رہا ہے اس کو بھی نصیحت فرمائی اس نے بھی توبہ کی۔ الغرض اس کے بعد امام صاحبؒ نے اللہ جل جلالہ سے دعا کی کہ اے اللہ اس چیز کو مجھ سے دور فرما دے کہ میں لوگوں کی برائیوں پر مطلع ہونا نہیں چاہتا۔ حق تعالیٰ شانہ نے دعا قبول فرمائی اور یہ چیز زائل ہو گئی۔

دعا کیجئے: اے اللہ! ہمیں اپنے حقیقی ذکر یعنی ہمہ وقت آپ کے احکامات کو پیش نظر رکھتے ہوئے زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ اے اللہ! ہمیں اپنی محبت نصیب فرمائیے اور مسنون اذکار و وظائف کو صبح و شام پڑھنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم سب سے زیادہ آپ کا ذکر کرنے والے سب سے زیادہ آپ کو فرمانبرداری کرنے والے اور سب سے زیادہ آپ سے محبت کرنے والے بن جائیں۔ **وَ اخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ**

نومنت میں نو قرآن پاک اور ایک ہزار آیات کی تلاوت کا ثواب

سورۃ فاتحہ: تین مرتبہ پڑھنے کا ثواب دو مرتبہ قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔ (تفسیر مظہری)
آیت الکرسی: چار مرتبہ پڑھنے کا ثواب ایک مرتبہ قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔ (مسند احمد)
سورۃ الزلزال: دو مرتبہ پڑھنے کا ثواب ایک قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔ (ترمذی)
سورۃ القدر: چار مرتبہ پڑھنے کا ثواب ایک قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔ (مسند احمد)
سورۃ العادیات: دو مرتبہ پڑھنے کا ثواب ایک قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔ (مواہب)
سورۃ التکاثر: ایک مرتبہ پڑھنے کا ثواب ہزار آیتوں کے پڑھنے کے برابر ہے۔ (مشکوٰۃ)
سورۃ الکافرون: چار مرتبہ پڑھنے کا ثواب ایک قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔ (ترمذی)
سورۃ النصر: چار مرتبہ پڑھنے کا ثواب ایک قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔ (ترمذی)
سورۃ الاخلاص: تین مرتبہ پڑھنے کا ثواب ایک قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔ (بخاری)

نوٹ
کوئی بھی نفل فرض کا بدل نہیں ہو سکتا اس لئے تمام فرائض کا بہت اہتمام رکھنا چاہئے اور ہر قسم کے چھوٹے بڑے گناہوں سے بچنا چاہئے۔

رمضان المبارک میں ہر نیکی پر 70 گنا ثواب ملتا ہے اس حساب سے ان سورتوں کی تلاوت پر 630 قرآن پاک اور ستر ہزار آیات کی تلاوت کا ثواب صرف نومنت میں حاصل کیا جاسکتا ہے۔

بوڑھوں کے لئے بہترین عمل

عن ام هانئ رضي الله عنها قالت مر بي رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت يا رسول الله قد كبرت وضعفت او كما قالت فمرني بعمل اعمله وانا جالسة قال سبحي الله مائة تسبيحة فانه تعدل لك مائته رتبة تعتقنيها (رواه احمد)

نتیجہ: حضرت امّ ہانیؓ فرماتی ہیں کہ جب ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں بوڑھی ہو گئی ہوں اور ضعیف ہوں کوئی ایسا عمل بتا دیجئے کہ بیٹھے بیٹھے کرتی رہا کروں۔ حضورؐ نے فرمایا سبحان اللہ سو مرتبہ پڑھا کرو اس کا ثواب ایسا ہے گویا تم نے سو غلام عرب آزاد کئے اور الحمد للہ سو مرتبہ پڑھا کرو اس کا ثواب ایسا ہے گویا تم نے سو گھوڑے مع سامان لگام وغیرہ جہاد میں سواری کے لئے دیدیئے اور اللہ اکبر سو مرتبہ پڑھا کرو یہ ایسا ہے گویا تم نے سوانٹ قربانی میں ذبح کئے اور وہ قبول ہو گئے اور لا الہ الا اللہ سو مرتبہ پڑھا کرو اس کا ثواب تو تمام آسمان زمین کے درمیان کو بھر دیتا ہے اس سے بڑھ کر کسی کا کوئی عمل نہیں جو مقبول ہو۔ حضرت ابورافعؓ کی بیوی حضرت سلمیٰؓ نے بھی حضورؐ سے عرض کیا کہ مجھے کوئی وظیفہ مختصر سا بتا دیجئے زیادہ لمبا نہ ہو۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا اللہ اکبر کہ دس مرتبہ پڑھا کرو اللہ جل شانہ اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ یہ میرے لئے ہے پھر سبحان اللہ دس مرتبہ کہا کرو اللہ تعالیٰ پھر یہی فرماتے ہیں کہ یہ میرے لئے ہے پھر اللھم اغفر لی دس مرتبہ پڑھا کرو حق تعالیٰ شانہ فرماتے ہیں کہ ہاں میں نے مغفرت کر دی۔ دس مرتبہ اللھم اغفر لی کہو (دس مرتبہ اللہ جل شانہ فرماتے ہیں کہ میں نے مغفرت کر دی۔

کرو حق تعالیٰ شانہ اس دعا پر فرماتے ہیں ہاں ہاں (میں نے قبول کی) کتنے سہل اور معمولی الفاظ ہیں جن کو نہ یاد کرنا پڑتا ہے نہ ان میں کوئی محنت اٹھانی پڑتی ہے۔ دن بھر ہم لوگ بکواس میں گزار دیتے ہیں تجارت کے ساتھ دکان پر بیٹھے بیٹھے یا کھیتی زمین کے انتظامات میں مشغول رہتے ہیں اگر زبان سے ان تسبیحوں کو پڑھتے رہیں تو دنیا کی کمائی کے ساتھ ہی آخرت کی کتنی بڑی دولت ہاتھ آ جائے۔

ذاکرین کو ڈھونڈنے والی فرشتوں کی جماعت:
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ فرشتوں کی ایک جماعت ہے جو راستوں وغیرہ میں گشت کرتی رہتی ہے اور

تشریح: ضعفا اور بوڑھوں کے لئے بالخصوص عورتوں کے لئے کس قدر سہل اور مختصر چیز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تجویز فرمادی ہے۔ دیکھئے ایسی مختصر چیزوں پر جن میں نہ زیادہ مشقت ہے نہ چلنا پھرنا ہے کتنے بڑے بڑے ثوابوں کا وعدہ ہے۔ کتنی کم نصیبی ہوگی اگر ان کو وصول نہ کیا جائے۔ حضرت امّ سلیمؓ کہتی ہیں میں نے حضورؐ سے عرض کیا کوئی چیز مجھے تعلیم فرما دیجئے جس کے ذریعہ سے نماز میں دعا کیا کروں۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ سبحان اللہ الحمد للہ اللہ اکبر دس دس مرتبہ پڑھ لیا کرو اور جو چاہے اسکے بعد دعا کیا کرو۔ دوسری حدیث میں اس کے بعد یہ ارشاد ہے کہ جو چاہے دعا کیا

نہیں۔ ارشاد ہوتا ہے اگر دیکھتے تو کیا ہوتا عرض کرتے ہیں اور بھی زیادہ اس سے بھاگتے اور بچنے کی کوشش کرتے۔ ارشاد ہوتا اچھا تم گوار ہو کہ میں نے اس مجلس والوں کو سب کو بخش دیا۔ ایک فرشتہ عرض کرتا ہے یا اللہ فلاں شخص اس مجلس میں اتفاقاً اپنی کسی ضرورت سے آیا تھا وہ اس مجلس کا شریک نہیں تھا ارشاد ہوتا ہے کہ یہ جماعت ایسی مبارک ہے کہ انکا پاس بیٹھنے والا بھی محروم نہیں ہوتا (لہذا اس کو بھی بخش دیا)

ذکر والوں پر اللہ تعالیٰ کا فخر

اس قسم کا مضمون متعدد احادیث میں وارد ہوا ہے کہ فرشتوں کی ایک جماعت ذکر کی مجالس اور ذکر کر نیوالی جماعتوں اور افراد کی تلاش میں رہتی ہے اور جہاں مل جاتی ہے ان کے پاس یہ جماعت بیٹھتی ہے ان کا ذکر سنتی ہے فرشتہ کا یہ عرض کرنا ایک شخص مجلس میں ایسا بھی تھا کہ جو اپنی ضرورت سے آیا تھا واقعہ کا اظہار ہے کہ اس وقت یہ حضرات بمنزلہ گواہوں کے ہیں اور ان لوگوں کی عبادت اور ذکر اللہ میں مشغولی کی گواہی دے رہے ہیں اسی وجہ سے اس کے اظہار کی ضرورت پیش آئی کہ مبادا اعتراض ہو جائے لیکن یہ اللہ کا لطف ہے کہ ذاکرین کی برکت سے ان کے پاس اپنی ضرورت سے بیٹھنے والے کو بھی محروم نہ فرمایا۔

جہاں کہیں ان کو اللہ کا ذکر کر نیوالے ملتے ہیں تو وہ آپس میں ایک دوسرے کو بلا کر سب جمع ہو جاتے ہیں اور ذکر کر نیوالوں کے گرد آسمان تک جمع ہوتے رہتے ہیں جب وہ مجلس ختم ہو جاتی ہے تو وہ آسمان پر جاتے ہیں اللہ جل جلالہ باوجودیکہ ہر چیز کو جانتے ہیں پھر بھی دریافت فرماتے ہیں کہ تم کہاں سے آئے ہو وہ عرض کرتے ہیں کہ تیرے بندوں کی فلاں جماعت کے پاس سے آئے ہیں جو تیری تسبیح اور تکبیر اور تحمید (بڑائی بیان کرنے اور تعریف کرنے) میں مشغول تھے ارشاد ہوتا ہے کیا ان لوگوں نے مجھے دیکھا ہے عرض کرتے ہیں یا اللہ دیکھا تو نہیں ارشاد ہوتا ہے کہ اگر وہ مجھے دیکھ لیتے تو کیا حال ہوتا عرض کرتے ہیں کہ اور بھی زیادہ عبادت میں مشغول ہوتے اور اس سے بھی زیادہ تیری تعریف اور تسبیح میں منہمک ہوتے ارشاد ہوتا ہے کہ وہ کیا چاہتے ہیں عرض کرتے ہیں کہ وہ جنت چاہتے ہیں ارشاد ہوتا ہے کہ انہوں نے جنت کو دیکھا ہے عرض کرتے ہیں کہ دیکھا تو نہیں ارشاد ہوتا ہے کہ اگر دیکھ لیتے تو کیا ہوتا عرض کرتے ہیں کہ اس سے بھی زیادہ شوق اور تمنا اور اسکی طلب میں لگ جاتے پھر ارشاد ہوتا ہے کہ کس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے عرض کرتے ہیں کہ جہنم سے پناہ مانگ رہے تھے ارشاد ہوتا ہے کہ کیا انہوں نے جہنم کو دیکھا ہے عرض کرتے ہیں کہ دیکھا تو ہے

دعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں ایسا بنادیتے کہ ہم سب سے زیادہ آپ کا ذکر کرنے والے سب سے زیادہ آپ کو فرمانبرداری کرنے والے اور سب سے زیادہ آپ سے محبت کرنے والے بن جائیں۔ اے اللہ! ہمیں ایسا بنادیتے کہ ہم اپنے سارے دل کیساتھ آپ سے محبت کریں اور آپ کو راضی کرنے میں اپنی ساری کوششیں صرف کر دیں۔ اے اللہ! ہم آپ سے دین و دنیا اور اہل و عیال میں معافی اور اچھے انجام کا سوال کرتے ہیں۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

اللہ تعالیٰ کا محب کون ہے؟

عن ام ہانیء رضی اللہ عنہا قالت مربی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت یا رسول اللہ قد کبرت وضعفت او کما قالت فمرنی بعمل اعمله وانا جالسة قال سبحی اللہ مائة تسبیحة فانه تعدل لک مائتہ رتبة تعتقینہا (رواہ احمد)

ترجمہ: حضرت ام ہانیؓ فرماتی ہیں کہ جب ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں بوڑھی ہو گئی ہوں اور ضعیف ہوں کوئی ایسا عمل بتا دیجئے کہ بیٹھے بیٹھے کرتی رہا کروں۔ حضورؐ نے فرمایا سبحان اللہ سو مرتبہ پڑھا کرو اس کا ثواب ایسا ہے گویا تم نے سو غلام عرب آزاد کئے اور الحمد للہ سو مرتبہ پڑھا کرو اس کا ثواب ایسا ہے گویا تم نے سو گھوڑے مع سامان لگام وغیرہ جہاد میں سواری کے لئے دیدیئے اور اللہ اکبر سو مرتبہ پڑھا کر دیا ایسا ہے گویا تم نے سوانٹ قربانی میں ذبح کئے اور وہ قبول ہو گئے اور لا الہ الا اللہ سو مرتبہ پڑھا کرو اس کا ثواب تو تمام آسمان زمین کے درمیان کو بھر دیتا ہے اس سے بڑھ کر کسی کا کوئی عمل نہیں جو مقبول ہو۔ حضرت ابورافعؓ کی بیوی حضرت سلمیٰؓ نے بھی حضورؐ سے عرض کیا کہ مجھے کوئی وظیفہ مختصر سا بتا دیجئے زیادہ لمبانا نہ ہو۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا اللہ اکبر کہ دس مرتبہ پڑھا کرو اللہ جل شانہ اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ یہ میرے لئے ہے پھر سبحان اللہ دس مرتبہ کہا کرو اللہ تعالیٰ پھر یہی فرماتے ہیں کہ یہ میرے لئے ہے پھر اللھم اغفر لی دس مرتبہ پڑھا کرو حق تعالیٰ شانہ فرماتے ہیں کہ ہاں میں نے مغفرت کر دی۔ دس مرتبہ اللھم اغفر لی کہو (دس مرتبہ اللہ جل شانہ فرماتے ہیں کہ میں نے مغفرت کر دی۔

کے حکم سے اگر تسکین پاتا ہو تو اللہ ہی کے ساتھ اور جب یہ حالت ہو جاتی ہے تو پھر کھانا پینا سونا جاگنا سب کا روبرو اللہ ہی کی رضا کے واسطے ہو جاتے ہیں۔ نہ دنیا کا رسم و رواج قابل التفات رہتا ہے نہ لوگوں کی طعن تشنیع قابل وقعت۔

حضرت سعید بن المسیبؓ کی صاحبزادی کا نکاح:

حضرت سعید بن المسیبؓ مشہور تابعی ہیں۔ بڑے محدثین میں شمار ہیں۔ ان کی خدمت میں ایک شخص عبد اللہ بن ابی وداعہ کثرت سے حاضر ہوا کرتے تھے ایک مرتبہ چند روز حاضر نہ ہو سکے۔ کئی روز کے بعد جب حاضر ہوئے تو حضرت سعیدؓ نے دریافت فرمایا کہاں تھے عرض کیا کہ میری بیوی کا انتقال ہو گیا ہے اس کی وجہ سے مشاغل میں پھنسا رہا۔ فرمایا ہم کو خبر نہ کی ہم

تشنیح: شیخ ابوبکر کتائی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حج کے موقع پر مکہ مکرمہ میں چند صوفیہ کا اجتماع تھا جن میں سب سے کم عمر حضرت جنید بغدادیؒ تھے۔ اس مجمع میں محبت الہی پر بحث شروع ہوئی کہ محب کون ہے۔ مختلف حضرات مختلف ارشادات فرماتے رہے۔ حضرت جنیدؒ چپ رہے۔ ان حضرات نے ان سے فرمایا کہ تم بھی کچھ کہو۔ اس پر انہوں نے سر جھکا کر روتے ہوئے فرمایا کہ عاشق وہ ہے جو اپنی خودی سے جاتا رہے خدا کے ذکر کے ساتھ وابستہ ہو گیا ہو اور اس کا حق ادا کرتا ہو دل سے اللہ کی طرف دیکھتا ہو اس کے دل کو انوار ہیبت نے جلا دیا ہو۔ اس کے لئے خدا کا ذکر شراب کا پیالہ ہو اگر کلام کرتا ہو تو اللہ ہی کا کلام ہو۔ گویا حق تعالیٰ شانہ اس کی زبان سے کلام فرماتا ہے اگر حرکت کرتا ہو تو اللہ ہی

بھی جنازہ میں شریک ہوتے۔ تھوڑی دیر کے بعد میں اٹھ کر آنے لگا فرمایا دوسرا نکاح کر لیا میں نے عرض کیا حضرت مجھ سے کون نکاح کرے گا۔ دو تین آنے کی میری حیثیت ہے۔ آپ نے فرمایا ہم کر دیں گے اور یہ کہہ کر خطبہ پڑھا اور اپنی بیٹی کا نکاح نہایت معمولی مہر آٹھ دس آنہ پر مجھ سے کر دیا (اتنی مقدار مہر کی انکے نزدیک جائز ہوگی جیسا کہ بعض اماموں کا مذہب ہے حنفیہ کے نزدیک ڈھائی روپے سے کم جائز نہیں) نکاح کے بعد میں اٹھا اور اللہ ہی کو معلوم ہے کہ مجھے کس قدر مسرت تھی خوشی میں سوچ رہا تھا کہ رخصتی کے انتظام کے لئے کس سے قرض مانگوں کیا کروں۔ اسی فکر میں شام ہو گئی۔ میرا روزہ تھا۔ مغرب کے وقت روزہ افطار کیا۔ نماز کے بعد گھر آیا۔ چراغ جلایا۔ روٹی اور زیتون کا تیل موجود تھا۔ اس کو کھانے لگا کہ کسی شخص نے دروازہ کھٹکھٹایا میں نے پوچھا کون ہے؟ کہا سعید ہے میں سوچنے لگا کہ کون سعید ہے۔ حضرت کی طرف میرا خیال بھی نہ گیا کہ چالیس برس سے اپنے گھر یا مسجد کے سوا کہیں آنا جانا تھا ہی نہیں۔ باہر آ کر دیکھا کہ سعید بن المسیب ہیں میں نے عرض کیا۔ آپ نے مجھے نہ بلالیا۔ فرمایا میرا ہی آنا مناسب تھا۔ میں نے عرض کیا کیا ارشاد ہے۔ فرمایا مجھے یہ خیال آیا کہ اب تمہارا نکاح ہو چکا ہے تنہا رات کو سونا مناسب نہیں اس لئے تمہاری بیوی کو لایا ہوں۔ یہ فرما کر اپنی لڑکی کو دروازہ کے اندر کر دیا اور دروازہ بند کر کے چلے گئے۔ وہ لڑکی شرم کی وجہ سے گر گئی۔ میں نے اندر سے کواڑ بند کئے اور وہ روٹی اور تیل جو چراغ کے سامنے رکھا تھا وہاں سے ہٹا دیا کہ اس کی نظر نہ پڑے اور مکان کی چھت پر چڑھ کر پڑوسیوں کو آواز دی۔ لوگ جمع ہو گئے تو میں نے کہا کہ حضرت سعیدؓ نے اپنی لڑکی سے میرا نکاح کر دیا ہے اور اس وقت وہ اس کو خود ہی پہنچا گئے ہیں۔ سب کو بڑا تعجب ہوا کہنے لگے واقعی وہ تمہارے گھر میں ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ اس کا چہرہ ہوا۔ میری والدہ کو خبر ہوئی وہ بھی اسی وقت آ

گئیں اور کہنے لگیں اگر تین دن تک تو نے اسکو چھیڑا تو تیرا منہ نہ دیکھوں گی۔ ہم تین دن میں اس کی تیاری کر لیں۔ تین دن کے بعد جب میں اس لڑکی سے ملا تو دیکھا نہایت خوبصورت قرآن شریف کی بھی حافظہ اور سنت رسولؐ سے بھی بہت زیادہ واقف۔ شوہر کے حقوق سے بھی بہت زیادہ باخبر۔ ایک مہینہ تک نہ تو حضرت سعیدؓ میرے پاس آئے نہ میں ان کی خدمت میں گیا۔ ایک ماہ کے بعد میں حاضر ہوا تو وہاں مجمع تھا۔ میں سلام کر کے بیٹھ گیا۔ جب سب چلے گئے تو فرمایا اس آدمی کو کیسا پایا۔ میں نے عرض کیا نہایت بہتر ہے کہ دوست دیکھ کر خوش ہوں دشمن جلیں۔ فرمایا اگر کوئی بات ناگوار ہو تو لکڑی خبر لینا۔ میں واپس آ گیا تو ایک آدمی کو بھیجا جو بیس ہزار درہم (تقریباً پانچ ہزار روپے) مجھے دے گیا۔ اس لڑکی کو عبد الملک بن مروان بادشاہ نے اپنے بیٹے ولید کے لئے جو ولی عہد بھی تھا مانگا تھا مگر حضرت سعیدؓ نے عذر کر دیا تھا جس کی وجہ سے عبد الملک ناراض بھی ہوا اور ایک حیلہ سے حضرت سعیدؓ کے سو کوڑے سخت سردی میں لگوائے اور پانی کا گھڑا ان پر گروایا۔

ہر حرف کے بدلہ دس نیکیاں:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص سبحان اللہ الحمد للہ لا الہ الا اللہ اکبر پڑھے ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں ملیں گی اور جو شخص کسی جھگڑے میں ناحق کی حمایت کرتا ہے وہ اللہ کے غصے میں رہتا ہے جب تک کہ اس سے توبہ نہ کرے اور جو اللہ کی کسی سزا میں سفارش کرے (اور شرعی سزا کے ملنے میں حارج ہو) وہ اللہ کا مقابلہ کرتا ہے اور جو شخص کسی مومن مرد یا عورت پر بہتان باندھے وہ قیامت کے دن ردغۃ الخبال میں قید کیا جائیگا یہاں تک کہ اس بہتان سے نکلے اور کس طرح اس سے نکل سکتا ہے۔

ناحق کی حمایت

ناحق کی حمایت آجکل ہماری طبیعت بن گئی ہے۔ ایک چیز کو ہم سمجھتے ہیں کہ ہم غلطی پر ہیں مگر رشتہ داروں کی طرف داری ہے۔ پارٹی کا سوال ہے۔ لاکھ اللہ کے غصہ میں داخل ہوں اللہ کی ناراضگی ہو۔ اس کا عتاب ہو مگر کنبہ برادری کی بات کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں۔ ہم اس ناحق کو نیوالے کو ٹوک نہ سکیں اور سکوت کریں یہ بھی نہیں بلکہ ہر طرح سے اس کی حمایت کریں گے۔ اگر اس پر کوئی دوسرا مطالبہ کرنے والا کھڑا ہو تو اس کا مقابلہ کریں گے۔ کسی دوست نے چوری کی ظلم کیا عیاشی کی اس کے حوصلے بلند کریں گے اس کی ہر طرح مدد کریں گے کیا یہی ہے ہمارے ایمان کا مقتضا یہی ہے دین داری اسی پر اسلام کے ساتھ ہم فخر کرتے ہیں یا اپنے اسلام کو دوسروں کی نگاہ میں بھی بدنام کرتے ہیں اور اللہ کے یہاں خود بھی ذلیل ہوتے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص عصبیت پر کسی کو بلائے یا عصبیت پر لڑے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ عصبیت سے یہ مراد ہے کہ ظلم پر اپنی قوم کی مدد کرے۔

بہتان باندھنے کی سزا:

ردغة الخبال وہ کیچڑ ہے جو جہنمی لوگوں کے لہو پیپ وغیرہ سے جمع ہو جائے کس قدر گندی اور اذیت دینے والی جگہ ہے جس میں ایسے لوگوں کو قید کر دیا جائے گا جو مسلمانوں پر بہتان باندھتے ہوں۔ آج دنیا میں بہت سرسری معلوم ہوتا ہے کہ جس

شخص کے متعلق جو چاہا منہ بھر کر کہہ دیا۔ کل جب زبان سے کہی ہوئی ہر بات کو ثابت کرنا پڑے گا اور ثبوت بھی وہی جو شرعاً معتبر ہو دنیا کی طرح نہیں کہ چرب لسانی اور جھوٹی باتیں ملا کر دوسرے کو چپ کر دیا جائے۔ اس وقت آنکھیں کھلیں گی۔ ہم نے کیا کہا تھا اور کیا نکلا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آدمی بعض کلام زبان سے ایسا نکالتا ہے جس کی پرواہ بھی نہیں کرتا لیکن اس کی وجہ سے جہنم میں پھینک دیا جاتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ آدمی بعضی بات صرف اس وجہ سے کہتا ہے کہ لوگ ذرا ہنس پڑیں گے لیکن اس کی وجہ سے اتنی دور (جہنم میں) پھینک دیا جاتا ہے جتنی دور آسمان سے زمین ہے پھر ارشاد فرمایا کہ زبان کی لغزش پاؤں کی لغزش سے زیادہ سخت ہے ایک حدیث میں ہے جو شخص کسی کو کسی گناہ سے عار دلا دے وہ خود مرنے سے پہلے اس گناہ میں مبتلا ہوتا ہے۔ امام احمد فرماتے ہیں کہ وہ گناہ مراد ہے جس سے گناہ گار توبہ کر چکا ہو۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ اپنی زبان مبارک کو پکڑ کر کھینچتے تھے کہ تیری بدولت ہم ہلاکتوں میں پڑتے ہیں۔ ابن المنکدر مشہور محدثین میں ہیں اور تابعی ہیں انتقال کے وقت رونے لگے۔ کسی نے پوچھا کیا بات ہے فرمانے لگے مجھے کوئی گناہ تو ایسا معلوم نہیں جو میں نے کیا ہو اس پر روتا ہوں کہ کوئی بات ایسی ہو گئی ہو جس کو میں نے سرسری سمجھا ہو اور وہ اللہ کے نزدیک سخت ہو۔

دعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں اپنے حقیقی ذکر یعنی ہمہ وقت آپ کے احکامات کو پیش نظر رکھتے ہوئے زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔

اے اللہ! ہمیں اپنی محبت نصیب فرمائیے اور مسنون اذکار و وظائف کو صبح و شام پڑھنے کی توفیق عطا فرمائیے۔

اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم سب سے زیادہ آپ کا ذکر کرنے والے سب سے زیادہ آپ کو فرمانبرداری کرنے والے اور

سب سے زیادہ آپ سے محبت کرنے والے بن جائیں۔ **وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ**

اختتام مجلس کا ذکر

عن ابی ہریرۃ الاسلمی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول باخرہ اذا اراد ان یقوم من المجلس سبحانک اللہم وبحمدک اشہد ان لا الہ الا انت استغفرک و اتوب الیک فقال رجل یا رسول اللہ انک لتقول قولاً ما کنت تقولہ فیما مضی قال کفارة لما یکون فی المجلس . (رواہ ابن ابی شیبہ)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول اخیر زمانہ عمر شریف میں یہ تھا کہ جب مجلس سے اٹھتے سبحانک اللہم وبحمدک اشہد ان لا الہ الا انت استغفرک و اتوب الیک پڑھا کرتے۔ کسی نے عرض کیا کہ آج کل ایک دعا کا معمول حضورؐ کا ہے پہلے تو یہ معمول نہیں تھا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ یہ مجلس کا کفارہ ہے۔ دوسری روایت میں بھی یہ قصہ مذکور ہے اس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد منقول ہے کہ یہ کلمات مجلس کا کفارہ ہیں۔ حضرت جبریلؑ نے مجھے بتائے ہیں۔

پڑھنے والے کا تذکرہ کرتے ہیں کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ کوئی تمہارا تذکرہ کرنے والا اللہ کے پاس موجود ہو جو تمہارا ذکر خیر کرتا رہے۔ لوگ جو حکام رس ہیں کرسی نشین کہلاتے ہیں کوئی ان سے پوچھے کہ بادشاہ نہیں وزیر نہیں، وائسرائے کو بھی چھوڑ دیجئے، کسی گورنر کے یہاں ان کی تعریف ہو جائے ان کا ذکر خیر آ جائے پھولے نہیں سماتے۔ دماغ آسمان پر پہنچ جاتا ہے حالانکہ اس تذکرہ سے نہ تو دین کا نفع نہ دنیا کا۔ دین کا نفع نہ ہونا تو ظاہر اور کھلا ہوا ہے اور دنیا کا نفع نہ ہونا اس وجہ سے کہ شاید جتنا نفع اس قسم کے تذکروں سے ہوتا ہو اس سے زیادہ نقصان اس نوع کے مرتبے اور تذکرے حاصل کرنے میں پہنچ جاتا ہے۔ جائیدادیں فروخت کر کے سودی قرض لے کر ایسے مرتبے حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے مفت کی عداوتیں مول لی جاتی ہیں اور ہر قسم کی ذلتیں برداشت کی جاتی ہیں۔ الیکشنوں کے منظر سب کے سامنے ہیں کہ کیا کیا کرنا پڑتا ہے۔ اس کے بالمقابل اللہ جل جلالہ کے عرش پر تذکرہ مالک الملک کے حضور

تشریح: حضرت عائشہؓ سے بھی نقل کیا گیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی مجلس سے اٹھتے سبحانک اللہم ربی وبحمدک لا الہ الا انت استغفرک و اتوب الیک پڑھتے۔ میں نے عرض کیا کہ آپ اس دعا کو بڑی کثرت سے پڑھتے ہیں ارشاد فرمایا کہ جو شخص مجلس کے ختم پر اسکو پڑھ لیا کرے تو اس مجلس میں جو لغزشیں اس سے ہوئی ہوں وہ سب معاف ہو جائیں گی۔ مجالس میں عموماً فضول باتیں بیکار تذکرے ہو ہی جاتے ہیں کتنی مختصر دعا ہے۔ اگر کوئی شخص ان دعاؤں میں سے کوئی سی ایک دعا پڑھ لے تو مجلس کے وبال سے خلاصی پاسکتا ہے۔ حق تعالیٰ شانہ نے کیسی کیسی سہولتیں مرحمت فرمائی ہیں۔

تسبیح کرنے والوں کا عرش کے پاس تذکرہ:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی لڑائی بیان کرتے ہیں یعنی سبحان اللہ الحمد للہ اکبر لا الہ الا اللہ پڑھتے ہیں تو یہ کلمات عرش کے چاروں طرف گشت لگاتے ہیں کہ ان کے لئے ہلکی سی آواز (بھنبھناہٹ) ہوتی ہے اور اپنے

میں تذکرہ اس پاک ذات کے یہاں تذکرہ جس کے قبضہ میں دین و دنیا اور سارے جہانوں کی ہر چیز ہے۔ اس قدرت والے کے یہاں تذکرہ جس کے قبضہ میں بادشاہوں کے دل ہیں۔ حاکموں کے اختیارات اس کے اختیار میں ہیں۔ نفع اور نقصان کا واحد مالک وہی ہے۔ سارے جہان کے تمام آدمی حاکم و محکوم بادشاہ و رعایا کسی کو نقصان پہنچانا چاہیں اور وہ مالک الملک نہ چاہے تو کوئی بال بیکا نہیں کر سکتا۔ ساری مخلوق کسی کو نفع پہنچانا چاہے اور اس کی رضا نہ ہو تو ایک قطرہ پانی کا نہیں پلا سکتی۔ ایسی پاک ذات کے یہاں اپنا ذکر خیر ہو کوئی دولت دنیا کی اس کا مقابلہ کر سکتی ہے کوئی عزت دنیا کی خواہ کتنی ہی بڑی ہو جائے اس کی برابری کر سکتی ہے نہیں ہرگز نہیں اور اس کے مقابلہ میں دنیا کی کسی عزت کو اگر وضع سمجھا جائے تو کیا اپنے اوپر ظلم نہیں۔

انگلیوں پر تسبیحات پڑھنا:

حضرت یسیرؓ جو ہجرت کرنے والی صحابیات میں سے ہیں فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنے اوپر تسبیح (سبحان اللہ کہنا) اور تہلیل (لا الہ الا اللہ پڑھنا) اور تقدیس (اللہ کی پاکی بیان کرنا مثلاً سبحان الملک القدوس پڑھنا) یا سبح قدوس و رب الملئکة والروح کہنا لازم کر لو اور انگلیوں پر گنا کرو اس لئے کہ انگلیوں سے قیامت میں سوال کیا جاویگا (اور ان سے جواب طلب کیا جائیگا کہ کیا عمل کئے اور جواب میں) گویائی دی جائے گی اور اللہ کے ذکر سے غفلت نہ کرنا (اگر

ایسا کرو گی تو اللہ کی رحمت سے محروم کر دی جاؤ گی۔

اعضاء کی گواہی: قیامت میں آدمی کے بدن سے

اس کے ہاتھ پاؤں سے بھی سوال ہوگا کہ ہر حصہ بدن نے کیا کیا نیک کام کئے اور کیا کیا ناجائز اور برے کام کئے۔ قرآن پاک میں متعدد جگہ اس کا ذکر ہے ایک جگہ ارشاد ہے۔ یَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَلْجُفُؤُهُمْ (سورہ نور رکوع ۳) جس روز ان کے خلاف گواہی دینگی ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور پاؤں ان کاموں کی (یعنی گناہوں کی) جنکو یہ کرتے تھے دوسری جگہ ارشاد ہے۔ وَیَوْمَ يُحْشَرُ أَعْدَاءُ اللَّهِ إِلَى النَّارِ الْآیَاتِ (سورہ حم مجدہ رکوع ۳) اس جگہ کئی آیتوں میں اس کا ذکر ہے جن کا ترجمہ یہ ہے کہ جس دن (حشر میں) اللہ کے دشمن جہنم کی طرف جمع کئے جائیں گے پھر ان کو ایک جگہ روک دیا جاویگا پھر سب کے سب اس جہنم کے قریب آ جائیں گے تو ان کے کان ان کی آنکھیں ان کی کھالیں ان پر گواہیاں دیں گے (اور بتائیں گی کہ ہمارے ذریعہ سے اس شخص نے کیا کیا گناہ کئے اس وقت وہ لوگ (تعجب سے) ان سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی (ہم تو دنیا میں تمہاری ہی لذت اور راحت کے واسطے گناہ کرتے تھے) وہ جواب دیں گے کہ ہم کو اس پاک اللہ نے گویائی عطا کی جس نے سب چیزوں کو گویائی عطا فرمائی اسی نے تم کو بھی اول پیدا کیا اور اسی کے پاس اب تم لوٹائے گئے ہو۔ احادیث میں اس گواہی کے متعدد واقعات ذکر کئے گئے ہیں۔

دعا کیجئے: اے اللہ! ہمیں اپنے حقیقی ذکر یعنی ہمہ وقت آپ کے احکامات کو پیش نظر رکھتے ہوئے زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ اے اللہ! ہمیں اپنے ذکر کی توفیق عطا فرمائیے۔ اے اللہ! ہمیں اپنی محبت نصیب فرمائیے اور مسنون اذکار و وظائف کو صبح و شام پڑھنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم سب سے زیادہ آپ کا ذکر کرنے والے سب سے زیادہ آپ کو فرمانبرداری کرنے والے اور سب سے زیادہ آپ سے محبت کرنے والے بن جائیں۔ وَآخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

اختتام مجلس کا ذکر

عن ابی ہریرۃ الاسلمی رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول باخرہ اذا اراد ان یقوم من المجلس سبحانک اللہم وبحمدک اشہد ان لا الہ الا انت استغفرک و اتوب الیک فقال رجل یا رسول اللہ انک لتقول قولاً ما کنت تقولہ فیما مضی قال کفارة لما یکون فی المجلس . (رواہ ابن ابی شیبہ)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول اخیر زمانہ عمر شریف میں یہ تھا کہ جب مجلس سے اٹھتے سبحانک اللہم وبحمدک اشہد ان لا الہ الا انت استغفرک و اتوب الیک پڑھا کرتے۔ کسی نے عرض کیا کہ آج کل ایک دعا کا معمول حضورؐ کا ہے پہلے تو یہ معمول نہیں تھا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ یہ مجلس کا کفارہ ہے۔ دوسری روایت میں بھی یہ قصہ مذکور ہے اس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد منقول ہے کہ یہ کلمات مجلس کا کفارہ ہیں۔ حضرت جبریلؑ نے مجھے بتائے ہیں۔

تشریح: ایک حدیث میں وارد ہے کہ قیامت کے دن کافر باوجودیکہ اپنی بد اعمالیوں کو جانتا ہوگا پھر بھی انکار کریگا کہ میں نے گناہ نہیں کئے اس سے کہا جائیگا کہ یہ تیرے پڑوسی تجھ پر گواہی دیتے ہیں وہ کہے گا کہ یہ لوگ دشمنی سے جھوٹ بولتے ہیں پھر کہا جائیگا کہ تیرے عزیز واقارب گواہی دیتے ہیں وہ ان کو بھی جھٹلائے گا تو اس کے اعضاء کو گواہ بنایا جائیگا۔ ایک حدیث میں ہے کہ سب سے پہلے ران گواہی دیگی کہ کیا کیا بد اعمالیاں اس سے کرائی گئی تھیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ پل صراط سے آخری گزرنے والا اس طرح گرتا پڑتا گزرے گا جیسے کہ بچہ جب اس کو باپ مار رہا ہو کہ وہ کبھی ادھر گرتا ہے کبھی ادھر۔ فرشتے اس سے کہیں گے کہ اچھا اگر تو سیدھا چل کر پل صراط سے گزر جائے تو اپنے سب اعمال بتا دے گا وہ اس کا وعدہ کریگا کہ میں سچ مچ سب بتا دوں گا اور اللہ کی عزت کی قسم کھا کر کہے گا کہ کچھ نہیں چھپاؤں گا۔ وہ کہیں گے کہ اچھا سیدھا کھڑا ہو جا اور چل وہ سہولت سے پل صراط پر گزر جائیگا اور پار ہو جانے کے بعد اس سے پوچھا جائیگا کہ اچھا اب بتا۔ وہ سوچے گا کہ اگر میں نے اقرار کر لیا تو ایسا نہ ہو کہ مجھ کو واپس کر دیا جائے۔ اس لئے صاف انکار کر دے گا کہ میں نے کوئی برا عمل نہیں کیا۔ فرشتے کہیں گے کہ اچھا اگر ہم نے گواہ پیش کر دیئے تو وہ ادھر ادھر دیکھے گا کہ کوئی آدمی آس پاس نہیں اس کو خیال ہوگا کہ اب گواہ کہاں سے آئیں گے سب

اپنے اپنے ٹھکانے پہنچ گئے ہیں اس لئے کہے گا کہ اچھا لاؤ گواہ تو اس کے اعضاء کو حکم کیا جائے گا اور وہ کہنا شروع کر دیں گے تو مجبوراً اس کو اقرار کرنا پڑے گا اور کہے گا کہ بیشک ابھی اور بھی بہت سے مہلک گناہ بیان کرنا باقی ہیں تو ارشاد ہوگا کہ اچھا ہم نے مغفرت کر دی غرض ان وجوہ سے ضرورت ہے کہ آدمی کے اعضاء سے نیک کام بھی بکثرت ہوں تاکہ گواہ دونوں قسم کے مل سکیں۔ اسی لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث بالا میں انگلیوں پر شمار کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ اسی وجہ سے دوسری احادیث میں مسجد میں کثرت سے آنے جانے کا حکم ہے کہ نشانات قدم بھی گواہ دیں گے اور ان کا ثواب لکھا جاتا ہے کس قدر خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کے لئے برائی کا گواہ کوئی بھی نہ ہو کہ گناہ کئے ہی نہیں یا توبہ وغیرہ سے معاف ہو گئے اور بھلائی اور نیکی کے گواہ سینکڑوں ہزاروں ہوں جسکی سہل ترین صورت یہ ہے کہ جب کوئی گناہ صادر ہو جائے فوراً توبہ سے اس کو محو کر ڈالیں کہ پھر وہ کالعدم ہو جاتے ہیں اور نیکیاں اعمال ناموں میں باقی رہیں جس کے گواہ بھی موجود ہوں اور جن جن اعضاء سے یہ نیک اعمال کئے ہیں وہ سب گواہی دیں۔ متعدد احادیث میں خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا انگلیوں پر گنا مختلف الفاظ سے نقل کیا گیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (انگلیوں پر) تسبیح گنتے تھے۔

غفلت والے رحمت الہیہ سے محروم ہیں

عن ابی ہریرۃ الاسلمی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول باخرہ اذا اراد ان یقوم من المجلس سبحانک اللہم وبحمدک اشہد ان لا الہ الا انت استغفرک و اتوب الیک فقال رجل یا رسول اللہ انک لتقول قولاً ما کنت تقولہ فیما مضی قال کفارة لما یکون فی المجلس۔ (رواہ ابن ابی شیبہ)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول اخیر زمانہ عمر شریف میں یہ تھا کہ جب مجلس سے اٹھتے سبحانک اللہم وبحمدک اشہد ان لا الہ الا انت استغفرک و اتوب الیک پڑھا کرتے۔ کسی نے عرض کیا کہ آج کل ایک دعا کا معمول حضورؐ کا ہے پہلے تو یہ معمول نہیں تھا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ یہ مجلس کا کفارہ ہے۔ دوسری روایت میں بھی یہ قصہ مذکور ہے اس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد منقول ہے کہ یہ کلمات مجلس کا کفارہ ہیں۔ حضرت جبریلؑ نے مجھے بتائے ہیں۔

میں بھی پینے میں بھی سونے میں بھی۔ لیکن مومن سے ذرا دور رہتا ہے اور ہر وقت منتظر رہتا ہے۔ جب اس کو ذرا غافل پاتا ہے فوراً اس پر حملہ کر دیتا ہے۔ دوسری جگہ ارشاد ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ

ذِكْرِ اللَّهِ إِلَىٰ آخِرِ السُّورَةِ (سورہ منافقون رکوع ۲)

اے ایمان والو تم کو تمہارے مال اور اولاد (اور اسی طرح دوسری چیزیں) اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دیں اور جو لوگ ایسا کریں گے وہی خسارے والے ہیں اور ہم نے جو کچھ (مال و دولت عطا کر رکھا ہے اس میں سے) (اللہ کے راستہ میں) اس سے پہلے پہلے خرچ کر لو کہ تم میں سے کسی کی موت آ جائے اور پھر (حسرت و افسوس سے) کہنے لگے کہ اے میرے پروردگار مجھے کچھ دنوں اور مہلت کیوں نہ دی تا کہ میں خیرات کر لیتا اور نیک بندوں میں شامل ہو جاتا اور اللہ جل جلالہ کسی شخص کو بھی موت کا وقت آ جانے کے بعد مہلت نہیں دیتے اور اللہ کو تمہارے سارے اعمال کی پوری پوری خبر ہے (جیسا کرو گے بھلا یا برا دیا ہی پاؤ گے)

اللہ کے ایسے بندے جو کسی لمحہ غافل نہیں ہیں:

اللہ جل شانہ کے ایسے بھی بندے ہیں جن کو کسی وقت بھی

تشتیج: اس کے بعد حدیث بالا میں اللہ کے ذکر سے غفلت پر رحمت الہیہ سے محروم کئے جانے کی وعید ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے محروم رہتے ہیں وہ اللہ کی رحمت سے بھی محروم رہتے ہیں۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ تم مجھے یاد کرو میں (رحمت کے ساتھ) تمہارا ذکر کروں گا۔ حق تعالیٰ شانہ نے اپنی یاد کو بندہ کی یاد پر مرتب فرمایا۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے

وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمَنِ نُقَيِّضْ لَهُ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ قَرِينٌ ۝

وَأَنَّهُمْ لَيَصْطَلُّونَ عَنْ السَّبِيلِ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ مُّهْتَدُونَ ۝

(سورہ زخرف رکوع ۴) اور جو شخص اللہ کے ذکر سے (خواہ کسی قسم کا ہو قرآن پاک ہو یا کسی اور قسم کا جان بوجھ کر) اندھا بن جائے ہم اس پر ایک شیطان کو مسلط کر دیتے ہیں پس وہ شیطان ہر وقت اس کے ساتھ رہتا ہے اور وہ شیطان اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر سب کے سب ان لوگوں کو (جو اللہ کے ذکر سے اندھے بن گئے ہیں سیدھے) راستہ سے ہٹاتے رہتے ہیں اور یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ ہم ہدایت پر ہیں۔

حدیث میں ہے کہ ہر شخص کے ساتھ ایک شیطان مقرر ہے۔ کافر کے ساتھ تو وہ ہر وقت شریک حال رہتا ہے۔ کھانے

غائب ہو سکتا ہے۔

حضرت جنید بغدادیؒ کا جب انتقال ہونے لگا تو کسی نے کلمہ لا الہ الا اللہ تلقین کیا فرمانے لگے میں کسی وقت بھی اس کو نہیں بھولا (یعنی یاد تو اس کو دلاؤ جس کو کسی وقت بھی غفلت ہوئی ہو) حضرت ممشاد دینوریؒ مشہور بزرگ ہیں جس وقت ان کا انتقال ہونے لگا تو کسی پاس بیٹھنے والے نے دعا کی حق تعالیٰ شانہ آپ کو (جنت کی) فلاں فلاں دولت عطا فرمائیں تو ہنس پڑے فرمانے لگے تیس برس سے جنت اپنے سارے ساز و سامان کے ساتھ میرے سامنے ظاہر ہوتی رہی ہے۔ ایک دفعہ بھی تو (اللہ جل شانہ کی طرف سے توجہ ہٹا کر) ادھر توجہ نہیں کی۔ حضرت رویمؒ کو انتقال کے وقت کسی نے کلمہ تلقین کیا تو فرمانے لگے میں اس کے غیر کو اچھی طرح جانتا ہی نہیں۔ احمد بن خضرؒ یہ کہ انتقال کا وقت تھا کسی شخص نے کوئی بات پوچھی آنکھوں میں آنسو نکل پڑے۔ کہنے لگے پچانوئیں برس سے ایک دروازہ کھٹکھٹا رہا ہوں وہ اس وقت کھلنے والا ہے مجھے معلوم نہیں کہ وہ سعادت کے ساتھ کھلتا ہے یا بدبختی کے ساتھ مجھے اس وقت بات کی فرصت کہاں۔

غفلت نہیں ہوتی۔ حضرت شبلیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک جگہ دیکھا کہ ایک مجنوں شخص ہے لڑکے اس کو ڈھیلے مار رہے ہیں۔ میں نے ان کو دھمکایا۔ وہ لڑکے کہنے لگے کہ یہ شخص یوں کہتا ہے کہ میں خدا کو دیکھتا ہوں۔ میں اس کے قریب گیا تو وہ کچھ کہہ رہا تھا۔ میں نے غور سے سنا تو وہ کہہ رہا تھا کہ تو نے بہت ہی اچھا کیا کہ ان لڑکوں کو مجھ پر مسلط کر دیا۔ میں نے کہا کہ یہ لڑکے تجھ پر ایک تہمت لگاتے ہیں کہنے لگا کیا کہتے ہیں۔ میں نے کہا یہ کہتے ہیں کہ تم خدا کو دیکھنے کے مدعی ہو۔ یہ سن کر اس نے ایک چیخ ماری اور یہ کہا شبلی اس ذات کی قسم جس نے اپنی محبت میں مجھ کو شکستہ حال بنا رکھا ہے اور اپنے قرب و بعد میں مجھ کو بھٹکا رکھا ہے اگر تھوڑی دیر بھی وہ مجھ سے غائب ہو جائے (یعنی حضوری حاصل نہ رہے) تو میں درد فراق سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاؤں۔

یہ کہہ کر وہ مجھ سے منہ موڑ کر یہ شعر پڑھتا ہوا بھاگ گیا

خیالک فی عینی و ذکرک فی فمی

و مثواک فی قلبی فاین تغیب

تیری صورت میری نگاہ میں جمی رہتی ہے اور تیرا ذکر میری زبان پر ہر وقت رہتا ہے۔ تیرا ٹھکانا میرا دل ہے پس تو کہاں

دعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم سب سے زیادہ آپ کا ذکر کرنے والے سب سے زیادہ آپ کو فرمانبرداری کرنے والے اور سب سے زیادہ آپ سے محبت کرنے والے بن جائیں۔ اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم اپنے سارے دل کیساتھ آپ سے محبت کریں اور آپ کو راضی کرنے میں اپنی ساری کوششیں صرف کر دیں۔ اے اللہ! ہم آپ سے دین و دنیا اور اہل و عیال میں معافی اور اچھے انجام کا سوال کرتے ہیں۔ اے اللہ! ہمیں بخش دیجئے اور ہمارے گھروں میں وسعت اور رزق میں برکت عطا فرما دیجئے۔ اے اللہ! ہمیں اپنے ذکر کی توفیق عطا فرمائیے۔ اے اللہ! ہمیں اپنے حقیقی ذکر یعنی ہمہ وقت آپ کے احکامات کو پیش نظر رکھتے ہوئے زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ اے اللہ! ہمیں اپنی محبت نصیب فرمائیے اور مسنون اذکار و وظائف کو صبح و شام پڑھنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

چار کلمات

وعن جویریۃ رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خرج من عندہا بکرة حین صلی الصبح وہی فی مسجدہا ثم رجع بعد ان اضحیٰ وہی جالسة قال ما زلت علی الحال التی فارقتک علیہا قالت نعم قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لقد قلت بعدک اربع کلمات ثلث مرات لو وزنت بما قلت منذ الیوم لوزنتہن سبحان اللہ وبحمدہ عدد خلقہ ورضا نفسہ وزنة عرشہ ومداد کلماتہ۔ (رواہ مسلم)

تفسیر: ام المؤمنین حضرت جویریہ فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز کے وقت ان کے پاس سے نماز کے لئے تشریف لے گئے اور یہ اپنے مصلے پر بیٹھی ہوئی (تسبیح میں مشغول تھیں) حضور چاشت کی نماز کے بعد (دوپہر کے قریب) تشریف لائے تو یہ اسی حال میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ حضور نے دریافت فرمایا تم اسی حال پر ہو جس میں میں نے چھوڑا تھا عرض کیا جی ہاں! حضور نے فرمایا میں نے تم سے (جدا ہونے کے) بعد چار کلمے تین مرتبہ پڑھے اگر ان کو اس سب کے مقابلہ میں تو لا جائے جو تم نے صبح سے پڑھا ہے تو وہ غالب ہو جائیں۔ وہ کلمے یہ ہیں۔ سبحان اللہ وبحمدہ عدد خلقہ ورضا نفسہ وزنة عرشہ ومداد کلماتہ (اللہ کی تسبیح کرتا ہوں اور اس کی تعریف کرتا ہوں بقدر اسکی مخلوقات کے عدد کے اور بقدر اس کی مرضی اور خوشنودی کے اور بقدر وزن اس کے عرش کے اور اس کے کلمات کی مقدار کے موافق)

افضل اور آسان تسبیح

تشریح: دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت سعد بن مسعود رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک صحابی عورت کے پاس تشریف لے گئے۔ ان کے سامنے کھجور کی گٹھیاں یا کنکریاں رکھی ہوئی تھیں جن پر وہ تسبیح پڑھ رہی تھیں۔ حضور نے فرمایا میں تجھے ایسی چیز بتاؤں جو اس سے سہل ہو (یعنی کنکریوں پر گنتے سے سہل ہو) یا (یہ ارشاد فرمایا کہ) اس سے افضل ہو سبحان اللہ عدد ما خلق الخیر تک۔ اللہ کی تعریف کرتی ہوں بقدر اس مخلوق کے جو آسمان میں پیدا کی اور بقدر اس مخلوق کے جو زمین میں پیدا کی اور بقدر اس مخلوق کے جو ان دونوں کے درمیان ہے یعنی آسمان زمین کے

درمیان ہے اور اللہ کی پاکی بیان کرتی ہوں بقدر اسکے جس کو وہ پیدا کرنے والا ہے اور اس سب کے برابر اللہ اکبر اور اس کے برابر ہی الحمد للہ اور اسی کے مانند لا الہ الا اللہ۔

افضیت کا مطلب

ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ ان کیفیات کے ساتھ تسبیح کے افضل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان الفاظ کے ذکر کرنے سے ان کیفیات اور صفات کی طرف ذہن متوجہ ہوگا اور یہ ظاہر ہے کہ جتنا بھی تدبر اور غور و فکر سے زیادہ ہوگا اتنا ہی ذکر افضل ہوگا اس لئے قرآن پاک جو تدبر سے پڑھا جائے وہ تھوڑا سا بھی اس تلاوت سے بہت زیادہ افضل ہے جو بلا تردد کے ہو اور بعض علماء نے کہا ہے کہ افضلیت اس حیثیت سے ہے کہ اس میں اللہ

جل جلالہ کی حدو ثنا کے شمار سے عجز کا اظہار ہے جو کمال ہے عبدیت کا۔ اس وجہ سے بعض صوفیہ سے نقل کیا گیا ہے وہ کہتے ہیں کہ گناہ تو بلا حساب اور بیشمار ہوتے ہیں اور اللہ کے پاک نام کو شمار سے اور گن کر کہتے ہو۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ شمار نہ کرنا چاہیے اگر ایسا ہوتا تو پھر احادیث میں کثرت سے خاص خاص اوقات میں شمار کیوں بتائی جاتی حالانکہ بہت سی احادیث میں خاص خاص مقداروں پر خاص خاص وعدے فرمائے گئے ہیں لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ صرف شمار پر قناعت نہ کرنا چاہیے بلکہ جو اور مخصوص اوقات میں متعین ہیں ان کو پورا کرنے کے علاوہ خالی اوقات میں بھی جتنا ممکن ہو بیشمار اللہ کے ذکر میں مشغول رہنا چاہیے کہ یہ ایسی بڑی دولت ہے جو شمار کی پابندیوں اور اس کے حدود سے بالاتر ہے۔

دانوں والی تسبیح کو بدعت کہنا غلط ہے:

ان احادیث سے تسبیح متعارف یعنی دھاگہ میں پروئے ہوئے دانوں کا جواز ثابت ہوتا ہے بعض لوگوں نے اس کو بدعت کہہ دیا ہے مگر یہ صحیح نہیں ہے جب اس کی اصل ثابت ہے حضورؐ نے کنکریوں اور گٹھلیوں پر گنتے ہوئے دیکھا اور اس پر انکار نہیں فرمایا تو پھر اصل ثابت ہوگی دھاگہ میں پردینے میں اور نہ پروئے میں کوئی فرق نہیں۔ اس وجہ سے جملہ مشائخ اور فقہاء اس کا استعمال فرماتے ہیں۔ مولانا عبدالحی صاحب نے ایک مستقل رسالہ ”نزہۃ الفکر“ اس بارے میں تصنیف فرمایا ہے۔ ملا علی قاریؒ کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح دلیل ہے۔ تسبیح متعارف کے جواز کی اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان گٹھلیوں یا کنکریوں پر گنتے ہوئے دیکھا اور اس پر انکار نہیں فرمایا جو شرعی دلیل ہے اور کھلے ہوئے دانے یا پروئے ہوئے میں کوئی فرق نہیں ہے اس لئے جو لوگ اس کو بدعت کہتے ہیں ان کا قول قابل اعتماد نہیں ہے۔ فرماتے ہیں کہ صوفیہ کی

اصطلاح میں اس کو شیطان کا کوڑا کہا جاتا ہے۔ حضرت جنید بغدادیؒ کے ہاتھ میں کسی نے ایسے وقت میں بھی تسبیح دیکھی جب وہ منتہائے کمال پر پہنچ چکے تھے تو ان سے اس بارے میں سوال کیا۔ فرمایا جس چیز کے ذریعہ ہم اللہ تک پہنچے ہیں اس کو کیسے چھوڑ دیں۔ بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے یہ نقل کیا گیا ہے کہ ان کے پاس کھجور کی گٹھلیاں یا کنکریاں رہتی تھیں اور وہ ان پر گن کر تسبیح پڑھا کرتے تھے چنانچہ حضرت ابوصفیہؒ صحابی سے نقل کیا گیا ہے کہ وہ کنکریوں پر گنا کرتے تھے۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے گٹھلیاں اور کنکریاں دونوں نقل کی گئی ہیں۔ حضرت ابوسعید خدریؓ سے بھی کنکریوں پر پڑھنا نقل کیا گیا ہے۔ مرقات میں لکھا ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ کے پاس ایک دھاگہ رہتا تھا جس میں گرہیں لگی ہوئی تھیں ان پر شمار فرمایا کرتے تھے اور ابوداؤدؒ میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ کے پاس ایک تھیلی تھی جس میں کھجور کی گٹھلیاں یا کنکریاں بھری رہتی۔ ان پر تسبیح پڑھا کرتے اور جب وہ تھیلی خالی ہو جاتی تو ایک باندی بھی جو ان سب کو پھرس میں بھر دیتی اور حضرت ابو ہریرہؓ کے پاس رکھ دیتی۔ خالی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ تھیلی میں سے نکالتے رہتے اور باہر ڈالتے رہتے تھے اور جب وہ خالی ہو جاتی تو سارے دانے سمیٹ کر وہ باندی پھر اس تھیلی میں بھر دیتی۔ حضرت ابودرداءؓ سے بھی یہ نقل کیا گیا ہے کہ ان کے پاس ایک تھیلی میں عجمہ کھجور کی گٹھلیاں جمع رہتیں صبح کی نماز پڑھ کر اس تھیلی کو لے کر بیٹھتے اور جب تک وہ خالی ہوتی بیٹھے پڑھتے رہتے۔ حضرت ابوصفیہؒ جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے ان کے سامنے ایک چمڑہ بچھا رہتا اس پر کنکریاں پڑی رہتیں اور صبح سے زوال کے وقت تک ان کو پڑھتے رہتے جب زوال کا وقت ہوتا تو وہ چمڑا اٹھا لیا جاتا۔ وہ اپنی ضروریات میں مشغول

ہو جاتے۔ ظہر کی نماز کے بعد پھر وہ بچھا دیا جاتا اور شام تک ان کو پڑھتے رہتے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کے پوتے نقل کرتے ہیں کہ دادے ابا کے پاس ایک دھاگہ تھا جس میں دو ہزار گرہیں لگی ہوئی تھیں اس وقت تک نہیں سوتے تھے جب تک ایک مرتبہ ان پر تسبیح نہ پڑھ لیتے۔ حضرت امام حسینؑ کی صاحبزادی حضرت فاطمہؑ سے بھی یہ نقل کیا گیا ہے ان کے پاس ایک دھاگہ تھا جس میں گرہیں لگی ہوئی تھیں ان پر تسبیح پڑھا کرتی تھیں۔ صوفیہ کی اصطلاح میں تسبیح کا نام مذکرہ (یاد دلانے والی) بھی ہے اس وجہ سے کہ جب یہ ہاتھ میں ہوتی ہے تو خواہ مخواہ پڑھنے کو جی چاہتا ہے اس لئے گویا اللہ کے نام کو یاد دلانے والی ہے اس بارے میں ایک حدیث بھی نقل کی جاتی ہے جو حضرت علیؑ سے نقل کی گئی ہے کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ تسبیح کیا ہی اچھی مذکرہ (یعنی یاد دلانے والی چیز) ہے۔

ایک مسلسل حدیث:

اس باب میں ایک مسلسل حدیث مولانا عبدالحی صاحب نے نقل فرمائی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ مولانا سے لے کر اوپر تک ہر استاد نے اپنے شاگرد کو ایک تسبیح عطا فرمائی اور اس کے پڑھنے کی اجازت بھی دی۔ اخیر میں حضرت جنید بغدادیؒ کے

شاگرد تک یہ سلسلہ پہنچتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے استاد حضرت جنیدؒ کے ہاتھ میں تسبیح دیکھی تو میں نے ان سے کہا کہ آپ اس علو مرتبہ پر بھی تسبیح ہاتھ میں رکھتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے استاد سری سقطیؒ کے ہاتھ میں تسبیح دیکھی تو ان سے یہی سوال کیا تھا جو تم نے کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے بھی اپنے استاد حضرت معروف کرخیؒ کے ہاتھ میں تسبیح دیکھی تھی تو یہی سوال کیا تھا۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ میں نے اپنے استاد حضرت بشیر حافیؒ کے ہاتھ میں تسبیح دیکھی تو یہی سوال کیا تھا۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ میں نے اپنے استاد حضرت عمر بنیؒ کے ہاتھ میں تسبیح دیکھی تھی تو یہی سوال کیا تھا۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ میں نے اپنے استاد حضرت حسن بصریؒ (جو سارے مشائخ چشتیہ کے سرگروہ ہیں) کے ہاتھ میں تسبیح دیکھی تھی تو عرض کیا تھا کہ آپ کی اس رفعت شان اور علو مرتبہ کے باوجود بھی اب تک تسبیح آپ کے ہاتھ میں ہے تو انہوں نے فرمایا تھا کہ ہم نے تصوف کی ابتدا میں اس سے کام لیا تھا اور اس کے ذریعہ سے ترقی حاصل کی تھی تو گوارا نہیں کہ اب اخیر میں اسکو چھوڑ دیں میں چاہتا ہوں کہ اپنے دل سے زبان سے ہاتھ سے ہر طرح اللہ کا ذکر کروں۔ محدثانہ حیثیت سے ان میں کلام بھی کیا گیا ہے۔

دعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں اپنے ذکر کی توفیق عطا فرمائیے۔ اے اللہ! ہمیں اپنے حقیقی ذکر یعنی ہمہ وقت آپ کے احکامات کو پیش نظر رکھتے ہوئے زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ اے اللہ! ہمیں اپنی محبت نصیب فرمائیے اور مسنون اذکار و وظائف کو صبح و شام پڑھنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ اے اللہ! ہمیں ایسا بناد دیجئے کہ ہم سب سے زیادہ آپ کا ذکر کرنے والے سب سے زیادہ آپ کو فرمانبرداری کرنے والے اور سب سے زیادہ آپ سے محبت کرنے والے بن جائیں۔ اے اللہ! ہمیں ایسا بناد دیجئے کہ ہم اپنے سارے دل کیساتھ آپ سے محبت کریں اور آپ کو راضی کرنے میں اپنی ساری کوششیں صرف کر دیں۔ **وَاجِرُدْعُوْنَا اِنَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ**

تسبیحات فاطمہ

عن ابن ابي عبد قال قال علي رضي الله عنه الا احدثك عنى وعن فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم و كانت من احب اهلہ اليہ قلت بلى قال انها جرت بالرحى حتى اثر فى يدها واستقت بالقربة حتى اثر فى نحرها و كنست البيت حتى اغبرت ثيابها (رواه ابو داؤد)

ترجمہ: حضرت علیؑ نے اپنے ایک شاگرد سے فرمایا کہ میں تمہیں اپنا اور اپنی بیوی فاطمہؑ کا جو حضورؐ کی صاحبزادی اور سب گھروالوں میں زیادہ لاڈلی تھیں قصہ نہ سناؤں؟ انہوں نے عرض کیا ضرور سنائیں۔ فرمایا کہ وہ خود چکی پیستی تھیں جس سے ہاتھوں میں گٹے پڑ گئے تھے اور خود ہی مشک بھر کر لاتی تھیں جس سے سینہ پر رسی کے نشان پڑ گئے تھے خود ہی جھاڑو دیتی تھیں جس کی وجہ سے کپڑے میلے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ لونڈی غلام آئے میں نے حضرت فاطمہؑ سے کہا کہ تم اگر اپنے والد صاحبؑ کی خدمت میں جا کر ایک خادم مانگ لاؤ تو اچھا ہے سہولت رہے گی وہ گئیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لوگوں کا مجمع تھا اس لئے واپس چلی آئیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے روز خود ہی مکان پر تشریف لائے اور فرمایا کہ تم کل کس کام کو آئی تھیں وہ چپ ہو گئیں (شرم کی وجہ سے بول بھی نہ سکیں) میں نے عرض کیا حضورؐ چکی سے ہاتھ میں نشان پڑ گئے، مشکیزہ بھرنے کی وجہ سے سینہ پر بھی نشان پڑ گیا ہے، جھاڑو دینے کی وجہ سے کپڑے میلے رہتے ہیں کل آپ کے پاس کچھ لونڈی غلام آئے تھے اس لئے میں نے ان سے کہا تھا کہ ایک خادم اگر مانگ لائیں تو ان مشقتوں میں سہولت ہو جائے۔ حضورؐ نے فرمایا فاطمہ اللہ سے ڈرتی رہو اور اسکے فرض ادا کرتی رہو اور گھر کے کاروبار کرتی رہو اور جب سونے کے لئے لیٹو تو سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر ۳۳ مرتبہ پڑھ لیا کرو۔ یہ خادم سے بہتر ہے۔ انہوں نے عرض کیا میں اللہ (کی تقدیر) اور اس کے رسول (کی تجویز) سے راضی ہوں۔ دوسری حدیث میں حضورؐ کی چچا زاد بہنوں کا قصہ بھی اسی قسم کا آیا ہے وہ کہتی ہیں کہ ہم دو بہنیں اور حضورؐ کی بیٹی فاطمہؑ تینوں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اپنی مشقت اور دقتیں ذکر کر کے ایک خادم کی طلب کی۔ حضورؐ نے فرمایا کہ خادم دینے میں تو بدر کے یتیم تم سے مقدم ہیں میں تمہیں خادم سے بھی بہتر چیز بتاؤں ہر نماز کے بعد ہر تینوں کلمے یعنی سبحان اللہ الحمد للہ اللہ اکبر ۳۳، ۳۳ مرتبہ اور ایک مرتبہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وهو علی کل شیء قدير پڑھ لیا کرو یہ خادم سے بہتر ہے۔

تسبیحاتِ فاطمہ کی اہمیت و افادیت

تشریح: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں اور عزیزوں کو خاص طور پر ان تسبیحات کا حکم فرمایا کرتے تھے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کو یہ حکم فرمایا کرتے تھے کہ جب وہ سونے کا ارادہ کریں تو سبحان اللہ الحمد للہ اللہ اکبر ہر ایک ۳۳ مرتبہ پڑھیں۔ حدیث بالا میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیوی مشقتوں اور تکلیفوں کے مقابلہ میں ان تسبیحات کو تلقین فرمایا۔ اس کی ظاہری وجہ تو ظاہر ہے کہ مسلمان کے لئے دنیوی مشقت اور تکلیف قابل التفات نہیں ہے اس کو ہر وقت آخرت اور مرنے کے بعد کی راحت و آرام کی فکر ضروری ہے اس لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے چند روزہ زندگی کی مشقت اور تکلیف کی طرف سے توجہ ہٹا کر آخرت کی راحت کے سامان بڑھانے کی طرف متوجہ فرمایا اور ان تسبیحات کا آخرت میں زیادہ سے زیادہ نافع ہونا ان روایات سے جو اس باب میں ذکر کی گئیں ظاہر ہے۔ اس کے علاوہ دوسری وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ان تسبیحات کو حق تعالیٰ شانہ نے جہاں دینی منافع اور ثمرات سے شرف بخشا ہے دنیوی منافع بھی ان میں رکھے ہیں۔ اللہ کے پاک کلام میں اس کے رسول کے پاک کلام میں بہت سی چیزیں ایسی ہیں جن میں آخرت کے ساتھ ساتھ دنیاوی منافع بھی حاصل ہوتے ہیں۔ چنانچہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ دجال کے زمانہ میں مومنوں کی غذا فرشتوں کی غذا ہوگی یعنی تسبیح و تقدیس (سبحان اللہ وغیرہ الفاظ کا پڑھنا) کہ جس شخص کا کلام ان چیزوں کا پڑھنا ہوگا حق تعالیٰ شانہ اس سے بھوک کی مشقت کو زائل کر دیں گے اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس دنیا

میں بغیر کھائے پئے صرف اللہ کے ذکر پر گزارہ ممکن ہو سکتا ہے اور دجال کے زمانہ میں عام مومنین کو یہ دولت حاصل ہوگی تو اس زمانہ میں خواص کو اس حالت کا میسر ہو جانا کچھ مشکل نہیں۔ اس لئے جن لوگوں سے اس قسم کے واقعات بکثرت منقول ہیں کہ معمولی غذا پر یا غذا کے وہ کئی کئی دن گزار دیتے تھے ان میں کوئی وجہ انکار یا تکذیب کی نہیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ اگر کہیں آگ لگ جائے تو تکبیر (یعنی اللہ اکبر کثرت سے) پڑھا کر وہ اس کو بجھا دیتی ہے۔ حصن حصین میں نقل کیا ہے کہ جب کسی شخص کو کسی کام میں تعب اور مشقت معلوم ہو یا قوت کی زیادتی مطلوب ہو تو سوتے وقت سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر ۳۳ مرتبہ پڑھے یا تینوں کلمے ۳۳، ۳۳، ۳۳ مرتبہ پڑھے یا کوئی سا ایک ۳۳ مرتبہ پڑھے (چونکہ مختلف احادیث میں مختلف عدد آئے ہیں اس لئے سب ہی کو نقل کر دیا ہے) حافظ ابن تیمیہؒ نے بھی ان احادیث میں جن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؑ کو خادم کے بدلے یہ تسبیحات تعلیم فرمائیں یہ استنباط کیا ہے کہ جو شخص ان پر مداومت کرے اس کو مشقت کے کاموں میں تکان اور تعب نہیں ہوگا۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ اگر معمولی تعب ہوا بھی تب بھی مضرت نہ ہوگی۔ ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ یہ عمل مجرب ہے یعنی تجربہ سے بھی یہ ثابت ہوئی ہے کہ ان تسبیحوں کا سوتے وقت پڑھنا ازالہ تکان اور زیادتی قوت کا سبب ہوتا ہے۔ علامہ سیوطیؒ نے مرقاة الصعود میں لکھا ہے کہ ان تسبیحوں کا خادم سے بہتر ہونا آخرت کے اعتبار سے بھی ہو سکتا ہے کہ آخرت میں یہ تسبیحیں جتنی مفید کارآمد اور نافع ہوں گی دنیا میں خادم اتنا کارآمد اور نافع نہیں ہو سکتا اور دنیا کے اعتبار سے بھی ہو سکتا ہے کہ ان تسبیحوں کی وجہ

امور خانہ داری کی انجام دہی:

ان احادیث میں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جنت کی عورتوں کی سردار اور دو جہاں کے سردار کی بیٹی اپنے ہاتھ سے آٹا پیستیں حتیٰ کہ ہاتھوں میں گٹے پڑ گئے۔ خود ہی پانی بھر کر لاتیں حتیٰ کہ سینہ پر مشک کی رسی کے نشان ہو گئے، خود ہی گھر کی جھاڑو وغیرہ سارا کام کرتیں جس سے ہر وقت کپڑے میلے رہتے۔ آٹا گوندھنا، روٹی پکانا غرض سب ہی کام اپنے ہاتھوں سے کرتی تھیں۔ کیا ہماری بیبیاں یہ سارے کام تو کیا ان میں سے آدھے بھی اپنے ہاتھ سے کرتی ہیں اور اگر نہیں کرتیں تو کتنی غیرت کی بات ہے کہ جن کے آقاؤں کی یہ زندگی ہو، ان کے نام لیوا ان کے نام پر فخر کرنیوالوں کی زندگی اس کے آس پاس بھی نہ ہو؟ چاہیے تو یہ تھا کہ خادموں کا عمل ان کی مشقت آقاؤں سے کچھ آگے ہوتی مگر افسوس کہ یہاں اس کے آس پاس بھی نہیں۔

سے کام پر جس قدر قوت اور ہمت ہو سکتی ہے خادم سے اتنا کام نہیں ہو سکتا۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ دو خصلتیں ایسی ہیں کہ جو ان پر عمل کرے وہ جنت میں داخل ہو اور وہ دونوں بہت سہل ہیں لیکن ان پر عمل کرنے والے بہت کم ہیں ایک یہ کہ ان تسبیحوں کو ہر نماز کے بعد دس دس مرتبہ پڑھے کہ یہ پڑھنے میں تو ایک سو پچاس ہوئیں لیکن اعمال کی ترازو میں پندرہ سو ہوگی۔ دوسرے یہ کہ سوتے وقت سبحان اللہ الحمد للہ ۳۳، ۳۳ مرتبہ پڑھے اور اللہ اکبر ۳۴ مرتبہ پڑھے کہ یہ پڑھنے میں سو مرتبہ ہوئیں اور ثواب کے اعتبار سے ایک ہزار ہوئیں۔ کسی نے پوچھا یا رسول اللہ یہ کیا بات ہے کہ ان پر عمل کر نیوالے بہت تھوڑے ہیں۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ نماز کے وقت شیطان آتا ہے اور کہتا ہے کہ فلاں ضرورت ہے اور فلاں کام ہے اور جب سونے کا وقت ہوتا ہے وہ ادھر ادھر کی ضرورتیں یاد دلاتا ہے جس سے پڑھنا رہ جاتا ہے۔

دعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں اپنے ذکر کی توفیق عطا فرمائیے۔ اے اللہ! ہمیں اپنے حقیقی ذکر یعنی ہمہ وقت آپ کے احکامات کو پیش نظر رکھتے ہوئے زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ اے اللہ! ہمیں اپنی محبت نصیب فرمائیے اور مسنون اذکار و وظائف کو صبح و شام پڑھنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ اے اللہ! ہمیں ایسا بنادیتجئے کہ ہم سب سے زیادہ آپ کا ذکر کرنے والے سب سے زیادہ آپ کو فرمانبرداری کرنے والے اور سب سے زیادہ آپ سے محبت کرنے والے بن جائیں۔ اے اللہ! ہمیں ایسا بنادیتجئے کہ ہم اپنے سارے دل کیساتھ آپ سے محبت کریں اور آپ کو راضی کرنے میں اپنی ساری کوششیں صرف کر دیں۔ اے اللہ! ہم آپ سے دین و دنیا اور اہل و عیال میں معافی اور اچھے انجام کا سوال کرتے ہیں۔ اے اللہ! ہمیں بخش دیتجئے اور ہمارے گھروں میں وسعت اور رزق میں برکت عطا فرمادیتجئے۔

وَاجْرِدْ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

صلوٰۃ التّسبیح ایک بہترین عمل

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال للعباس بن عبدالمطلب یا عباس یا عماہ الا اعطیک الا امنحک الا اخبرک الا افعل بک عشر خصال اذا انت فعلت ذلک غفر اللہ لک دنیک اولہ و اخرہ قدیمہ و حدیثہ خطاۃ و حمدہ صغیرہ و کبیرہ سرہ و علانیۃ ان تصلی اربع رکعات تقرأ فی کل رکعة فاتحة الكتاب و سورة (رواہ ابو داؤد)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اپنے چچا حضرت عباسؓ سے فرمایا اے عباس اے میرے چچا کیا میں تمہیں ایک عطیہ کروں۔ ایک بخشش کروں ایک چیز بتاؤں تمہیں دس چیزوں کا مالک بناؤں جب تم اس کام کو کرو گے تو حق تعالیٰ شانہ تمہارے سب گناہ پہلے اور پچھلے پرانے اور نئے غلطی سے کئے ہوئے اور جان بوجھ کر کئے ہوئے چھوٹے اور بڑے چھپ کر کئے ہوئے اور کھلم کھلا کئے ہوئے سب ہی معاف فرمادیں گے وہ کام یہ ہے کہ چار رکعت نفل (صلوٰۃ تسبیح کی نیت باندھ کر) پڑھو اور ہر رکعت میں جب الحمد اور سورت پڑھ چکو تو رکوع سے پہلے سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر پندرہ مرتبہ اس میں پڑھو پھر جب رکوع کرو تو دس مرتبہ اسمیں پڑھو پھر جب رکوع سے کھڑے ہو تو دس مرتبہ پڑھو پھر سجدہ کرو تو دس مرتبہ اس میں پڑھو پھر سجدے سے اٹھ کر بیٹھو تو دس مرتبہ پڑھو پھر جب دوسرے سجدہ میں جاؤ تو دس مرتبہ اس میں پڑھو پھر جب دوسرے سجدہ سے اٹھو تو (دوسری رکعت میں) کھڑے ہونے سے پہلے بیٹھ کر دس مرتبہ پڑھو۔ ان سب کی میزان پکھتر ہوئی۔ اسی طرح ہر رکعت میں پکھتر دفعہ ہوگا اگر ممکن ہو سکے تو روزانہ ایک مرتبہ اس نماز کو پڑھ لیا کرو یہ نہ ہو سکے تو ہر جمعہ کو ایک مرتبہ پڑھ لیا کرو یہ بھی نہ ہو سکے تو ہر مہینہ میں ایک مرتبہ پڑھ لیا کرو یہ بھی نہ ہو سکے ہر سال میں ایک مرتبہ پڑھ لیا کرو یہ بھی نہ ہو سکے تو عمر بھر میں ایک مرتبہ تو پڑھ ہی لو۔

فرمایا میں تجھے ایک چیز دوں ایک خوشخبری سناؤں ایک بخشش کروں ایک تحفہ دوں۔ انہوں نے عرض کیا ضرور۔ حضورؐ نے فرمایا چار رکعت نماز پڑھ۔ پھر اسی طریقہ سے بتائی جو اوپر گزرا اس حدیث میں ان چار کلموں کے ساتھ لا حول ولا قوۃ الا اللہ العلیٰ العظیم بھی آیا ہے۔

حضرت عباسؓ فرماتے ہیں مجھ سے حضورؐ نے فرمایا کہ میں تمہیں بخشش کروں ایک عطیہ دوں ایک چیز عطا کروں وہ کہتے ہیں میں یہ سمجھا کہ کوئی دنیا کی ایسی چیز دینے کا ارادہ ہے جو کسی کو نہیں دی (اس وجہ سے اس قسم کے الفاظ بخشش عطا وغیرہ کو بار بار فرماتے ہیں) پھر آپؐ نے چار رکعت نماز سکھائی جو اوپر گزری۔ اسمیں یہ بھی فرمایا کہ جب التّحیات کیلئے بیٹھو تو پہلے ان تسبیحوں کو پڑھو پھر التّحیات پڑھنا۔

تشریح: ایک صحابیؓ کہتے ہیں مجھ سے حضورؐ نے فرمایا کل صبح کو آنا تم کو ایک بخشش کرونگا۔ ایک چیز دوںگا۔ ایک عطیہ کرونگا۔ وہ صحابیؓ کہتے ہیں میں ان الفاظ سے یہ سمجھا کہ کوئی (مال) عطا فرمائینگے (جب میں حاضر ہوا) تو فرمایا کہ جب دوپہر کو آفتاب ڈھل چکے تو چار رکعت نماز پڑھو اسی طریقہ سے بتایا جو پہلی حدیث میں گزرا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ اگر تم ساری دنیا کے لوگوں سے زیادہ گنہگار ہو گے تو تمہارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ میں نے عرض کیا کہ اگر اس وقت میں کسی وجہ سے نہ پڑھ سکوں تو ارشاد فرمایا کہ جس وقت ہو سکے دن میں یا رات میں پڑھ لیا کرو۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا زاد بھائی حضرت جعفر کو حبشہ بھیج دیا تھا۔ جب وہ وہاں سے واپس مدینہ طیبہ پہنچے تو حضورؐ نے ان کو گلے لگا لیا اور پیشانی پر بوسہ دیا پھر

صلوۃ التسبیح پڑھنے کا طریقہ

قال الترمذی و قدروی ابن المبارک و غیر واحد من اهل العلم صلوۃ التسبیح و ذکر و الفضل فیہ حدثنا احمد بن عبدہ انا ابو وھب سالت عبد اللہ بن المبارک عن الصلوۃ التی یسبح فیہا قال یکبر ثم یقول سبحانک اللھم و بحمدک و تبارک اسمک و تعالیٰ جددک و لا الہ غیرک

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مبارک اور بہت سے علماء سے اس نماز کی فضیلت نقل کی گئی ہے اور اس کا یہ طریقہ نقل کیا گیا ہے کہ سبحانک اللھم پڑھنے کے بعد الحمد شریف پڑھنے سے پہلے پندرہ دفعہ ان کلموں کو پڑھے پھر اعوذ اور بسم اللہ پڑھ کر الحمد شریف اور پھر کوئی سورت پڑھے سورت کے بعد رکوع سے پہلے دس مرتبہ پڑھے پھر رکوع میں دس مرتبہ پھر رکوع سے اٹھ کر پھر دونوں سجدوں میں اور دونوں سجدوں کے درمیان میں بیٹھ کر دس مرتبہ پڑھے یہ کچھتر پوری ہو گئی (لہذا دوسرے سجدہ کے بعد بیٹھ کر پڑھنے کی ضرورت نہیں رہی) رکوع میں پہلے سبحان ربی العظیم اور سجدہ میں پہلے سبحان ربی الاعلیٰ پڑھے پھر ان کلموں کو پڑھے (حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اس طریقہ سے نقل کیا گیا ہے)

صحابہ کرامؓ تابعین اور اولیاء کے ہاں صلوۃ التسبیح کا اہتمام تسبیح: صلوۃ التسبیح بڑی اہم نماز ہے جس کا اندازہ کچھ احادیث بالا سے ہو سکتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس قدر شفقت اور اہتمام سے اس کو تعلیم فرمایا ہے۔ علمائے امت محدثین فقہاء صوفیہ ہر زمانہ میں اس کا اہتمام فرماتے رہے ہیں۔ امام حدیث حاکم نے لکھا ہے کہ اس حدیث کے صحیح ہونے پر یہ بھی دلیل ہے کہ تبع تابعین کے زمانے سے ہمارے زمانہ تک مقتداء حضرات اس پر مداومت کرتے اور لوگوں کو تعلیم دیتے رہے ہیں جن میں عبد اللہ بن مبارک بھی ہیں۔ یہ عبد اللہ بن مبارک امام بخاری کے استادوں کے استاد ہیں۔ بیہقی کہتے ہیں کہ ابن مبارک سے پہلے ابوالجوزاء جو معتد تابعی ہیں اس کا اہتمام کیا کرتے تھے۔ روزانہ جب ظہر کی اذان ہوتی تو

مسجد میں جاتے اور جماعت کے وقت تک اس کو پڑھ لیا کرتے۔ عبد العزیز بن ابی رواد جو ابن مبارک کے بھی استاد ہیں بڑے عابد اور زاہد متقی لوگوں میں ہیں کہتے ہیں کہ جو جنت کا ارادہ کرے اس کو ضروری ہے کہ صلوۃ التسبیح کو مضبوط پکڑے۔ ابو عثمان حیری جو بڑے زاہد ہیں کہتے ہیں کہ میں نے مصیبتوں اور غموں کے ازالہ کے لئے صلوۃ التسبیح جیسی کوئی چیز نہیں دیکھی۔ علامہ تقی سبکی فرماتے ہیں یہ نماز بڑی اہم ہے بعض لوگوں کے انکار کی وجہ سے دھوکا میں نہ پڑنا چاہیے۔ جو شخص اس نماز کے ثواب کو سن کر بھی غفلت کرے وہ دین کے بارے میں سستی کر نیوالا ہے۔ صلحاء کے کاموں سے دور ہے اس کو پکا آدمی نہ سمجھنا چاہیے۔ مراقبہ میں لکھا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ ہر جمعہ کو پڑھا کرتے تھے۔

بعض علماء کا شبہ

بعض علماء نے اس وجہ سے اس حدیث کا انکار کیا ہے کہ اتنا زیادہ ثواب صرف چار رکعت پر مشکل ہے بالخصوص کبیرہ گناہوں کا معاف ہونا لیکن جب روایت بہت سے صحابہؓ سے منقول ہے تو انکار مشکل ہے البتہ دوسری آیات و احادیث کی وجہ سے کبیرہ گناہوں کی معافی کے لئے توبہ کی شرط ہوگی۔

صلوٰۃ التبیح پڑھنے کے دو طریقے

احادیث بالا میں اس نماز کے دو طریقے بتائے گئے ہیں اول یہ کہ کھڑے ہو کر الحمد شریف اور سورہ کے بعد پندرہ مرتبہ چاروں کلمے سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر پڑھے۔ پھر رکوع میں سبحان ربی العظیم کے بعد دس مرتبہ پڑھے۔ پھر رکوع سے کھڑے ہو کر سمع اللہ لمن حمدہ، ربنا لک الحمد کے بعد دس مرتبہ پڑھے۔ پھر دونوں سجدوں میں سبحان ربی الاعلیٰ کے بعد دس مرتبہ پڑھے اور دونوں سجدوں کے درمیان جب بیٹھے دس مرتبہ پڑھے اور جب دوسرے سجدہ سے اٹھے تو اللہ اکبر کہتا ہوا اٹھے اور بجائے کھڑے ہونے کے بیٹھ جائے اور دس مرتبہ پڑھ کر بغیر اللہ اکبر کے کہنے کے کھڑا ہو جائے اور دو رکعت کے بعد اس طرح چوتھی رکعت کے بعد پہلے ان کلموں کو دس دس مرتبہ پڑھے پھر التحیات پڑھے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے سبحانک اللہم کے بعد الحمد سے پہلے پندرہ مرتبہ پڑھے اور پھر الحمد اور سورۃ کے بعد دس مرتبہ پڑھے اور باقی سب طریقے بدستور۔ البتہ اس صورت میں نہ تو دوسرے سجدہ کے بعد بیٹھنے کی ضرورت ہے اور نہ التحیات کے ساتھ پڑھنے کی۔ علماء نے لکھا ہے کہ بہتر یہ ہے کہ کبھی اس طرح پڑھ لیا کرے کبھی اس طرح۔

صلوٰۃ التبیح سے متعلق مسائل

چونکہ یہ نماز عام طور سے رائج نہیں ہے اس لئے اس کے متعلق چند مسائل لکھے جاتے ہیں تاکہ پڑھنے والوں کو سہولت ہو۔ مسئلہ ۱: اس نماز کیلئے کوئی سورۃ قرآن کی متعین نہیں جوئی سورت دل چاہے پڑھے لیکن بعض علماء نے لکھا ہے کہ سورۃ حدید، سورہ حشر، سورہ صف، سورہ جمعہ، سورہ تغابن میں سے چار سورتیں پڑھے بعض حدیثوں میں بیس آیتوں کی بقدر آیا ہے اس لئے ایسی سورتیں پڑھے جو بیس آیتوں کے قریب قریب ہوں۔ بعض نے اذان، لزلت، والعادیات، نکاثر، والعصر، کافرون، نصر، اخلاص لکھا ہے کہ ان ہی میں سے پڑھ لیا کرے۔

مسئلہ ۲: ان تسبیحوں کو زبان سے ہرگز نہ گئے کہ زبان سے گئے نماز ٹوٹ جائیگی۔ انگلیوں کو بند کر کے گنا اور تسبیح ہاتھ میں لیکر اس پر گنا جائز ہے مگر مکروہ ہے۔ بہتر یہ ہے کہ انگلیاں جس طرح اپنی جگہ پر رکھی ہیں۔ ویسی ہی رہیں اور ہر کلمہ پر ایک ایک انگلی کو اسی جگہ دباتا رہے۔

مسئلہ ۳: اگر کسی جگہ تسبیح پڑھنا بھول جائے تو دوسرے رکن میں اسکو پورا کرے البتہ بھولے ہوئے کی قضا رکوع سے اٹھ کر اور دو سجدوں کے درمیان نہ کرے۔ اس طرح پہلی اور تیسری رکعت کے بعد اگر بیٹھے تو ان میں بھی بھولے ہوئے کی قضا نہ کرے بلکہ صرف ان کی ہی تسبیح پڑھے اور ان کے بعد جو رکن ہو اس میں بھولی ہوئی بھی پڑھ لے مثلاً اگر رکوع میں پڑھنا بھول گیا تو ان کو پہلے سجدہ میں پڑھ لے اس طرح پہلے سجدہ کی دوسرے سجدہ میں اور دوسرے سجدہ کی دوسری رکعت میں کھڑا ہو کر پڑھ لے اور اگر وہ رہ جائے تو آخری قعدہ میں التحیات سے پہلے پڑھ لے۔

مسئلہ ۴: اگر سجدہ سہو کسی وجہ سے پیش آ جائے تو اسمیں تسبیح نہیں پڑھنا چاہیے اس لئے کہ مقدار تین سو ہے وہ پوری ہو چکی ہاں اگر کسی وجہ سے اس مقدار میں کمی رہی ہو تو سجدہ سہو میں پڑھ لے۔

مسئلہ ۵: بعض احادیث میں آیا ہے کہ التحیات کے بعد سلام سے پہلے یہ دعا پڑھے۔

اے اللہ میں آپ سے ہدایت والوں کی سی توفیق مانگتا ہوں اور یقین والوں کے عمل اور توبہ والوں کا خلوص مانگتا ہوں اور صابرین کی پختگی اور آپ سے ڈرنے والوں کی سی کوشش (یا احتیاط) مانگتا ہوں اور رغبت والوں کی سی طلب اور پرہیزگاروں کی سی عبادت اور علماء کی سی معرفت تاکہ میں آپ سے ڈرنے لگوں اے اللہ ایسا ڈر جو مجھے آپ کی نافرمانی سے روک دے اور تاکہ میں آپ کی اطاعت سے ایسے عمل کرنے لگوں جن کی وجہ سے آپ کی رضا اور خوشنودی کا

مستحق بن جاؤں اور تاکہ خلوص کی توبہ آپ کے ڈر سے کرنے لگوں اور تاکہ سچا اخلاص آپ کی محبت کی وجہ سے کرنے لگوں۔ اور تاکہ آپ کے ساتھ حسن ظن کی وجہ آپ پر توکل کرنے لگوں اے نور کے پیدا کرنے والے! تیری ذات پاک ہے اے ہمارے رب ہمیں کامل نور عطا فرما اور تو ہماری مغفرت فرما بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ اے ارحم الراحمین اپنی رحمت سے درخواست کو قبول فرما۔

مسئلہ ۶: اس نماز کا اوقات مکروہ کے علاوہ باقی دن رات کے تمام اوقات میں پڑھنا جائز ہے۔ البتہ زوال کے بعد پڑھنا زیادہ بہتر ہے پھر دن میں کسی وقت پھر رات کو۔

مسئلہ ۷: بعض حدیثوں میں سوم کلمہ کے ساتھ لا حول کو بھی ذکر کیا گیا ہے جیسا کہ اوپر تیسری حدیث میں گذرا۔ اس لئے اگر کبھی کبھی اس کو بڑھالے تو اچھا ہے۔

دعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں اپنے ذکر کی توفیق عطا فرمائیے۔

اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم اپنے سارے دل کیساتھ آپ سے محبت کریں اور آپ کو راضی کرنے میں اپنی ساری کوششیں صرف کر دیں۔

اے اللہ! ہمیں اپنے حقیقی ذکر یعنی ہمہ وقت آپ کے احکامات کو پیش نظر رکھتے ہوئے زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔

اے اللہ! ہمیں اپنی محبت نصیب فرمائیے اور مسنون اذکار و وظائف کو صبح و شام پڑھنے کی توفیق عطا فرمائیے۔

اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم سب سے زیادہ آپ کا ذکر کرنے والے سب سے زیادہ آپ کو فرمانبرداری کرنے والے اور سب سے زیادہ آپ سے محبت کرنے والے بن جائیں۔

اے اللہ! ہم آپ سے دین و دنیا اور اہل و عیال میں معافی اور اچھے انجام کا سوال کرتے ہیں۔

اے اللہ! ہمیں بخش دیجئے اور ہمارے گھروں میں وسعت اور رزق میں برکت عطا فرما دیجئے۔

وَ اخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

ذکر کی فضیلت، فضائل و فوائد

(۱۱) اللہ کی طرف رجوع پیدا کرتا ہے جس سے رفتہ رفتہ یہ نوبت آ جاتی ہے کہ ہر چیز میں حق تعالیٰ شانہ اس کی جائے پناہ اور ماویٰ و ملجأ بن جاتے ہیں اور ہر مصیبت میں اسی کی طرف توجہ ہو جاتی ہے۔

(۱۲) اللہ کا قرب پیدا کرتا ہے اور جتنا ذکر میں اضافہ ہوتا ہے اتنا ہی قرب میں اضافہ ہوتا ہے اور جتنی ذکر سے غفلت ہوتی ہے اتنی ہی اللہ سے دوری ہوتی ہے۔

(۱۳) اللہ کی معرفت کا دروازہ کھولتا ہے۔

(۱۴) اللہ جل شانہ کی ہیبت اور اس کی بڑائی دل میں پیدا کرتا ہے۔ اور اللہ کیساتھ حضوری پیدا کرتا ہے۔

(۱۵) اللہ جل شانہ کی بارگاہ میں ذکر کا سبب ہے چنانچہ کلام پاک میں ارشاد ہے **فَاذْكُرُونِي اَذْكُرْكُمْ** اور حدیث میں وارد ہے **مَنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتَهُ فِي نَفْسِي الْحَدِيثُ** اگر ذکر میں اس کے سوا اور کوئی بھی فضیلت نہ ہوتی تب بھی شرافت اور کرامت کے اعتبار سے یہی ایک فضیلت کافی تھی چہ جائیکہ اس میں اور بھی بہت سی فضیلتیں ہیں۔

(۱۶) دل کو زندہ کرتا ہے۔ حافظ ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ اللہ کا ذکر دل کے لئے ایسا ہے جیسا مچھلی کے لئے پانی۔ خود غور کر لو کہ بغیر پانی کے مچھلی کا کیا حال ہوتا ہے۔

(۱۷) دل اور روح کی روزی ہے اور ان دونوں کو اپنی روزی نہ ملے تو ایسا ہے جیسا بدن کو اس کی روزی (یعنی کھانا) نہ ملے۔

(۱۸) دل کو زنگ سے صاف کرتا ہے جیسا کہ حدیث میں بھی وارد ہوا ہے ہر چیز پر اس کے مناسب زنگ اور میل کچیل ہوتا ہے دل کا میل اور زنگ خواہشات اور غفلت ہیں یہ اس کے لئے صفائی کا کام دیتا ہے۔

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کی کتاب ”الوابل الصیب“ میں سے نمبر وار انا سی ۹ فوائد کو مختصر اس جگہ ترتیب وار نقل کیا جاتا ہے۔ اور چونکہ بہت سے فوائد ان میں ایسے ہیں جو کئی کئی فائدوں کو شامل ہیں اس لحاظ سے یہ سو ۱۰۰ سے زیادہ کو مشتمل ہیں۔

یہاں چار اسباق کی شکل میں یہ فوائد دیے جاتے ہیں۔

(۱) ذکر شیطان کو دفع کرتا ہے اور اس کی قوت کو توڑتا ہے۔

(۲) اللہ جل جلالہ کی خوشنودی کا سبب ہے۔

(۳) دل سے فکر و غم کو دور کرتا ہے۔

(۴) دل میں فرحت سرور اور انبساط پیدا کرتا ہے۔

(۵) بدن کو اور دل کو قوت بخشتا ہے۔

(۶) چہرہ اور دل کو منور کرتا ہے۔

(۷) رزق کو کھینچتا ہے۔

(۸) ذکر کرنے والے کو ہیبت اور خلاوت کا لباس پہناتا

ہے یعنی اسکے دیکھنے سے رعب پڑتا ہے اور دیکھنے والوں کو خلاوت نصیب ہوتی ہے۔

(۹) اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کرتا ہے اور محبت ہی اسلام کی

روح اور دین کا مرکز ہے اور سعادت اور نجات کا مدار ہے جو شخص

یہ چاہتا ہے کہ اللہ کی محبت تک اس کی رسائی ہو۔ اس کو چاہیے کہ

اس کے ذکر کی کثرت کرے جیسا کہ پڑھنا اور تکرار کرنا علم کا

دروازہ ہے اسی طرح اللہ کا ذکر اس کی محبت کا دروازہ ہے۔

(۱۰) ذکر سے مراقبہ نصیب ہوتا ہے جو مرتبہ احسان تک

پہنچا دیتا ہے۔ یہی مرتبہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسی

نصیب ہوتی ہے گویا اللہ جل شانہ کو دیکھ رہا ہے (یہی مرتبہ صوفیہ

کا منہمائے مقصد ہوتا ہے۔

(۱۹) لغزشوں اور خطاؤں کو دور کرتا ہے۔

(۲۰) بندہ کو اللہ جل شانہ سے جو وحشت ہو جاتی ہے اُس کو دور کرتا ہے کہ غافل کے دل پر اللہ کی طرف سے ایک وحشت رہتی ہے جو ذکر ہی سے دور ہوتی ہے۔

(۲۱) جو اذکار بندہ کرتا ہے وہ عرش کے چاروں طرف بندہ کا ذکر کرتے رہتے ہیں جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔ (باب نمبر ۳ فصل نمبر ۲ حدیث نمبر ۱۷)

(۲۲) جو شخص راحت میں اللہ جل شانہ کا ذکر کرتا ہے۔ اللہ جل جلالہ مصیبت کی وقت اس کو یاد کرتا ہے۔

(۲۳) اللہ کے عذاب سے نجات کا ذریعہ ہے۔

(۲۴) سکینہ اور رحمت کے اُترنے کا سبب ہے اور فرشتے ذکر کرنے والے کو گھیر لیتے ہیں (سکینہ کے معنی باب ہذا کی فصل نمبر ۲ حدیث نمبر ۸ میں گزر چکے ہیں)

(۲۵) اس کی برکت سے زبان غیبت، چغلیخوری، جھوٹ، بدگوئی، لغو گوئی سے محفوظ رہتی ہے چنانچہ تجربہ اور مشاہدہ سے ثابت ہے کہ جس شخص کی زبان اللہ کے ذکر کی عادی ہو جاتی ہے وہ ان اشیاء سے عموماً محفوظ رہتا ہے اور جس کی زبان عادی نہیں ہوتی ہر نوع کی لغویات میں مبتلا رہتا ہے۔

(۲۶) ذکر کی مجلسیں فرشتوں کی مجلسیں ہیں اور لغویات اور غفلت کی مجلسیں شیطان کی مجلسیں ہیں اب آدمی کو اختیار ہے جس قسم کی مجلسوں کو چاہے پسند کر لے اور ہر شخص اسی کو پسند کرتا ہے جس سے مناسبت رکھتا ہے۔

(۲۷) ذکر کی وجہ سے ذکر کرنے والا بھی سعید (نیک بخت) ہوتا ہے اور اس کے پاس بیٹھنے والا بھی اور غفلت یا لغویات میں مبتلا ہونے والا خود بھی بد بخت ہوتا ہے اور اس کے پاس بیٹھنے والا بھی۔

(۲۸) قیامت کے دن حسرت سے محفوظ رہتا ہے اس لئے کہ

حدیث میں آیا ہے کہ ہر وہ مجلس جس میں اللہ کا ذکر نہ ہو قیامت کے دن حسرت اور نقصان کا سبب ہے۔

(۲۹) ذکر کیساتھ اگر تنہائی کا رونا بھی نصیب ہو جائے تو قیامت کے دن کی تپش اور گرمی میں جبکہ ہر شخص میدان حشر میں بلبلا رہا ہوگا۔ یہ عرش کے سایہ میں ہوگا۔

(۳۰) ذکر میں مشغول رہنے والوں کو ان سب چیزوں سے زیادہ ملتا ہے۔ جو دعائیں مانگنے والوں کو ملتی ہیں حدیث میں اللہ جل شانہ کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ جس شخص کو میرے ذکر نے دعا سے روک دیا اس کو میں دعائیں مانگنے والوں سے افضل عطا کروں گا۔ (۳۱) باوجود سہل ترین عبادت ہونے کے تمام عبادتوں سے افضل ہے اسلئے کہ زبان کو حرکت دینا بدن کے اور تمام اعضا کو حرکت دینے سے سہل ہے۔

(۳۲) اللہ کا ذکر جنت کے پودے ہیں (چنانچہ باب ۳ فصل نمبر ۲ حدیث ۴ میں مفصل آ رہا ہے) جس قدر بخشش اور انعام کا وعدہ اس پر ہے اتنا کسی اور عمل پر نہیں ہے چنانچہ ایک حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص لا الہ الا اللہ وحده لا شریک له له الملك وله الحمد وهو على شيء قدير۔ سو ۱۰۰ مرتبہ کسی دن پڑھے تو اس کے لئے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ہوتا ہے اور سو ۱۰۰ نیکیاں اس کے لئے لکھی جاتی ہیں اور سو ۱۰۰ برائیاں اس سے معاف کر دی جاتی ہیں اور شام تک شیطان سے محفوظ رہتا ہے اور دوسرا کوئی شخص اس سے افضل نہیں ہوتا مگر وہ شخص کہ اس سے زیادہ عمل کرے۔ اسی طرح اور بہت سی احادیث ہیں جن سے ذکر کا افضل اعمال ہونا معلوم ہوتا ہے (اور بہت سی ان میں سے اس رسالہ میں مذکور ہیں)

(مزید فوائد اگلے درس میں ملاحظہ فرمائیں)

وَ اخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

ذکر کی فضیلت، فضائل و فوائد

ساتھ رہتا ہے اور آخرت میں پل صراط پر آگے آگے چلتا ہے
حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے۔

أَوْ مَنْ كَانَ مَيِّتًا فَأَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا يَمْشِي بِهِ
فِي النَّاسِ كَمَنْ مَثَلُهُ فِي الظُّلُمَاتِ لَيْسَ بِمُخَارِجٍ مِنْهَا
(سورہ انعام رکوع ۱۵)

ایسا شخص جو پہلے مردہ یعنی گمراہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ یعنی
مسلمان بنادیا اور اس کو ایسا نور دیدیا کہ وہ اس نور کو لئے ہوئے
آدمیوں میں چلتا پھرتا ہے یعنی وہ نور مروقت اس کیساتھ رہتا ہے کیا
ایسا شخص بد حالی میں اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو گمراہیوں کی
تاریکیوں میں گمراہ ہو کہ اُن سے نکلنے ہی نہیں پاتا) پس اول شخص
مومن ہے جو اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور اس کی محبت اور اس کی معرفت اور
اسکے ذکر سے منور ہے اور دوسرا شخص ان چیزوں سے خالی ہے حقیقت
یہ ہے کہ یہ نور نہایت مہتمم بالشان چیز ہے اور اسی میں پوری کامیابی
ہے اسی لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طلب اور دعا میں مبالغہ
فرمایا کرتے تھے اور اپنے ہر ہر جزو میں نور کو طلب فرماتے تھے چنانچہ
احادیث میں متعدد دعائیں ایسی ہیں جن میں حضور اقدس صلی اللہ
علیہ وسلم نے اس کی دعا فرمائی ہے کہ حق تعالیٰ شانہ آپ کے گوشت
میں ہڈیوں میں پٹھوں میں بال میں کھال میں کان میں آنکھ میں
اوپر نیچے دائیں بائیں آگے پیچھے نور ہی نور کر دے حتیٰ کہ یہ بھی دعا
کی کہ خود مجھی کو سرتا پا نور بنادے کہ آپ کی ذات ہی نور بن جائے
اسی نور کی بقدر اعمال میں نور ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ بعض لوگوں کے نیک
عمل ایسی حالت میں آسمان پر جاتے ہیں کہ اُن پر آفتاب جیسا نور
ہوتا ہے اور ایسا ہی نور اُن کے چہروں پر قیامت کے دن ہوگا۔

(۳۷) ذکر تصوف کا اصل اصول ہے اور تمام صوفیہ کے

(۳۴) دوام ذکر کی بدولت اپنے نفس کو بھولنے سے امن
نصیب ہوتا ہے۔ جو سبب ہے دارین کی شقاوت کا اس لئے کہ
اللہ کی یاد کو بھلا دینا سبب ہوتا ہے۔ خود اپنے نفس کے بھلا دینے کا
اور اپنے تمام مصالح کے بھلا دینے کا۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے
وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ فَأَنْسَاهُمْ أَنْفُسَهُمْ أُولَٰئِكَ
هُمْ الْفَاسِقُونَ (سورہ حشر رکوع ۳۵)۔

تم اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جنہوں نے اللہ سے بے پروائی کی
پس اللہ نے ان کو اپنی جانوں سے بے پروا کر دیا۔ یعنی اُن کی عقل
ایسی ماری گئی کہ اپنے حقیقی نفع کو نہ سمجھا اور جب آدمی اپنے نفس کو
بھلا دیتا ہے تو اس کی مصالح سے غافل ہو جاتا ہے اور یہ سبب
ہلاکت کا بن جاتا ہے جیسا کہ کسی شخص کی کھیتی یا باغ ہو اور اُس کو
بھول جائے اس کی خبر گیری نہ کرے تو لامحالہ وہ ضائع ہوگا۔ اور اس
سے امن جب ہی مل سکتا ہے جب اللہ کے ذکر سے زبان کو ہر وقت
تروتازہ رکھے اور ذکر اس کو ایسا محبوب ہو جائے جیسا کہ پیاس کی
شدت کیوقت پانی اور بھوک کے وقت کھانا اور سخت گرمی اور سخت
سردی کیوقت مکان اور لباس بلکہ اللہ کا ذکر اس سے زیادہ کا مستحق
ہے اسلئے کہ ان اشیاء کے نہ ہونے سے بدن کی ہلاکت ہے جو روح
کی اور دل کی ہلاکت کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہے۔

(۳۵) ذکر آدمی کی ترقی کرتا رہتا ہے بسترہ پر بھی اور بازار
میں بھی، صحت میں بھی اور بیماری میں بھی، نعمتوں اور لذتوں
کیساتھ مشغولی میں بھی اور کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو ہر وقت ترقی
کا سبب بنتی ہو حتیٰ کہ جس کا دل نور ذکر سے منور ہو جاتا ہے وہ سوتا
ہوا بھی غافل شب بیداروں سے بڑھ جاتا ہے۔

(۳۶) ذکر کا نور دنیا میں بھی ساتھ رہتا ہے اور قبر میں بھی

سب طریقوں میں رائج ہے جس شخص کے لئے ذکر کا دروازہ کھل گیا ہے اس کے لئے اللہ جل شانہ تک پہنچنے کا دروازہ کھل گیا۔ اور جو اللہ جل شانہ تک پہنچ گیا وہ جو چاہتا ہے پاتا ہے کہ اللہ جل شانہ کے پاس کسی چیز کی بھی کمی نہیں ہے۔

(۳۸) آدمی کے دل میں ایک گوشہ ہے جو اللہ کے ذکر کے علاوہ کسی چیز سے بھی پُر نہیں ہوتا اور جب ذکر دل پر مسلط ہو جاتا ہے تو وہ نہ صرف اس گوشہ کو پُر کرتا ہے بلکہ ذکر کرنے والے کو بغیر مال کے غنی کر دیتا ہے اور بغیر کنبہ اور جماعت کے لوگوں کے دلوں میں عزت والا بنا دیتا ہے اور بغیر سلطنت کے بادشاہ بنا دیتا ہے اور جو شخص ذکر سے غافل ہوتا ہے وہ باوجود مال و دولت کنبہ اور حکومت کے ذلیل ہوتا ہے۔

(۳۹) ذکر پُرانگندہ کو مجتمع کرتا ہے اور مجتمع کو پُرانگندہ کرتا ہے۔ دور کو قریب کرتا ہے اور قریب کو دور کرتا ہے۔ پُرانگندہ کو مجتمع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی کے دل پر جو متفرق ہوموم غموم تفکرات پریشانیاں ہوتی ہیں اُن کو دور کر کے جمعیت خاطر پیدا کرتا ہے اور مجتمع کو پُرانگندہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی پر جو تفکرات مجتمع ہیں اُن کو متفرق کر دیتا ہے اور آدمی کی جو لغزشیں اور گناہ جمع ہو گئے ہیں ان کو پُرانگندہ کر دیتا ہے اور جو شیطان کے لشکر آدمی پر مسلط ہیں اُن کو پُرانگندہ کر دیتا ہے اور آخرت کو جو دور ہے قریب کر دیتا ہے اور دنیا کو جو قریب ہے دور کر دیتا ہے۔

(۴۰) ذکر آدمی کے دل کو نیند سے جگاتا ہے غفلت سے چوکتا کرتا ہے اور دل جب تک سوتا رہتا ہے اپنے سارے ہی منافع کھوتا رہتا ہے۔

(۴۱) ذکر ایک درخت ہے جس پر معارف کے پھل لگتے ہیں۔ صوفیہ کی اصلاح میں احوال اور واقعات کے پھل لگتے ہیں اور جتنی بھی ذکر کی کثرت ہوگی اتنی ہی اس درخت کی جڑ مضبوط ہوگی اور جتنی جڑ مضبوط ہوگی اتنے ہی زیادہ پھل اس پر آئینگے۔

(۴۲) ذکر اس پاک ذات کے قریب کر دیتا ہے جس کا ذکر کر رہا ہے حتیٰ کہ اس کیساتھ معیت نصیب ہو جاتی ہے چنانچہ قرآن پاک میں ہے ان الله مع الذين اتقوا (اللہ جل شانہ متقیوں کیساتھ ہے) اور حدیث میں وارد ہے انا مع عبدی ما ذکرنی (میں اپنے بندے کیساتھ رہتا ہوں جب تک وہ میرا ذکر کرتا رہے) ایک حدیث میں ہے کہ میرا ذکر کرنے والے میرے آدمی ہیں میں ان کو اپنی رحمت سے دور نہیں کرتا اگر وہ اپنے گناہوں سے توبہ کرتے رہیں تو میں اُن کا حبیب ہوں اور اگر وہ توبہ نہ کریں تو میں اُن کا طبیب ہوں کہ انکو پریشانیوں میں مبتلا کرتا ہوں تاکہ اُن کو گناہوں سے پاک کروں۔ نیز ذکر کی وجہ سے جو اللہ جل شانہ کی معیت نصیب ہوتی ہے وہ ایسی معیت ہے جس کی برابر کوئی دوسری معیت نہیں ہے نہ وہ زبان سے تعبیر ہو سکتی ہے نہ تحریر میں آ سکتی ہے اس کی لذت وہی جان سکتا ہے جس کو یہ نصیب ہو جاتی ہے (اللهم ادرقنی منہ شیئا)

(۴۳) ذکر غلاموں کے آزاد کرنے کے برابر ہے مالوں کے خرچ کرنے کے برابر ہے اللہ کے راستے میں جہاد کی برابر ہے (بہت سی روایات میں اس قسم کے مضامین گزر بھی چکے ہیں اور آئندہ بھی آنے والے ہیں)

(۴۴) ذکر شکر کی جڑ ہے جو اللہ کا ذکر نہیں کرتا وہ شکر بھی ادا نہیں کرتا۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ جل جلالہ سے عرض کیا آپ نے مجھ پر بہت احسانات کئے ہیں مجھے طریقہ بتا دیجئے کہ میں آپ کا بہت شکر ادا کروں۔ اللہ جل جلالہ نے ارشاد فرمایا کہ جتنا بھی تم میرا ذکر کرو گے اتنا ہی شکر ادا ہوگا۔ دوسری حدیث میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ درخواست ذکر کی گئی ہے کہ یا اللہ تیری شان کے مناسب شکر کس طرح ادا ہو۔ اللہ جل جلالہ نے فرمایا کہ تمہاری زبان ہر وقت ذکر کیساتھ تروتازہ رہے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

ذکر کی فضیلت، فضائل و فوائد

ہو۔ اسی طرح اور اعمال جہاد وغیرہ کا حکم ہے۔

(۵۷) یہ نوافل اور دوسری نفل عبادات کے قائم مقام ہے۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ فقراء نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ یہ مالدار لوگ بڑے بڑے درجے حاصل کرتے ہیں یہ روزے نماز میں ہمارے شریک ہیں اور اپنے مالوں کی وجہ سے حج، عمرہ، جہاد میں ہم سے سبقت لیجاتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں ایسی چیز بتاؤں جس سے کوئی شخص تم تک نہ پہنچ سکے مگر وہ شخص جو یہ عمل کرے۔ اسکے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نماز کے بعد سبحان اللہ الحمد للہ اکبر پڑھنے کو فرمایا (جیسا کہ باب ۳، فصل ۲ حدیث ۷ میں آ رہا ہے) کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حج، عمرہ، جہاد وغیرہ ہر عبادت کا بدل ذکر کو قرار دیا ہے۔

(۵۸) ذکر دوسری عبادات کیلئے بڑا معین و مددگار ہے کہ اسکی کثرت سے ہر عبادت محبوب بن جاتی ہے۔ اور عبادات میں لذت آنے لگتی ہے اور کسی عبادت میں بھی مشقت اور بار نہیں رہتا۔

(۵۹) ذکر کی وجہ سے ہر مشقت آسان بن جاتی ہے اور ہر دشوار چیز سہل ہو جاتی ہے اور ہر قسم کے بوجھ میں خفت ہو جاتی ہے اور ہر مصیبت زائل ہو جاتی ہے۔

(۶۰) ذکر کی وجہ سے دل سے خوف و ہراس دور ہو جاتا ہے ڈر کے مقام پر اطمینان پیدا کرنے اور خوف کے زائل کرنے میں اللہ کے ذکر کو خصوصی دخل ہے اور اس کی یہ خاص تاثیر ہے جتنی ہی ذکر کی کثرت ہوگی اتنا ہی اطمینان نصیب ہوگا اور خوف زائل ہوگا۔

(۶۱) ذکر کی وجہ سے آدمی میں ایک خاص قوت پیدا ہوتی ہے جس کی وجہ سے ایسے کام اُس سے صادر ہونے لگتے ہیں جو

(۳۵) اللہ کے نزدیک پرہیزگار لوگوں میں زیادہ معزز وہ لوگ ہیں جو ذکر میں ہر وقت مشغول رہتے ہوں اسلئے کہ تقویٰ کا منتہا جنت ہے اور ذکر کا منتہا اللہ کی معیت ہے۔

(۳۶) دل میں ایک خاص قسم کی قسوت (سختی) ہے جو ذکر کے علاوہ کسی چیز سے بھی نرم نہیں ہوتی۔

(۳۷) ذکر دل کی بیماریوں کا علاج ہے۔

(۳۸) ذکر اللہ کیساتھ دوستی کی جڑ ہے اور ذکر سے غفلت اس کیساتھ دشمنی کی جڑ ہے۔

(۳۹) اللہ کے ذکر کی برابر کوئی چیز نعمتوں کی کھینچنے والی اور اللہ کے عذاب کو ہٹانے والی نہیں ہے۔

(۵۰) ذکر کرنے والے پر اللہ کی صلوة (رحمت) اور فرشتوں کی صلوة (دعا) ہوتی ہے۔

(۵۱) جو شخص یہ چاہے کہ دنیا میں رہتے ہوئے بھی جنت کے باغوں میں رہے وہ ذکر کی مجالس میں بیٹھے کیونکہ یہ مجالس جنت کے باغ ہیں۔

(۵۲) ذکر کی مجالس فرشتوں کی مجالس ہیں (احادیث مذکورہ میں یہ مضمون مفصل گزر چکا ہے)

(۵۳) اللہ جل شانہ ذکر کرنے والوں پر فرشتوں کے سامنے فخر کرتے ہیں۔

(۵۴) ذکر پر مداومت کرنیوالا جنت میں ہنستا ہوا داخل ہوگا۔

(۵۵) تمام اعمال اللہ کے ذکر ہی کیواسطے مقرر کئے گئے ہیں۔

(۵۶) تمام اعمال میں وہی عمل افضل ہے جس میں ذکر کثرت سے کیا جائے۔ روزوں میں وہ روزہ افضل ہے جس میں ذکر کی کثرت ہو۔ حج میں وہ حج افضل ہے جس میں ذکر کی کثرت

دشوار نظر آتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ کو جب انہوں نے چٹکی کی مشقت اور کاروبار کی دشواری کیوجہ سے ایک خادم طلب کیا تو سوتے وقت سبحان اللہ الحمد للہ ۳۳۳ مرتبہ اور اللہ اکبر ۳۳ مرتبہ پڑھنے کا حکم فرمایا تھا اور یہ ارشاد فرمایا تھا کہ یہ خادم سے بہتر ہے۔

(۶۲) آخرت کے لئے کام کرنے والے سب دوڑ رہے ہیں اور اس دوڑ میں ذاکرین کی جماعت سب سے آگے ہے۔ عمرہ مولیٰ غفرۃ سے نقل کیا گیا ہے کہ قیامت میں جب لوگوں کو اعمال کا ثواب ملیگا تو بہت سے لوگ اس وقت حسرت کریں گے کہ ہم نے ذکر کا اہتمام کیوں نہ کیا کہ سب سے زیادہ سہل عمل تھا۔ ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ مفرّد لوگ آگے بڑھ گئے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ مفرّد لوگ کون ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ذکر پر مر مٹنے والے کہ ذکر انکے بوجھوں کو ہلکا کر دیتا ہے۔

(۶۳) ذکر کر نیوالے کی اللہ تعالیٰ شانہ تصدیق کرتے ہیں اور اس کو سچا بتاتے ہیں اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ خود سچا بتائیں اُس کا حشر جھوٹوں کے ساتھ نہیں ہو سکتا۔ حدیث میں آیا ہے کہ جب بندہ لا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہتا ہے تو حق تعالیٰ شانہ فرماتے ہیں میرے بندہ نے سچ کہا۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور میں سب سے بڑا ہوں۔ (۶۴) ذکر سے جنت میں گھر تعمیر ہوتے ہیں۔ جب بندہ ذکر سے رُک جاتا ہے تو فرشتے تعمیر سے رُک جاتے ہیں۔ جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ فلاں تعمیر تم نے کیوں روک دی تو وہ کہتے ہیں کہ اس تعمیر کا خرچ ابھی تک آیا نہیں ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم سات مرتبہ پڑھے ایک گنبد اس کے لئے جنت میں تعمیر ہو جاتا ہے۔

(۶۵) ذکر جہنم کے لئے آڑ ہے اگر کسی بد عملی کی وجہ سے جہنم

کا مستحق ہو جائے تو ذکر درمیان میں آڑ بن جاتا ہے اور جتنی ذکر کی کثرت ہوگی اتنی ہی سختہ آڑ ہوگی۔

(۶۶) ذکر کر نیوالے کیلئے فرشتے استغفار کرتے ہیں۔ حضرت عمرو بن العاصؓ سے ذکر کیا گیا ہے کہ جب بندہ سبحان اللہ وبحمدہ کہتا ہے یا الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ کہتا ہے تو فرشتے دُعا کرتے ہیں کہ اے اللہ اس کی مغفرت فرما۔

(۶۷) جس پہاڑ پر یا میدان میں اللہ کا ذکر کیا جائے وہ فخر کرتے ہیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ کو آواز دے کر پوچھتا ہے کہ کوئی ذکر کرنے والا تجھ پر آج گزرا ہے اگر وہ کہتا ہے کہ گزرا ہے تو وہ خوش ہوتا ہے۔

(۶۸) ذکر کی کثرت نفاق سے بری ہونی کا اطمینان (اور سند) ہے۔ کیونکہ اللہ جل شانہ نے منافقوں کی صفت یہ بیان کی ہے کہ لَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا (نہیں ذکر کرتے اللہ کا مگر تھوڑا سا) کعب احبار سے نقل کیا گیا ہے کہ جو کثرت سے اللہ کا ذکر کرے وہ نفاق سے بری ہے۔

(۶۹) تمام نیک اعمال کے مقابلہ میں ذکر کیلئے ایک خاص لذت ہے جو کسی عمل میں بھی نہیں پائی جاتی اگر ذکر میں اس لذت کے سوا کوئی بھی فضیلت نہ ہوتی تو یہی چیز اس کی فضیلت کیلئے کافی تھی۔ مالک بن دینار کہتے ہیں کہ لذت پانیوالے کسی چیز میں بھی ذکر کے برابر لذت نہیں پاتے۔

(۷۰) ذکر کر نیوالوں کے چہرہ پر دنیا میں رونق اور آخرت میں نور ہوگا۔

(۷۱) جو شخص راستوں میں اور گھروں میں سفر میں اور حضر میں کثرت سے ذکر کرے قیامت میں اس کے گواہی دینے والے کثرت سے ہونگے۔ حق تعالیٰ شانہ قیامت کے دن کے بارے میں فرماتے ہیں یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا (اُس دن

اس کا محاصرہ کئے رہتے ہوں اس کا جو حال ہوگا ظاہر ہے اور دشمن بھی ایسے کہ ہر ایک ان میں سے یہ چاہے کہ جو تکلیف بھی پہنچا سکوں پہنچاؤں۔ ان لشکروں کو ہٹانے والی چیز ذکر کے سوا کوئی نہیں ہے۔ بہت سی احادیث میں بہت سی دعائیں آئی ہیں جن کے پڑھنے سے شیطان قریب بھی نہیں آتا۔ اور سوتے وقت پڑھنے سے رات بھر حفاظت رہتی ہے۔

حافظ ابن قیمؒ نے بھی ایسی دعائیں متعدد ذکر کی ہیں ان کے علاوہ مصنف نے چھ نمبروں میں انواع ذکر کا تفاضل اور ذکر کی بعض کلی فضیلتیں ذکر کی ہیں۔ اور اس کے بعد پچھتر فصلیں خصوصی دعاؤں میں جو خاص خاص اوقات میں وارد ہوئی ہیں ذکر کی ہیں جن کو اختصار کی وجہ سے چھوڑ دیا گیا ہے کہ توفیق والے کے لئے جو ذکر کیا گیا ہے یہ بھی کافی سے زیادہ ہے اور جس کو توفیق نہیں ہے اُس کے لئے ہزار ہا فضائل بھی بیکار ہیں۔
وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ.

زمین اپنی خبریں بیان کرے گی (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جانتے ہو اسکی خبریں کیا ہیں۔ صحابہؓ نے لاعلمی ظاہر کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس مرد و عورت نے جو کام زمین پر کیا ہے وہ بتائیگی کہ فلاں دن فلاں وقت مجھ پر یہ کام کیا ہے (نیک ہو یا برا) اسلئے مختلف جگہوں میں کثرت سے ذکر کرنے والوں کے گواہ بھی بکثرت ہونگے۔

(۷۲) زبان جتنی دیر ذکر میں مشغول رہے گی لغویات، جھوٹ، غیبت وغیرہ سے محفوظ رہے گی۔ اسلئے کہ زبان چپ تو رہتی ہی نہیں یا ذکر اللہ میں مشغول ہوگی ورنہ لغویات میں۔ اسی طرح دل کا حال ہے کہ اگر وہ اللہ کی محبت میں مشغول نہ ہوگا تو مخلوق کی محبت میں مبتلا ہوگا۔

(۷۳) شیاطین آدمی کے کھلے دشمن ہیں اور ہر طرح سے اس کو وحشت میں ڈالتے رہتے ہیں اور ہر طرف سے اس کو گھیرے رہتے ہیں جس شخص کا یہ حال ہو کہ اسکے دشمن ہر وقت

دعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں اپنے ذکر کی توفیق عطا فرمائیے۔ اے اللہ! ہمیں اپنے حقیقی ذکر یعنی ہمہ وقت آپ کے احکامات کو پیش نظر رکھتے ہوئے زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ اے اللہ! ہمیں اپنی محبت نصیب فرمائیے اور مسنون اذکار و وظائف کو صبح و شام پڑھنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم سب سے زیادہ آپ کا ذکر کرنے والے سب سے زیادہ آپ کو فرمانبرداری کرنے والے اور سب سے زیادہ آپ سے محبت کرنے والے بن جائیں۔ اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم اپنے سارے دل کیساتھ آپ سے محبت کریں اور آپ کو راضی کرنے میں اپنی ساری کوششیں صرف کر دیں۔ اے اللہ! ہم آپ سے دین و دنیا اور اہل و عیال میں معافی اور اچھے انجام کا سوال کرتے ہیں۔ اے اللہ! ہمیں بخش دیجئے اور ہمارے گھروں میں وسعت اور رزق میں برکت عطا فرمادیجئے۔

وَاجْرُدْ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

بِسْمِ اللّٰهِ

جلد منظر عام پر
درس حدیث 7- سلسلہ

عام فہم تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا
ایک سدا بہار مبارک سلسلہ

درک حدیث

انتخاب از

فضائل درود شریف

از افادات:

شیخ الحدیث حضرت

مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ

زیر نگرانی

فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب رحمہ اللہ

رئیس دارالافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان

ادارۃ تالیفات اشرفیہ

پتوک فوارہ ملتان پاکستان

(061-4540513-4519240)